

مذہب باہم ایسے مختلف اور متضاد واقع ہوئے ہیں کہ ایک جس اعتقاد کو معجزہ ہدایت قرار دیتا ہو دوسرا اُسی کو گمراہی کا اصلی سبب جانتا ہو کوئی مذہب توحید کو اصل لا اصول قرار دیتا ہو اور اقرار تہذیب کے سوا ہدایت نامکن سمجھتا ہو اور تیسرا بہت سی چیزوں کو خدائی طاقت دیکر رب کے آگے سرسجود ہونے کے سوا چارہ نہیں دکھاتا پس ان تمام تناقض خیالات کا ایک ہی نتیجہ نکال پھینچنا اور ان تمام مختلف اعتقادوں پر عمل کرنے سے سالربانی کا یکساں اثر مرتب ہونا بعینہ زہر اور تریاق کا یکساں صحت بخش ہونا اور آگ اور پانی کا ایک تاثیر دینا ہو گنج یہ چیزیں بسبب مختلف ہونیکے مختلف اثر پیدا کرتی ہیں تو ضرور یہ کہ خیالات بھی بسبب اپنے باہمی اختلاف اور تناقض کے مختلف نتائج پیدا کریں اور جیسے آگ کو پانی اور زہر کو تریاق سمجھنے والا اپنی غلطی کا ناگوار نتیجہ ضرور برداشت کرتا ہو ویسے ہی صلح کل کے دلچسپ ہو کے میں آنے والا اگر کسی غلط راستہ پر بھولیا ہو تو ضرور اسے بھی خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

مذہب اسلام نے اگرچہ ہمارے لئے ایک خاص آئین مقرر کر دیا ہے اور ہدایت گمراہی کے اسباب بوضاحت بیان فرما کر صلح کل کے تاریک کھوت کو توڑ دیا ہو اور اسلام کے تمام پیرو بھی ایک حد تک اس بارہ میں متفق ہیں کہ ہدایت کے لہو بیشک کوئی نہ کوئی خاص اصول ہیں مگر اس صلح کل کے لفظ میں جو جادو بھر دیا گیا ہو اُسکا کچھ نہ کچھ اثر اہل اسلام میں بھی بعض بعض پر ہو گیا ہے چنانچہ وہ کہنے لگے ہیں کہ اسلامیوں کے سوا اور لوگ بھی جو تمام اسلامی اصول کو نہ مانتے ہوں صرف اقرار توحید سے نجات پاسکتے ہیں حالانکہ توحید کے سوا دیگر عقائد بھی اسلامیوں میں اور دیگر مذاہب میں مختلف اور تناقض ہیں مثلاً اسلام کے بموجب اقرار رسالت ضروری ہو اور بعض دیگر فرقوں کے نزدیک خدا کا رتبہ اس سے بالاتر ہو کہ وہ کسی بشر کو بھلائی کی عزت دے اور اسلام قیامت پر ایمان لائیکے تاکید کرتا ہو اور بعض دیگر عقائد بشر و شر کو ایک ہم سے زیادہ وقعت نہیں دیتے پس باشتقاق توحید ان تمام مختلف عقائد کا اثر جداگانہ ہونا چاہئے۔ اور ان بزرگواروں کو نزدیک یکساں قرار پاتا ہو اور دوسروں کو توحید جو مدارجات ہے اُسی طرح کی کامل توحید راہ جو سکی اسلام تلقین کرتا ہو وہ دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں کیونکہ اسلام خدا کو اپنی ذات اور تمام صفات میں یکساں بتاتا ہو اور سکی تمام صفات کمال میں سو کسی ایک کو نہ مانا یا کسی اور کو ذات میں یا کسی صفت میں خدا کے برابر سمجھنا توحید کے خلاف قرار دیتا ہو اور پھر خدا کی تمام صفات کو اپنی الہامی کتاب میں تفصیل فرماتا ہے اور دیگر مذاہب میں یا تو میرے شرک ہی یا تثلیث اور تہذیب و روح و مادہ وغیرہ کی شکل شرک کی آئینہ کش ہو اور اگر کسی مذہب میں یہ باتیں بھی نہیں تو اُن میں سے جو الہام سے ہی نکلا ہو مگر اسلام کے پیروں کے بھیجے

اَلْاِيْمَانُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمدہ و صلی علی سولہ الکریم آلہ و صحابہ

انسان کا اپنی اغراض اور خواہشوں میں باہم گرا اختلاف رکھنا اور اپنی صلاح کار کے لئے جداگانہ روش اختیار کرنا ایک فطری اور جبلی امر ہے اور خداوند کریم نے اسی فطرت انسانی کا ذکر کیا ہے جہاں فرمایا ہے :-

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا يَزَالُ ابْنُ أَخِي مَخْلَصًا ۚ لَمَّا مَنِ رَحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلَئِنَّكَ خَلَقَهُمْ ۚ (پارہ نمبر ۱۲ - سورہ ہود - ع ۱۰)

اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت کا کر دیتا لیکن لوگ ہمیشہ (آپس میں) اختلاف کے ذریعے مکر جبر تمہارا پروردگار فضل کرے اور اسی کو تو انگو پید کیا ہے -

اور پھر اپنی حکمت کاملہ سے یہی ہر شخص کی فطرت میں ڈالا کہ امداد اختلافی میں اپنی خواہش اور غرض کو تقویت دے اور اپنے مخالف کی تردید کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اس حکمت کو اپنی کلام میں یوں ظاہر کیا ہے :-

وَلَا دَفْعَ لِلّٰهِ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ تَسَدَّدَتْ ۚ وَلَكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۳۳)

اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعہ سے بعض کو نہ ہٹاتا ہے تو ملک کا انتظام (دہم برہم ہو جائے - لیکن اللہ دنیا کے لوگوں پر (بڑا) جہربان ہے +

اور ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

وَلَا دَفْعَ لِلّٰهِ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ۚ هَذِهِ مَتَّ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۚ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ حج - ع ۲۶)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے (تھک) سونہ ہٹاتا رہتا تو صومے اور گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں یاد کرنا اس کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ذرا تو باجکے ہوتے +

یعنی اگر مخالف کی تردید کرنا ہر شخص کی فطرت میں نہ ہوتا بلکہ اختلاف کے وقت اعراضِ اوہم پوشی سے کام لیا جاتا تو فریقِ ثانی ضرور اعتدال سے تجاوز کر جاتا اور اس طرح حقانیت مخفی رہتی۔ اور بہت سے فسادِ ظہور پکڑتے۔ اور یہ اختلاف دماغِ فطری جیسا امورِ معاش میں نظر آتا ہو دینا ہی امورِ معاد میں پایا جاتا ہے اور جس طرح مذاہب ہیں باہدگر موجود ہے مذاہب کی اندرونی قشاقوں میں بھی دیکھا جاتا ہے اور جس طرح امورِ دنیوی میں بعض اوقات ہر فریقِ دوسرے کی کمزوری کو فائدہ اٹھا کر اپنے حق سے زیادہ حاصل کرتا یا کرنا چاہتا ہے اسی طرح کسی مذہبی سلسلے میں بھی کبھی کوئی ایک یا دو نو فریق اپنی حد سے بڑھ جاتے ہیں اور دوسرے کو جس درجہ پر وہ واقع میں ہے اس سے نیچے گرانہ چاہتے ہیں چنانچہ چند مدت سے مذاہبِ اسلام کے دو صاحبِ سواد اور ذی علم گردہوں میں حدِ اسلام و کفر کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک فریقِ اسلام کو اس قدر وسیع مانتا ہے کہ اسکی تعریف میں اقرار وحدانیت باری کے سوا اور کوئی قید نہیں لگاتا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی موحّد رسالت کا قائل نہ بھی ہو تو اُسے مسلم یا مسلمان جانتا ہے۔ اگرچہ محمدی موصافیٰ فرقوں میں شامل نہیں اور دوسرے فریق اس دائرہ کو اس قدر تنگ کرتا ہے کہ بعض جزوی اور فروعی اختلافوں سے بھی اپنے مخالف پر کفر کا فتوے دیدیتا ہے۔ اور اگرچہ یہ فریق بھی اپنے فتاوے تکفیر کو کسی بڑے اصولی اختلاف پر محمول سمجھتا ہے۔ مگر جن مباحث کو کھینچ کر اصولی اختلاف تک لیجا یا جاتا ہے اُنکی تہ میں عموماً یہی فروعی اختلاف ہوتا ہے۔

پہلا فریق چونکہ کثرتِ قیود سے نفور ہے اور اپنی جانب میں اَلَّذِينَ كَفَرُوا کو جہاں تک اُنکے اپنے اسکان میں ہونا ہوتا چاہتا ہے اس لئے کلامِ اللہ کی اُن آیات سے جن میں محض جنابِ باری پر ایمان لانیکا ذکر یا حکم ہے استشہاد کرتا ہے۔ مثلاً

<p>بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار ادنیٰ پر اور تمک اسی عقیدے پر ہے جو تو نہ تو اُنکے کو کوئی خوف ہو اور نہ وہ آزرہ خاطر ہیں۔</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا تَخَفُوا عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (یادہ نمبر ۲۶۔ سورہ احقاف۔ ص ۲)</p>
---	---

اور ارشاد ہے :-

<p>(یہ پیغمبر نے) کہہ کر اہل کتاب کی ایسی طرف رخ کیا</p>	<p>قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنِنَا</p>
--	---

وَمِمَّنْ كَمَا لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَخْذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَشْرَ بَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ (پارہ نمبر ۳۰ - سورۃ آل عمران ص ۷۴)

تمہارے درمیان میں کیاں رہانی جاتی ہو کہ خدا کو اس کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اگر ہم میں سے کوئی کوئی (اپنا) مالک سمجھیں اگر ایسی بات کہے مانتے ہو، مہم نہیں تو مسلمانوں نے کہہ دو کہ تم اس کا گواہ ہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔

لیکن اگر صرف آسانی کو ہی منظور رکھنا مقصود ہو اور کفر و ایمان جیسے مہتمم بالشان مسلمانوں میں جو حصہ دیتا کرنے کیلئے دیگر آیات قرآنیہ سے استنبہا دینے کے بغیر کسی ایک آیت سے تمسک کرنا کافی ہو تو یہ آیت اس غرض کے لئے ہے اولے ہوگی جہاں خدا فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبَيَّنُوا عَنِ الْحِقَّةِ الدُّنْيَا فَعَدَدَ اللَّهُ مَغَازِمَ كَثِيرَةً ۝ (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ آل عمران ص ۷۴)

مسلمانو! جب تم احد کی راہ میں باہر نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کے لئے آئے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں تم زندگی اور دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو۔ سو خدا کے ہاں بہت سی غنیمتیں ہیں +

اس لئے کہ نجات ابدی حاصل کرنے اور مومن بننے کے لئے اس سے زیادہ آسانی نہیں ہو سکتی کہ صرف السلام علیکم کہہ کر عادت ہو اور حسب طرح مذکور بالا آیتوں میں صرف خدا پر ایمان لانا بتایا گیا ہو یہاں صرف سلام کرنا وجہ اسلام قرار دیا گیا ہو حالانکہ کسی سلام کرنا کو جو خدا پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ حضرات مسلمان نہیں کہتے۔ پس جب اس آیت میں تدبیر کرنے اور دیگر آیات قرآنی کو ساتھ ملانے سے ثابت ہو جاتا ہو کہ سلام شرط ایمان نہیں بلکہ علامت اسلام ہے تو ایمان قائم کے ساتھ کسی اور بات کو جو پر ایمان لانا خدا نے ضروری بتایا ہو تلاش کرنے کی واسطی دیگر آیات کلام احد میں خود کرنا کیونکر بغیر ضروری ہو گا۔ اور فریق ثنائی چونکہ بہت سے امور کو جو پر ایمان قرار دیتا ہے اس لئے انہیں سے ہر ایک کی دلیل کو سر دست بیان کرنا اور اس پر رائے قائم کرنا مشکل ہو جو قدر بالا بحال انکی جانب سے ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس بات کو وہ اپنے نزدیک خلاف حکم خدا و رسول جانتے ہیں اس کے ماننے والے کو خدا و رسول کا مخالف یا بالفاظ دیگر الوہیت و رسالت کا منکر سمجھتے ہیں اور اس لئے کافر کہتے ہیں پس اس فریق کے ساتھ احکام خدا و رسول کی نسبت فیصلہ کرنے اور انکو نہ ماننے پر کفر لازم آئے کہ قواعد تلاش کرنے کے واسطی بھی کلام الہی کی اس مضمون کی آیات میں تدبیر کرنا ضروری ہے تا معلوم ہو کہ ہر فریق کا دعویٰ کہاں تک مستحکم اور کون سی بات

میں غلطی سے تجاوز عن الحد کیا گیا ہے اگرچہ یہ ہمیں اقرار ہے کہ نیت دو نو کی خیر ہے اور دونوں کا غرض محض طلبِ رضا ہے حق کے لئے ہے اور چونکہ کلامِ الہی کے نزدیک سب اعلیٰ اور ارفع دلیل و برهان ہے اس لئے اس کا فیصلہ جملہ اہل اسلام کے لئے ناطق اور قطعی ہو گا اور اس کے ہوتے کسی اور فیصلہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے :-

وَالسَّمَاءَ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الْمَصْنُوعِ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ وَآمَّا هُوَ بِالْهَسْبِ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ طارق - ۱۷)	پانی (برساتنے والے آسمان کی قسم اور پھینٹنے والی زمین کی قسم کہ بیشک قرآن ایک بات قطعی ہے اور وہ کچھ سرری (سی بے بنیاد بات) نہیں +
--	--

پس پہلے اُن آیات قرآنی کو جنہیں ایمان کی نسبت مذکور یا حکم ہو بہ تفصیل سمجھا جاتا ہے اور بعد سمجھا جائیگا کہ خداوند کریم کے نزدیک ایمان کی کیا تعریف ہو۔

لیکن تعریفِ ایمان کو قرآن میں تلاش کرنے سے پہلے اس امر کا دریافت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایمان صرف کسی بات پر یقین کر لینے کا نام ہے یا اس میں اعمالِ ظاہری بھی شامل ہیں۔ کیونکہ اس میں اہل سنت اور خوارج و معتزلہ کا اختلاف ہے۔ معتزلہ امور ضروری التصدیق کے علاوہ اعمال کی پابندی کو اس طرح ایمان میں داخل مانتے ہیں کہ انکو سچا نہ لانیے اگر آدمی کافر نہیں ہوتا تو مسلمان بھی نہیں رہتا۔ اور خوارج گنہ گار کو مطلق کافر کہتے ہیں اور اہل سنت فاسق کو بھی مؤمن کہتے ہیں۔ اگرچہ کامل الایمان نہیں لکھا بھی مابہی کچھ اختلاف ہے اور اس سالہ کے موضوع یعنی محض تہدید ایمان کو کفر کو ملحظ رکھ کر کمال و نقصان ایمان کی بحث ضروری نہیں کیونکہ جو لوگ ایمان کو قابل کمال و نقصان جانتے ہیں وہ بھی فاسق کو دائرہ اسلام سے باہر نہیں سمجھتے گو اُسے مؤمن کامل نہ کہتے ہوں۔ لہذا تہدیدِ ایمان میں لکھا باہمی کوئی اختلاف نہیں +

پس قرآن شریف میں غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان محض تصدیقِ قلب کا نام ہے اور اعمال جو ارح اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ :-

اول - ایمان لغت میں تصدیق اور سچ ماننے کو کہتے ہیں۔ خدا براہِ درانِ یوسف علیہ السلام کی زبان سے فرماتا ہے :-

وَمَا آتَاكَ مِنْ شَيْءٍ مِّنْ كُنَّا ذُرِّيًّا ضَلِيلًا قَبِيلًا (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یوسف - ۲۱)	اور گو ہم سچ ہی کیوں نہ کہتے ہوں آپ کو تو ہماری بات کا یقین آنے کا نہیں -
--	---

دویم۔ خداوند کریم خود اسے فعل قلب اریت ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَن اُكْرِهَ وَ
 قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَن شَرَحَ الْكُفْرَ
 صَدْرًا فَعَلِيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ
 عَظِيْمٌ (پارہ نمبر ۱۲ - سورہ نحل - ۱۰۳)

جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اسکا دل ایمان کی طرقت سے مطمئن ہو
 اس سے کچھ موافدہ نہیں لیکن جو شخص ایمان کو پیچھے خدا کے ساتھ
 کفر کرے اور کفر بھی کسی توجہ کو کھو کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا
 غضب اور ان پر بڑا سخت عذاب ہے +

یہاں قلب کو طرف ایمان قرار دیکر ایسے شخص کو کفار میں سے نکال لیا ہے جو جبر کے سبب اعمال ظاہری
 کی پابندی کو چھوڑ دی اور دل سے ایمان ہو اور فرمایا ہے کہ مورد غضب خداوندی وہی شخص ہے جس کے
 دل نے خوشی سے کفر کو قبول کر لیا ہو اور ارشاد ہے :-

كَانَتْ اِلْحٰرَابُ اَمَّا قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يَكُوْنُوْا اِلٰهًا
 اَسْكَنَّا وَلٰكِنَّا يَدْخُلُ الْاِيْمَانُ فِيْ ثُلُوْبِهِمْ
 (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ۲۷)

عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے پیغمبر کی
 کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ایمان
 کا تو ہنڈ تھاری دلوں میں گزرتی ہے نہیں ہوا -

یہاں خداوند کریم ان لوگوں کو جو ظاہری اعمال بجا لاتے تھے اور سوجہ سے ایمان کا دعویٰ کرتے تھے
 فرماتا ہے کہ تم اپنے ظاہری اتباع کا دعویٰ تو کر سکتے ہو لیکن اپنی تئیں مومن نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ تمہاری دلوں
 میں تصدیق نہیں ہے۔ پس یہاں خدا نے تصدیق قلب کو اصل ایمان قرار دیا ہے اور فرمایا ہے :-

لَا يَخْدُوكُمَا قِيَمٰتُكَمَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
 يُوَادُّوْنَ مَن حَادَا اللّٰهُ دَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَاٰنَا
 اٰبَا نَهُمْ اَوْ اَبْنَا نَهُمْ اَوْ اَخَا نَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتُهُمْ
 اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ
 (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ۳۷)

اے پیغمبر جو لوگ اندازہ روز آخرت کا یقین لکھتے ہیں انکو
 تو تم نہ دیکھو گے کہ خدا اور اس کے رسول کے مخالفوں کے ساتھ
 دوستی رکھیں گے گو وہ انکی باپ یا انکی بیٹے یا انکی بھائی یا انکی
 کنبہ ہی کے کیوں نہ ہوں یہی وہ بچے مسلمان ہیں جنکو دلوں کے
 اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے -

یہاں دشمنان خدا رسول سے دوستی نہ رکھنے کا حکم دیا ہے جو منجملہ اعمال ظاہری کے ہی اور اسکو ان کے
 ایمان قلبی کی خاص علامت ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے ہی لوگ ہیں جنکو دل میں ایمان ہے۔ پس
 ایمان کو دل سے مخصوص کرنے کی علاوہ ایک عمل نیک کو ایمان کا نشان قرار دیا ہے جو اگر اعمال داخل ایمان
 ہوتے تو اسکا جرد ہوتا نہ کہ نشان لینا اس کے علاوہ دیکھنا ایمان کو قلب کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جس سے ثابت

ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔

سوئم۔ اکثر اہل اعمال نیک کی جزا اور ثواب کے لٹا ایمان کو شرط ٹھہرایا ہے اور ظاہر ہے کہ شرط مشروط سے خارج ہوتی ہے اور اس طرح معلوم ہوا کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں چنانچہ فرمایا ہے:-

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مَدَّ ذَكَرًا أَوْ نَسَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظَلَّمُونَ فِيهَا شَيْئًا (پارہ نمبر ۱۰- سورہ نبا، ع)

اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت۔ اور ایمان بھی رکھتا ہو گا تو ان مغفوت کے لوگ جنت میں (دبا) داخل ہوں گے اور تل برابر بھی انکی حق تلفی نہ ہوگی +

مَنْ يَعْمَلْ صَالِحًا مَدَّ ذَكَرًا أَوْ نَسَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پارہ نمبر ۱۱- سورہ نحل، ع)

جو شخص نیک عمل کرے گا۔ مرد ہو یا عورت۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم دنیا میں بھی انکی زندگی بھی طبع بسر کرانگے اور انکو (آخرت میں بھی) انکی دان بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائیں گے +

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ دَسَّخَ لَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پارہ نمبر ۱۲- سورہ نحل، ع)

اور جو شخص طالب آخرت ہو اور اسکے لٹے کسی شے کی چاہتے ویسی کوشش بھی کرے اور وہ شخص ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہمیں بھی محنت قبول ہوگی +

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ (پارہ نمبر ۱۷- سورہ طہ، ع ۳)

اور جو ایمان خدا کے حضور میں حاضر ہو گا اور اس نے نیک عمل بھی کئی ہونگے تو یہی لوگ ہیں جنکو بڑی درجہ ہونگے +

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا (پارہ نمبر ۱۷- سورہ طہ، ع)

اور جو دنیا میں نیک عمل کرے گا اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو اسکو ڈکھیلے گی، (بائے خدا کا خوف نہ رکھی طبعی حق تعالیٰ کا +

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا (پارہ نمبر ۱۷- سورہ طہ، ع)

تو جو شخص نیک کام کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کی کوشش کا رت ہونیوالی نہیں۔ اور ہم اسکے اعمال نیک سب لکھ جاتے ہیں +

ان سب آیتوں میں خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ نیک اعمال کی جزا اسی صورت میں ہوگی جبکہ عامل با ایمان ہو جس سے ثابت ہوا کہ مومن ہونا ادنیٰ چیز ہے اور اعمال خیر کو بجا لانا ادنیٰ چیز۔

چہاں ہم۔ خداوند کریم کہہ گا روں کے لٹے مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْظُمُ أَنْ يَنْصُرَكَ بِهِ وَيَغْفِرَ مَا دُونُكَ (پارہ نمبر ۱۷- سورہ طہ، ع)

اور تو اس پر رحم کو متا کرنا یا نہیں کہ اگر خدا کوئی شے کرے گا تو

<p>ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا (پارہ نمبر سورہ نساء ع ۴)</p>	<p>۱۱ اسکو سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کر دی جو بڑا کبھی نہ ہو شریک گناہ دانا تو اسنو (غنا پر) جہان بند (جو بہت ہی) بڑا گناہ (ہی)</p>
<p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ فَعَلَ ضَلَالًا لَّعِينًا (پارہ نمبر سورہ نساء ع ۱۸)</p>	<p>اسد یہ گناہ، تو معاف نہیں کرتا کہ کسی شاکر کی، شریک گناہ کا اور اس کو کم جسکو چاہے معاف کرے اور جس نے اس کے ساتھ شریک گردانا وہ گناہ بہت سی بڑی، دور بھگ گیا۔</p>
<p>قُلْ يٰعِبَادِى الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر - ع ۶)</p>	<p>اے پیغمبران لوگوں سے کہہ دو کہ ای ہمارے بند جنہوں نے گناہ کر کے، اپنی اوپر زیادتیاں کی ہیں اس کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہی (اور) وہ بیشک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے۔</p>
<p>ان کے سوا اور بہت سی آیتوں میں مغفرت ذنوب کی نوید ہے اور اس کے برخلاف کفر کے واسطے عذاب مخلد کا وعید ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-</p>	
<p>إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَوْفَوْا لَهُمْ نَكَارًا وَلِيَاك عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَاللَّالِئِلَّةُ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَلِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ (پارہ نمبر سورہ بقرہ ع ۲۴)</p>	<p>جو لوگ (یعنی جن میں حق سی) انکار کرتے رہے اور انکار ہی کی حالت میں مر گئے یہی ہیں جنہیں خدا کی لعنت ہو اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ ہمیشہ، اسی (بھکاری) میں رہیں گے۔ نہ تو ان پر ہی عذاب ہی ہلکا کیا جائیگا اور نہ کھولت</p>
<p>إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصْدَقُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ نَكْرًا مَاؤُوا وَهُمْ كُفَرًا فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع ۴)</p>	<p>بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں، خدا کے رستے سے روکا۔ پھر کفر ہی کی حالت میں گئے۔ خدا انکو ہرگز نہیں بخشنے گا۔</p>
<p>پس اگر اعمال داخل ایمان ہوتے اور انکا نہ بجا لانا داخل کفر۔ تو انکی نسبت بھی بصورت عدم تعمیل کفر کی طرح عدم مغفرت اور دوام عذاب کا وعید ہوتا نہ مغفرت اور رحمت کی نوید۔ پہنچم۔ خداوند کریم نے دو صاحب تصدیق قتل کرنے والے گروہوں کو یمن کہہ کر یا دفرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے :-</p>	
<p>وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا مَا ضَلَّ جُلُودًا</p>	<p>اور اگر تم مسلمانوں کے دو فرقہ آپس میں لڑیں تو انہیں صلح کرادو</p>

<p>بَيْنَهُمَا فَإِنْ نَبَغْتَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَقَاتِلَا الَّذِي تَبَغَى حَتَّى تَخْرُجَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ نَأَيْتَ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْقَاسِطِينَ هَٰذَا مَا الْمُؤْمِنُونَ اخْرُجْ فَأَصْلَحُوا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ هَٰ</p> <p>(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ مجیدات - ۱۷)</p>	<p>پھر اگر انیس ہی ایک فرقہ دوسری پر زیادتی کرو تو بخوبی جانتی کرتا ہو تم بھی، اس سے لڑ رہا تک کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع لائے۔ پھر جب رجوع لے آئی تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کو ملحوظ رکھو بیشک اور انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے مسلمان تو آپس میں، بھائی ہیں پس اپنی بھائیوں میں کر دیا کرو اور دلوں میں غلبہ نہ ہو کہ وہ خدا کی طرف رجوع کرے گا</p>
---	---

اور حکم دیا ہے کہ نیکے درمیان صلح کرادو۔ پس اگر اعمال جزو ایمان ہوتے تو اس باہمی قتال سے جو
منوع ہے کم سے کم ایک گروہ اور اگر دونوں تجاور عن الحد کے مرتکب ہوں اور

<p>جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةً مِّثْلُهَا (پارہ نمبر ۲۵ - سورہ شوریٰ - ۴۱)</p>	<p>اور برائی کا بدلہ ہو ویسی ہی برائی۔</p>
<p>پر کار بند نہ رہی ہوں تو دونوں کا فروتے اور اس لئے انکو مومن نہ کہا جاتا۔ اور نہ ان میں صلح کر دینے کی یہ لم بیان کی جاتی کہ مسلمان باہم بھائی ہیں۔</p> <p>آیات مذکورہ کے سوا قرآن شریف کی اور بھی بہت سی آیات سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اعمال جزو ایمان نہیں ہیں۔ مثلاً خدا فرماتا ہے۔</p>	<p>پر کار بند نہ رہی ہوں تو دونوں کا فروتے اور اس لئے انکو مومن نہ کہا جاتا۔ اور نہ ان میں صلح کر دینے کی یہ لم بیان کی جاتی کہ مسلمان باہم بھائی ہیں۔</p>

<p>وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ سُوًّا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنَّا بَعْدَ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ هَٰ</p> <p>(پارہ نمبر ۲ - سورہ النعام - ۶۷)</p>	<p>اور ایسی غیر جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے مہربان پاس آیا کریں تو تم کہہ دو خدا کی طرف سے تمکو سلامتی ہو اور تمہارے نے دہندوں پر مہربانی کرنا اپنے اور پر لازم کر لیا ہو کہ جو کوئی تم سے نوافل کوئی گناہ کر بیٹھے پھر توبہ کرے تو براہِ راستی تمہاری اصلاح کے لئے تو خدا اسے بخشتیگا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہو۔</p>
--	---

یہاں پر خداوند کریم نے جن لوگوں کو گناہ نگاری سے توبہ کرنے پر مغفرت کا وعدہ دیا ہو انکو پہلے
ایمان والے اور متقی سلام خداوندی اور مستوجبِ رحمت باری تسلیم کیا ہے اور فرمایا ہو کہ تم جو یہ منزلت
رکھتے ہو۔ اگر کوئی گناہ کرو تو ہم تمہاری توبہ قبول کر سکتے ہیں۔ پس اگر گناہ سے وہ لوگ کفر ہو جاتے تو
مومن کہہ کر ان کو اس طرح کے تلمیح آمیز اور سراپا عنایت خطاب سے مشرف نہ کیا جاتا۔

فریق ثانی کی طرف سے بھی چند آیتیں اعمال کے جزو ایمان ہو کر باہر میں پیش کی جاتی ہیں مختزلہ کہتے ہیں:-

اول۔ خدا نے فاسق کو مومن کا مقابل ٹھیرایا ہے اور فرمایا ہے :-

اَمْثَلُكُمْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿٢﴾
 (پارہ نمبر ۲ - سورہ سجدہ - ع ۲)
 تو کیا ایمان لایا لا اس شخص کو بلا برہو جائیگا جو نافرمانی کرتا ہو
 (دووں فریق ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔)

جیسے ایک اور جگہ کافر کو مومن کے مقابل ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَنَسِبَكُمْ كَافِرًا وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ﴿١﴾
 (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن ع ۱)
 (لوگو!) وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اسپر بھی تم میں بعض کافر
 ہیں اور بعض مومن۔

اور فاسق گنہ گار کو کہتے ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ گنہ گار مومن نہیں ہوتا اگرچہ اُسے کافر بھی نہیں کہہ سکتے
 کیونکہ اس کے لئے کوئی دلیل انکے نزدیک بھی نہیں ہے۔

اسکے جواب میں اتنا عرض کر دینا کافی ہو کہ فاسق صرف گنہ گار کو نہیں کہتے بلکہ یہ لفظ قرآن میں
 غیر مصدق یعنی کافر اور گنہ گار دونوں کے لئے بکثرت متعلیٰ ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾
 (بیشک منافق وہی تو بڑے) نافرمان ہیں۔

وَلَا تَصِلْ عَلَىٰ اَحَدٍ مِنْهُمْ مَّتًى اَبَدًا وَلَا تَقُمْ
 عَلَيْهِمْ قَبْرًا ۚ وَاِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَا تَوَّابٌ
 وَهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١١﴾
 اور اسی پیغمبر جو انہیں سو مجاہد تو تم اپنے کبھی نثار (جنازہ) نہ پڑھنا
 اور نہ انکی قبر پڑھنا (کیونکہ) وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو
 ساتھ اور اس کے رسول کے حق کفر کیا اور نافرمانی کیجاتیں مری۔

اِسْتَعِظْ لِمَنْ اَدَّ اَلَا اَسْتَغْفِرَ لَهُمْ اِنْ سَأَلْتَهُمْ
 سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
 كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ۗ اَللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ
 (پارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ - ع ۱۰ -)
 (اے پیغمبر جاہلو تم انکی لئے ہم سختی بخش مانگو چاہے نہ مانگو۔ اگر تم
 انکے لئے سو دفعہ بھی بخشش مانگو تو اللہ انہیں کبھی نہ بخشے گا اور
 کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اسکی رسول کیسے کفر کیا اور
 اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔)

وَلَا تَتَوَكَّلْ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۚ سَوَّاءُ اللّٰهُ فَاَنسَأَهُمُ الْاَسْهَامُ
 اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٢٨﴾
 اور ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے خدا کو بھلا دیا نہیں انکی
 ایسی تارکی وہ اپنی آپکو بھی بھول گئے لوگ (تو بڑی) نافرمان ہیں۔
 (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر ع ۲۸)

اور اسی محاورہ کے مطابق آیت مذکورہ میں مومن کے مقابل کافر پر فاسق کا لفظ بولا گیا ہے۔ پس
 فاسق بمعنی گنہ گار اس میں داخل نہیں۔

دویم۔ خدا فرماتا ہے :-

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَاطِبَةُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۹۸﴾
 ہاں جو کوئی بُرائی کرے اور اُسکے گناہ اُسے گھیر لیں تو ایسے لوگ دوزخی ہیں اور وہ آگ میں ہمیشہ (ہمیشہ)

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۹۸) رہیں گے۔

یہاں خدا نے خطا کاروں کو دائمی عذاب کا وعید کیا ہے اور یہ مسلم ہے کہ مومن ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ خطا کار مومن نہیں ہوتا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم نے جن لوگوں کے لئے عذابِ خدا کا وعید کیا ہے پہلے انکی دو حالتیں بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ وہ بُرائی کریں۔ اور دوسرے یہ کہ انکی بُرائی انہیں محیط ہو چلی تھی یعنی ارتکابِ خطا کے بارہ میں قرآن میں جا بجا مغفرت کے وعدے ہیں مثلاً فرمایا ہے:-

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَمَكَرُوا مِنْهَا فَيَحْشُرُوهُمْ رَدْءًا وَأَدْخَلُوا أَلْبَابَ مُبْرَأَاتٍ ﴿۹۹﴾
 اور اِی بی غیر اُس اقامہ کو یاد کرو جبکہ ہم نے اون لوگوں کو کہا کہ اس گاؤں میں چلو اور اس میں سے چو جا ہو مرنے سے بچو اور دروازہ میں سے چو کر تے ہو تو داخل ہو تم تمہاری گناہ معاف کیے گئے اور انکو گاؤں پر اور بھی زیادہ نعام کرینگے۔
 (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۹۹)

قَالَ لَا تَنْتَهِبَ عَلَيْهِمُ آيَاتِي يَعْصِرُ اللَّهُ كَلِمًا وَهُوَ أَعْلَمُ الْذَّاهِقِينَ ﴿۱۰۰﴾
 (حضرت یونسؑ) کہا کہ تمپر کوئی سزا نہیں خدا تمہارے گناہ معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے ظاہر مان ہے۔
 (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ یوسف - ۱۰۰)

وَالَّذِي أَطْعَمَهُمُ الْغَيْثُ يَخْسِفُهُمُ الْيَوْمَ الْبَاقِي ﴿۱۰۱﴾
 اور جو (بخشنے والا) مہربان ہو اور اس سے (جھکے ہوئے) کسی کو دُور جزا کو میرے قصور معاف کر دینگا۔
 (پارہ نمبر ۱۹ - سورہ شعراء - ۱۰۱)

اور پھر لفظِ احاطہ پر نظر کرتے ہیں۔ تو جیسا عام محاورہ لسان میں اسکا استعمال ہو قرآن میں بھی یہی لفظ ہر جانب سے گھیسے معنوں میں مستعمل پاتے ہیں جیسے

وَاللَّهُ يَحْصِي بِالْكَافِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ اور اللہ کا فردوں کو گھیرے ہوئے ہے۔

یعنی دنیا و آخرت میں پس و پیش اور بین و یسار ہر طرف سے وہ قدرتِ خداوندی کے اند میں اور۔

إِنَّهُمْ لَخِطَطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۱۰۳﴾ (پارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ - ۱۰۳) بیشک دوزخ کا فردوں کو گھیرے ہوئے ہے۔

یعنی ہر جانب سے دوزخ نے انہیں بکیرا ہوا ہے اور

هُوَ الَّذِي يُبَيِّنُ لَكُمْ فِي الْكِتَابِ حَقَّ إِذَا كُنْتُمْ

جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور کشتیاں اپنی سواروں کو لیکر روانہ ہو اسے چلتی ہیں اور وہ اس کا میابی سے خوش ہوتے ہیں تو ناگاہ ایک تندہ چونکا آتا ہے اور انکو موعیں ہر طرف سے آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بس اب گھری تو وہ خالص عقاد کرتے گا کہ کچھ لگتے ہیں

فِي الْفُلِّ دَجْرَيْنَ بَرٍّ مَرْجٍ طَيْبَةٍ وَفَجْوَ بَهَا
جَاءَتْهُمَا يَتِيمٌ غَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمُ احْصِيَطَ بِهِمْ دَعَا اللَّهَ
مُخْلِصِينَ لَهُ الَّذِينَ (بارہ نمبر ۱۱ سورہ یونس ص ۳)

یعنی جب موعیں انہیں گھیر لیتی ہیں اور وہ کسی طرح مخلصی نہیں دیکھتے تو خدا کو پکارتے ہیں اور ان کو سوا اور بہت جگہ یہی معنی مراد ہیں پس ان دونوں امور کی نسبت قرآن سے فیصلہ کرنے کے بعد کوئی نہیں رہتا کہ انہی لوگوں کی نسبت عذاب الہی مقرر ہے جو برعانبہ خطا میں منہمک ہیں یعنی انکا دل تصدیق نہیں کرتا زبان قرار نہیں کرتی اور جوارح حسب ارشاد خداوندی کام نہیں کرتی اور ایسے لوگ لایب کا فرمطلق ہیں اور اگر صرف جوارح سے خطا کریں تو اس حکم میں شامل ہوں تو انکی نسبت یہ کہنا غلط ہوگا کہ خطائیں انہیں محیط ہیں کیونکہ دو بڑے اعضاء جو خطاؤں کے سرچشمہ ہیں یعنی قلب زبان اس نجاست سے پاک ہیں پس معلوم ہوا کہ یہاں بھی عذاب جملہ کا وعید صرف کفار کے لئے ہے اور نیز لفظ مَنْ کَسِبَ نَسِئَتُهُ خطا کا رمی پر دلالت کرتا ہے پس اگر احاطت بہ خَطِيئَتِهِ سے بھی محض خطا کا رمی بے تعلق عدم تصدیق لیا جائے تو دونوں فقروں کا ایک ہی مطلب ہوتا ہے اور دوسرا فقرہ معاذ اللہ بحث ٹھیرتا ہے اور دونوں فقرے حسب قواعد فصاحت موزوں اسی صورت میں ہوتے ہیں کہ دوسرا کفر پر دلالت کرے وهو المطلوب۔

سَوْنُمْ - خدا فرماتا ہے :-

اور جو اند اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں اور اس کی حدوں سے تجاوز کریں تو اس سے آگ میں ڈالنا ہے جسیدہ ہمیشہ رہے گا اور اسی نہایت ثلث کا عذاب ہوگا۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَّقِ اللَّهَ دَدَّةً يُؤْتِهِمْ
نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝
(بارہ نمبر ۱۱ سورہ نساء ص ۷)

یہاں بھی خدا نے اصحاب معصیت کو عذاب دائمی کا مستوجب گردانا ہے جو مومن کی شان سے بعید اس لئے قاصی مومن نہیں۔

اسکے جواب میں یہی تقریر مذکورہ بالا کافی ہے کیونکہ محض عصیان کیلئے وعدہ مغفرت بکثرت موجود ہے اور یہاں اسکے ساتھ عسی بڑھ جانے کی قید زائد ہے پس اس قید سے بھی وہی نفس عصیان مراد ہو۔ تو ایک تو مغفرت کے وعدہ اور دائمی عذاب کے حکم میں تناقض ہوتا ہے اور دوسرے ان الفاظ کا ذکر

بے فائدہ ٹھیرتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ حدی بڑھانا محض گنہ سے زائد امر ہے اور وہ بھی ہے کہ دل سے بھی احکام خداوندی کو واجب العلّٰی سمجھے اور یہ مسلم ہے اور آئندہ انشاء اللہ ثابت بھی کیا جائیگا کہ خدا کے حکم کو حکم نہ سمجھنا اور اسکو قابل تعمیل نہ جاننا بیشک کفر ہے اور یہ دل کا فعل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں بھی دائمی عذاب فعل قلب سے متعلق ہے نہ اعمال ظاہری سے۔

چہارم۔ فرمایا ہے:-

اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو جی سزا دینے پر جیل ہمیشہ رہیگا۔ اور سپرد کا غضب نازل ہوگا اور خدا اس کی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور اسے کسی کو شرافت یا عطا کیا جائے	وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَدًّا فَحَسْرَتُهُ اُولَٰئِكَ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَكَرِهَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَرِهَتْ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (پارہ نمبر ۱ - سورہ نسا: ۸۱)
---	--

یہاں قتل پر جو افعال جوارح میں سے ہیں دائمی عذاب کا حکم دیا گیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ اول تو یہاں ایک خاص فعل کی نسبت حکم ہے جس سے اگر ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ صرف قتل عدا ایک ایسا فعل ہے جس سے مومن مومن نہیں رہتا۔ حالانکہ دعویٰ یہ تھا کہ تمام اعمال سیدہ مومن کو ایمان تکالیدی ہیں۔ اور دوسرے خداوند کریم نے اس مضمون کو شروع یوں کیا ہے:-

اور مومن کو نہیں لائق کسی مومن بھائی کو قتل کرے۔ مگر بھول چوک سے ہو جائے (دوسری بات ہے)	وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا اَخْطَاؤً (پارہ نمبر ۱ - سورہ نسا: ۸۲)
---	---

یعنی مومن کو دوسرے مومن کا قتل ہرگز مناسب نہیں لیکن بھول چوک سے ہو جائے تو غیر اور بھرتل خطا کا کفارہ ذکر کرنے کو بعد قتل عدا ذکر کیا ہے اور اس پر عذاب دائمی کا حکم دیا ہے اور سورہ بقرہ میں اس کے لئے قصاص کا حکم نافذ فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے:-

مسلمان جو لوگ قتل کو جائیں تم ان کے بدلے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْأَقْتِلِ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ: ۱۷۲)
---	--

پس اگر محض قتل ہی یہ اثر رکھتا تو آدمی اور معاہد کے قتل پر یہی حکم ہونا چاہئے تھا کیونکہ تلف نفس اس میں بھی موجود ہے اور اسکے علاوہ سوائے عذاب دائمی کو اور تمام حکام قتل ہی ان کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے مومن کے لئے یعنی مجرم و خطا کے انکو قتل کرنا بھی گناہ ہے جیسے مومن کو اور قصاص ان کے قتل پر بھی ہے جیسے مومن کے قتل پر اور قصاص اور بغاوت وغیرہ کی صورتیں مومن کو قتل کرنا بھی ایسا ہی

ضروری ہے جیسا ذمی اور معاہدہ کو۔ پس یہاں مومن کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا کہ اس کا قتل بھول چوک سے
 سوا جائز نہیں۔ حالانکہ ذمی کا حکم بھی یہی تھا اور اس کو قتل عہد پر عذاب مخلد کا حکم دینا اور ذمی و معاہدہ کے لئے
 ایسا حکم نہ دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہاں محض قتل کے سوا جو ایک غاصبی عمل ہے کسی اور چیز کو بھی دخل ہے
 اور وہ وہی چیز ہونی چاہئے جو ذمی اور معاہدہ میں نہ پائی جاتی ہو یعنی ایمان پس یہی وہ حیثیت ہے جس کے لئے
 مومن کو مومن کے قتل سے بالخصوص روکا گیا۔ کیونکہ غصے یا کسی اور نفسانی یا شہوانی جذبے کا مغلوب
 ہو کر کسی مردار یا معاہدہ کو ملحوظ نہ رکھنا اگرچہ کہا نہیں ہے لیکن ان خواہشوں کا یہاں تک مغلوب نہ
 کہ ایمان کو بھی خیر یا بد کہہ دے بلکہ اور مومنوں سے بوجہ انکے ایمان کے برسرِ پغاش ہو عین کفر ہے۔ پس
 معلوم ہوا کہ قتل مکر وہ قتل جو قتل کی حیثیت ایمان کی وجہ سے عمل میں لایا گیا ہو یہ حکم رکھتا ہے اور اس سے
 کسی کو انکار نہیں کہ ایسا شخص بیشک عذاب الہی کا مستوجب اور غضب و لعنت باری کا مستحق ہے جو
 اسی کے قریب قریب وہ آیت ہے جس میں سحر کو کفر کہا گیا ہے اور فرمایا ہے:-

اور ان (دھوکوں) کو بچھڑ گئے جگو سلیمان کو عہد سلطنت
 میں شیاطین پڑا رہا کرتے تھے حالانکہ سلیمان سے کفر کی
 (یہ) حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ بلکہ کفر کیا تھا تو شیاطین نے
 کیا تھا کہ وہ لوگوں کو جاو د سکھا یا کرتے تھے اور اس کی علاوہ
 ان باتوں میں مشغول ہو گئے جو بابل میں ہاروت و روت کو
 پہنچائی گئی تھیں اور وہ (بھی جو انکو پہنچاتا تھا) کسی کو نہ بتاتے
 بیشک اُس سے یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو (ذبیہ) آزمائش ہیں تو اس علم کو
 بڑی طرح استعمال کر کے کہیں کفر نہ ہو جائیو اس پر بھی ان کو ایسی باتیں
 جھکی وہ سب میاں بی بی میں رہائی ڈال دیں۔ حالانکہ بے حکم خدا
 وہ اپنی باتوں کو کسی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

وَأَشْعَرُوا الشَّيَاطِينَ عَلَىٰ مَلَائِكَتِهِمْ
 وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا
 يُعَلِّمُونَ النَّاسَ الْفِتْنَةَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ
 الْمَلَائِكَةِ بِلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسُوءَ مَا
 وَمَا يُعَلِّمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَ إِنَّمَا أَخْبَرَهُ
 فَتَنَهُ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا
 يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ
 بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ
 اللَّهِ

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۲)

اس آیت میں جس عمل کو سحر کے نام سے یاد کر کے کفر کہا گیا ہے انکی تعریف عام طور پر یوں کی جاتی ہے کہ جو
 اثر مخفی اور نامعلوم اسباب سے پیدا کیا جائے وہ سحر ہے جیسا تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہے اور اس تعریف میں امام
 رازی کی تصریح کے موافق تمام شعبہ کی اور کربا اور تمام وہ فنون جنکو اثر کا ترتیب عوام کی سمجھ میں نہیں آتا

حتے کہ گھنٹوں گھڑوں وغیرہ کا وقت بتانا اور بجنا بھی شامل ہے۔ اور اگرچہ واقع میں یہ فنون اس تعریف میں شامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ گھڑوں اور دیگر نو ایجادات صنائع مثلاً ریل تار وغیرہ کا عمل واضح اور معلوم اسباب پر مرتب ہے۔ گو ان فنون سے واقفیت نہ رکھنے والے انکو سمجھ سکتے ہوں مگر ان تمام گنڈوں تعویذ اور جھاڑ پھونک جکا انکے آثار یعنی صحت مرض اور جب و بغض کیساتھ کوئی عقلی تعلق نہیں ثابت ہوتا اس تعریف میں ضرور داخل ہیں اور اگر واقع میں سحر کی یہی تعریف ہو تو حسب اشد قرآنی وہ کفر ٹھہرتا ہے اور لازم آتا ہے کہ ایمان و کفر میں تصدیق و انکار قلبی کے علاوہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کو بھی دخل ہو۔ مگر آیت مذکورہ کی تمام پہلوؤں کو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے جس عمل کو سحر کہہ کر کہا ہے انکی تعریف صرف یہی نہیں جو عام مفسر لکھتے ہیں بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ ان ارحام اور توکلین کو جن سے جادو گرد مانگتے ہیں یا ان الفاظ اور خطوط اور افعال کو جن سے وہ کام لیتے ہیں حقیقی مؤثر اور نفع رساں کا مالک سمجھیں کیونکہ خداوند کریم نے جادو کے آثار میں سے عداوت و ہین کو ذکر کر نیکی بعد فرمایا ہے کہ وہ کسی کو حکم خدا کی بغیر مرنے نہیں پہنچا سکتے۔ پس اس جادو سے خیال کو ہلایا گیا ہے وہ جادو گردوں میں ضرور موجود ہوگا۔ اور اگر انکا یہ اعتقاد نہ ہوتا اور وہ خدا کے سوا کوئی نفع نقصا کا مختار نہ سمجھتے تو انکا حکم بیان کر نیکی اناس اس جادو کو لانا معاذا اللہ محض ہے سو حشو ہوتا اور کلام بانی میں اس قسم کے جلی بے کسی غلط خیال یا احتمال کو دفع کرنے کیلئے ہوا کرتے ہیں مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان سے انکی صاحبزادوں کو نصیحت کرنے کے موقع پر فرمایا ہے:-

اور کہا کہ اے میری بیوتم ایک سزاوارتہ شہر میں جانا۔ بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں اس جادو سے خدا کا حکم کو تو تم پر سو ذرا بھی حال نہیں سکتا۔ حکم تو بس اسی کا (چلتا ہے) اور میں نے تو اسی پر بھروسہ کر لیا ہے (اور سب) بھروسہ کر نیوالوں کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کریں +

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَاَدْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَمَا اعْلَمِي عَنْكُمْ مِنْ اِلٰهٍ وَاَنْتُمْ كَوَلِّتُمُوهُ اَلَا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ؕ
(بابہ نمبر ۱۳ - سورہ یوسف ص ۸)

یہاں انکو مختلف دروازوں سے داخل ہونیکا حکم دینی سے جو خیال ہوتا تھا کہ شاید آپ انکو کسی نقصان سے جو مشیت ایزدی میں مقدر ہو سلامت رہنے کی ایک حکمی تدبیر بتاتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اس طرح خدا کا حکم مل جائیگا اس خیال کو دور کرنے کیلئے فرمایا کہ میں خدا کے حکم سے تمکو نہیں بچا سکتا۔ اور

امام رازی نے اس مقام پر صدق الساعۃ کے نام سے گھڑی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے ۱۲

اسی طرح جناب خضر کی زبان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کے جواب میں فرمایا ہے :-

فَأَسْرَدَ رَبُّكَ أَنْ تَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا
كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَمَا دَعَلْتُهُ عَلَىٰ آيَةٍ
ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝
(پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ع ۱۰)

بس تمہاری پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکی اپنی جوانی کو
پہنچیں اور پھر اپنا خزانہ نکالیں اور ان کے حال پر تمہاری پروردگار کی یہ
دہائی تھی اور میں نے جو کچھ کیا اپنا اختیار نہیں کیا بلکہ خدا کو حکم سونپا
یہ حال حقیقت ان (واقعات) کی حیرت منسوب نہ ہو سکا ۝

یہاں حضرت موسیٰ کا اعتراض تھا کہ تم نے اپنی مرضی سے چند کام کئے اور انہیں فلاں فلاں غلطی
کی حضرت خضر نے انکی حکمت بیان کی اور پھر فرمایا کہ میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کئے اور
ایسا ہی ایک اور جگہ آیا ہے :-

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُفُيْهِ إِلَيْكَ وَمَا
كَنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۝
(پارہ نمبر ۱۳ - سورہ یوسف - ع ۱۱)

راہی پیغمبر یہ چیز غیب کی باتیں ہیں جنکو ہم وحی کو فرماتے ہیں
معلوم کرتے ہیں نہ جو وقت یوسف کے بھائیوں نے اپنا مکر ادا کر لیا
تھا (وردہ دیوسف کے ہاں کی) تدبیریں کچھ تھیں تو ہم کو پتا چلا کہ وہ مکر کرتے

یہاں وحی حالات غیب کے دعویٰ پر جو کفار خیال کرتے تھے کہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی
کسی ذریعہ سے اخبار گذشتہ سناتے ہیں فرمایا کہ تو انکی یاس نہیں تھا تا ہماری اطلاع کے بغیر انکی منصوبہ بازیوں کا
حال معلوم کر لیتا۔ غرض اس طرح کے جملہ دعوے معترضہ قرآن شریف میں بکثرت ہیں اور ضرور کسی کلمی غلطی کی
اصلاح کا فائدہ دیتی ہیں۔ اور جب مدللے جا دو گروں کو فعل کی قباحت بیان کرنے اور انکی کفر کی وجہ بتانے
میں اس بات پر انکافی تو ثابت ہوا کہ وہ خدا کے سوا اوروں کو متصرف فی الامور اور مختار و مشر
جاننے سے کافر ہوئے ہیں اور یہ ایک اعتقادی نقص ہے نہ کہ فعل جوامع اور ایسے اعتقاد کے کفر
ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ پس اگر تعویذ گذشتہ کرنے والے اور فسوں و دعوت پڑھنے والے ان کو
بدین اعتقاد استعمال کریں کہ خدا نے انہیں کچھ اثر و دولت کیا ہے اور یہ یا انکے موکل کوئی اختیار و قدرت
نہیں رکھتے تو وہ حسب تصریح مذکور کافر ہونگے جیسے الہاء و دوا استعمال کرتے ہیں اور انہیں خدا کی طرف سے
تو دین اثر کے قائل ہونے سے کافر نہیں ہوتے اگرچہ یہ ضرور یہ کہ بعض قسم کے عملیات جن کی اجازت
شریعت سے ثابت نہ ہو۔ حرام یا مکروہ ہونگے یا منکرین اثر سحر کے نزدیک انکا فعل نواہی و بیہودہ ٹھیک
اور اگر وہ لوگ ان حرکات کو مؤثر حقیقی مانتے یا اپنے اعمال میں ارواح اور موکلین سے مدد مانگیں تو بوجہ اس

مشرکانہ اعتقاد کے ضرور کافر ہونگے بلکہ اس اعتقاد کے ساتھ دوا وغیرہ کا استعمال بھی کفر ہی لیکن چونکہ ساحروں میں عموماً یہ اعتقاد ہوتا ہے اور وہ اپنی ہر فسون اور عمل کے لڑا سکا ایک مالک و مختار ہو کر یا سیر وغیرہ ناموں سے مانتے ہیں اور اکثر انہی کی نذر یا بھینٹ وغیرہ کے طور پر کچھ خیرات بھی دلوایا کرتے ہیں اور اطباء یا دیگر اسباب سے کام لینے والے یہ خیال نہیں رکھتے اس لڑی سحر کو خصوصیت کے ساتھ کفر کہا گیا اور اگرچہ ”جادو برحق“ اور کرنے والا کافر“ اکثر مسلمانوں کی زبان پر ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً ساحروں کو کافر مانتے ہیں لیکن الحمد للہ علمائے اسلام کا یہ خیال ہرگز نہیں۔ چنانچہ تفسیر غزیری اور کبیر وغیرہ میں قریب قریب یہی تفصیل ہے۔

خواجہ نے مندرجہ ذیل آیتوں سے استدلال کیا ہے کہ گناہ گار کافر ہوتا ہے +
اول۔ خدا فرماتا ہے :-

وَمَنْ يَكْفُرْ كُفْرًا ثُمَّ يَزِدْ فِي كُفْرِهِ فَآزِلْ اللَّهُ فَاذْلِكْ لَهُمُ الْكَفْرُ ذُنُوبًا (پارہ نمبر ۶۔ سورہ مائدہ - ع ۷)	اور جو خدا کے نازل کردہ حکم کے موافق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی تو کافر ہیں۔
--	--

یہاں فرمودہ ایزدی کے خلاف کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے۔

لیکن اس استدلال میں بہت دھوکا کھایا گیا ہے کہ لفظ حکم کو بمعنی عمل سمجھ لیا ہے اور اس لڑی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ہر مجرم چاہے وہ مجرم کو مجرم سمجھتا ہو اور اپنی خطا کا معترف ہو صرف ارتکاب کفر ہو جائے حالانکہ حکم صرف فیصلہ کے معنوں میں ہے اور قرآن میں کہیں بمعنی عمل وارد نہیں ہوا بلکہ اکثر آیتوں سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اس لفظ کا سوا فیصلہ کے اور کوئی معنوم نہیں مثلاً خدا فرماتا ہے :-

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ يَقُصَّ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاعِلِينَ (پارہ نمبر ۷۔ سورہ انعام - ع ۸)	حکم صرف خدا ہی کا ہے وہ حق حق باتیں بیان کرتا ہو اور وہ فیصلہ کرنے والوں سے بہتر (فیصلہ کرنے والا) ہے +
---	--

اور ایک جگہ فرماتا ہے :-

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ قَلْبِي تَوَكَّلْ الْمُتَوَكِّلُونَ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ یوسف - ع ۱۱)	حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں +
--	--

یہاں حکم کو خداوند کریم کی ذات سے مخصوص کیا ہو اور وہ اگر فیصلہ کے معنوں میں ہو تو بیشک ذات ایزدی سے مختص ہے اور کسی کو اس کے حکم کے خلاف فیصلہ کا اختیار نہیں۔ اور اگر بمعنی عمل ہو تو صفت ذات باری

سے مختص نہیں کیونکہ ہر شخص عامل ہو۔ خدا فرماتا ہے :-

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى شَاكِلِيَّةٍ (پارہ نمبر ۱۰ یوسف بنی اسرائیل ص ۱۱) اور پیغمبران لوگوں سے کہو کہ ہر ایک اپنی طور پر عمل کرتا ہو +

اور علیؑ فرما رہا ہے :-

وَإِذَا أَحْكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۶)
اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو اہل حکم دیتا ہے کہ عدل سے فیصلہ کرو +

اور ایک جگہ ہے :-

وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۶)
اور (اے پیغمبر) جب کوئی حکم دو تو عدل و انصاف سے حکم دو -

یہاں اگر حکم سے مراد عمل ہو تو اس میں عدل کے سوا احسان و فضل بھی شامل ہی حالانکہ یہاں محض عدل کی اجازت دی گئی ہے اور اگر فیصلہ مراد ہو تو بیشک اس میں عدل کے سوا اور کسی چیز کی گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ اگر ذیقین میں سے ایک پر احسان کیا جائے تو یقیناً دوسری پر ظلم ہوگا اور فرمایا ہے :-

وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ - ع ۲۶)
اور خدا نے انکو ساتھ سچی کتاب اتاری۔ تاکہ وہ لوگوں میں جس بارہ میں انکا اختلاف ہو اسکی بابت فیصلہ کرے +

یہاں کتاب کو حاکم کہا گیا ہے اور وہ قول فیصل تو بیشک ہے مگر عامل نہیں غرض حکم ہر جگہ بمعنی فیصلہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص فرمودہ خدا کے خلاف فیصلہ کرے یعنی اس کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام جانے وہ کافر ہے لیکن یہ ایک اعتقاد ہی جرم ہے نہ عملی +

دویم - خدا فرماتا ہے :-

إِنَّا قَدْ آوَجَّ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ طہ - ع ۲)
بیشک ہمیں ہی کذریہ سوتا گیا ہے کہ عذاب یقیناً انہی لوگوں کو جو فرمودہ ربانی کو جھٹلائیں اور حکم خدا سے روگردانی کریں +

اور ایک جگہ فرمایا ہے :-

لَا يَصْلَحُ إِلَّا الَّذِينَ كَذَّبَ وَتَوَلَّى (پارہ نمبر ۳ - سورہ الدلیل - ع ۱)
آگ میں وہی بد بخت لوگ داخل ہونگے جو خدا کے حکم کو جھٹلائیں اور اس سے روگردانی کریں +

یہاں عذاب کو صرف کفار کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے حالانکہ قرآن و سنت میں گنہ گاروں کیلئے

بھی عذاب کا وعید ہی پس اگر گنہ گار کا فر نہ ہوں تو عذاب کا کفار سے مخصوص ہونا غلط ٹھہرتا ہے۔
لیکن ان بندگان کو اردوں نے اس استدلال میں عجیب منطق سے کام لیا ہے کیونکہ اول تو جیسے بصوت
میں ایک طرف گنہ پر عذاب کا وعید ہے اور دوسری جانب کافروں کے ساتھ عذاب کی خصوصیت
اسی طرح قرآن میں اکثر جگہ نلاح و نجات کو مومنین کے ساتھ خاص کیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :-

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن ثَمَلِكَ دُونَ ذَلِكَ هُمْ يُوَفَّقُونَ ۚ وَأُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ	اور (ایسے پیغمبر جو کتاب) تپہ اتری اور جو تم سے پہلے آئیں ان (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنی پروہ کا رکھ سیدہ رستہ پر ہیں اور یہی لوگ (آخرت میں من مانی) مراد میں پائیں گے ۛ
---	---

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ ص ۱)

اور فرمایا ہے :-

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَ رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ	مسلمانوں کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ انہیں (انکے باہمی جھگڑوں کی) جگہ تہ کردیں تو بس وہ (دو ٹوک بات) کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے رب کی حکم سنا اور (خدا اور رسول کا حکم) مانا اور یہی گنہ آخرت میں (فلاح پانے والے)۔
---	--

(پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور ص ۷)

اور کہیں اعمال نیک پر فلاح کی نوید دی ہے۔ مثلاً :-

فَاجِبْ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ روم ص ۴)	پس (ایسے پیغمبر) رشتہ دار کو اس کا حق دے تو رہو اور محتاج اور مسافر کو (ان کا حق) جو لوگ خدا کی رضا مندی کے طالب ہیں انکو لئے بہتر ہے اور یہی لوگ آخرت میں (فلاح پانے والے) ہیں۔
--	--

اور :-

وَمَن يُوَفِّقْ شَرَفَ نَفْسِهِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ	اور جو شخص اپنی جبل طبعی سے محفوظ رکھا جائے آخرت میں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔
--	---

(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن ص ۲)

پس جس طرح وہ کفار کی خصوصیت عذاب کے سبب ایمان والوں کو محض گناہ سے کفار میں شامل
کر لیا گیا ہے اسی طرح ایمان نہ رکھنے والوں کو محض مستحقین کا حق دینے اور جس سے بچنے پر
مومنین میں شامل کر لیا جائے وہ نہ فلاح کا مومنین سے خاص ہونا غلط ٹھہرتا ہے۔ حالانکہ ان کے نزدیک

بھی صرف فعل نیک کرنے سے کوئی شخص مومن اور فلاح یاب نہیں ہوتا جب تک اسکے دل میں تصدیق نہ ہو۔ اور اگر یہاں نیک عمل کرنے والوں کے لہو ایمان کی شرط پر فلاح مل سکتی ہے تو وہاں بھی گنہگاروں کے لئے انکار خدا و رسول کی شرط پر دائمی عذاب ہوگا۔ اور دوسرے جو مطلب اس قسم کی آیتوں سے باقی نظر سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ سوا منکرین اور مکذبین کے اور کوئی عذاب نہ پائیگا۔ پس اگر صرف اس سطحی مطلب پر کاربند ہونا مقصود تھا اور دیگر احکام قرآنی کو نظر انداز کر دینا تھا تو یہ اعتقاد کیا ہوتا کہ گنہگار جو منکر اور مکذب نہ ہوں ہرگز عذاب نہ پائیں گے اور سید ہے جنت میں جگہ لینے۔ کیونکہ عذاب انکار کرنے والوں کے ساتھ مختص ہے۔ اور اگر تدبیر کو کام میں لانا اور تمام مقدمات قرآنہ کو ملا کر نتیجہ اخذ کرنا تھا تو جہاں فکر کو اس قدر تکلیف دی کہ گنہگاروں کے عذاب کی خبر کو قابل توجہ سمجھا گیا اور دونوں باتوں کو ملا کر نتیجہ نکالا وہاں ایک نظر ان آیات پر بھی ڈالی ہوتی جن میں ان بکیوں پر رحم کھلانے اور انکے جرائم سے درگزر کرنے اور فضل و مغفرت کے سائے میں بسنے کی نوید ہے اور اس قسم کی آیتیں جیسا ہم ذکر کر چکے ہیں قرآن مجید میں بکثرت ہیں اور پھر ان سب کو ملا کر دیکھا ہوتا کہ ایک طرف کفار اپنی منکرین ارشاد خداوندی کے لئے دائمی عذاب اور عدم مغفرت کا نالائق فیصلہ ہے اور دوسری جانب گرفتار ان ہوا و ہوس کے لئے انکی لغزشوں پر کسی صورت میں سزا اور کسی حالت میں مغفرت کا وعدہ ہی اور ان سب باتوں کی کچھ آیتیں اور پر ذکر ہو چکی ہیں اور پھر یہاں فرمایا گیا ہے کہ دوزخ حقیقت میں انہی لوگوں کے لئے ہے جو ہمیں نہ مانتے ہوں۔ (ان سب مضامین کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اختلاف اور تعارض ہرگز نہیں جسکو دور کرنے کے لئے تاویل کی جائے۔ کیونکہ جب گنہگار بعض مغفرت کے اثر سے اور بعض اپنی سزائے اعمال بھگت کر اپنے قلبی اذعان اور اعتقاد کی برکت سے مادیہم سونکل آئیں گے۔ تو حقیقت میں جہنم کا حصہ نہ ہوا بلکہ ایک عارضی اور چند روزہ جائے قیام ٹھہرا اور اصلی بائندہ حقیقی حقدار وہی لوگ ہوتے جو ہمیشہ کے لئے اس میں رہیں گے۔ پس وہ ایک ہی مضمون ہے جسکو کبھی یونہی بیان کیا گیا کہ منکرین جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور کہیں یوں دا ہوا کہ حقیقت میں عذاب انہی لوگوں کو ہی حقیقت میں دوزخ میں پڑنے والے وہی لوگ ہیں جو ہماری مکذیب کے تھے۔ غرض یہ حکم یعنی دوزخ کی حقیقی وراثت منکرین کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی تا خواہ نخواہ اسکو ملکر اور کافر مان کر خصوصیت کو دست کیا جائے اور اس لئے گنہگار ان آیتوں کو کافر نہیں ٹھہرتے۔ اب ہم پر بار ثبوت صرف اس امر کا ہی کیا ہوا جو عذاب سے

عذاب کامل اور دخول فی النار سے دخول حقیقی مراد لیا ہے اسکی نظیر قرآن شریف سے دیں سو یہ محاورہ
قرآن مجید میں بہتر ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُعَذِّبُكُمْ قُلُوبُ إِنْ هِيَ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ (پارہ نمبر ۳۳- سورہ آل عمران - ع ۸)
اور جو تمہارے دین کی پردی کر کے اس کے سوا دوسری کا اعتبار کرے
(اے پیغمبر! اے کہو کہ (مہلی) ہدایت تو (دی) اس کی ہدایت ہے)

اور:-

قُلْ إِنْ هِيَ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ فُلُوْهَا هُمْ وَأَمْرٌ أَلْسِنَوْا
لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (پارہ نمبر ۹- سورہ انفصام - ع ۹)
(اے پیغمبر! کہہ دو کہ اس کا (بتایا ہوا) رستہ ہی رستہ ہے
اور ہم (مسلمانوں) کو (تو یہی) حکم ملا ہے کہ پردہ کا گالین
کے فرماں بردار بندے ہو کر رہیں۔)

یہاں اللہ سے ہدایت کامل مراد ہے ورنہ ہدایت ناقص اور کسی ایک آمدہ معاملہ میں راہ صواب
دکھانا تو منکرین میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور فرمایا ہے:-

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُمْ
إِذْ رَمَيْتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (پارہ نمبر ۹- سورہ انفال - ع ۲)
تو (مسلمانوں) کا فروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ انکو اللہ نے
قتل کیا اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلنے تو تم نے تیر
نہیں چلنے بلکہ اللہ نے تیر چلائے۔

یہاں قتل اور رمی سے قتل واقعی اور رمی حقیقی مراد ہے۔ ورنہ بظاہر قتل و رمی کا ظہور انسانوں کے
ہاتھ پر ہوا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ اس قسم کی مراد کے لہو قرینہ ہونا چاہئے سو آیات زیر بحث میں قرینہ
ہی آیات خلود کفار اور مغفرت فساق ہیں جنکا حوالہ دیا گیا ہے اور نیز یہاں عذاب بدی اور دخول فی النار
مراد ہونے سے وہ لوگ بھی انکار نہیں کر سکتے ورنہ لازم آتا ہے کہ کفار ہمیشہ عذاب میں نہ رہیں اور جب
یہاں عذاب یقیناً دائمی عذاب مراد ہی تو قطع نظر امور مذکورہ بالا کے یوں بھی جواب ہو سکتا ہے کہ
گنہگاروں کے لہو اس قسم کے عذاب کا وعدہ نہیں تا انکے کافر نہ ہونے پر اس عذاب کی خصوصیت
غلط ٹھہرے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک +

ایمان کو محض تصدیق قلبی ثابت کر نہیں کسی قدر تفصیل سے کام لیا گیا ہو کیونکہ یہ تا حد آئندہ تحقیق
میں غالباً بہت کام دیکھا۔ اب نفس مطلب کو شروع کیا جاتا ہے اور تعریف ایمان دریافت کرنے کی لئے
تمام ان آیات کو جن میں کسی چیز پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے یا اسکو نہ ماننے پر کفر کیا گیا ہے یا عذاب

کَیْفَ نَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَانًا فَاحْيَاكُمْ
 لَمْ يَمِيتْكُمْ لَمْ يَمِيتْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تَرْجَعُونَ ۝
 (بارہ نمبر۔ سورہ بقرہ - ع ۳)

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ
عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ ۝

پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۱۳

اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِربِّ
الْعَالَمِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۱۶۷)

اَلَا اِكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ
فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا
وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ

(پارہ نمبر ۳۰ - سورہ بقرہ ص ۳۲)

۱۔ کہ جس نے اللہ سے دعا کی کہ میں کوئی نبی بنوں تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبی بنا دیا۔
 ۲۔ کہ جس نے اللہ سے دعا کی کہ میں کوئی رسول بنوں تو اسے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا دیا۔
 ۳۔ کہ جس نے اللہ سے دعا کی کہ میں کوئی نبي و رسول بنوں تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبي و رسول بنا دیا۔
 ۴۔ کہ جس نے اللہ سے دعا کی کہ میں کوئی نبي و رسول بنوں تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبي و رسول بنا دیا۔

<p>قُلْ يَا هَلْ لَكُمُ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَى كَلَامٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَمْ لَا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَسْرَٰبًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُوفُوا أَشْهُدًا بِآيَاتِ مَّسْلُومِينَ ۝ (پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۷)</p>	<p>راہی بغیر انہی کہہ کر اسے اہل کتاب اور ایسی بات کیطرح (جمع کر دے) جو ہم کو اور تم کو درمیان میں دیکھانے لگتی ہو کہ خدائے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اسکا شریک ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا، مالک سمجھے پس اگر ایسی سیدھی بات کے ماننے سے منہ موڑیں تو دے دے مسلمانوں انہی کہہ کہ تم کو وہ رہنا کہ ہم تو (صرف ایک ہی خدا کو) ماننے والے ہیں</p>
<p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا مُّبِينًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۷)</p>	<p>اللہ تو اس (جہم) کو معاف کر دیتا ہے مگر اس کے ساتھ کسی اور کو شریک گردانا جائے گا اس کے سوا جو کچھ جسکو چاہے تم کو دے دے جسے دیکھی خدا کا شریک گردانا تو اس نے (خدا پر) بڑا طعن باندھا جو بہت ہی بڑا گناہ ہے *</p>
<p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۸)</p>	<p>اللہ یہ دیکھا کہ تو معاف کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی شریک گردانا جائے اور اس سے کہ جسکو چاہے تم کو دے دے اللہ کے ساتھ کسی شریک گردانا وہ در اوپر سے بڑی دُور بھٹک گیا *</p>
<p>وَمَن أَحْسَنُ دِينًا لِّمَنَ اسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ حَنِيفٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۸)</p>	<p>اور اس شخص سے کہ دین بہتر (ہو سکتا) ہے جسے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا - اور وہ کونسا بھی ہو اور ابراہیم کے مذہب پر چلتا ہو کہ وہ ایک ہی خدا کے ہو رہے تھے اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دہندہ مخلص بھی قرار دیا تھا *</p>
<p>لَقَدْ كَرِهَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي إِسْرَٰءِيلَ أَعْمَلَهُ اللَّهُ رَبِّي وَسَرَّ بِكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ بِأَوَّلِ الْآسَرِ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ</p>	<p>جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو یہی ہے کہ بیٹے مسیح ہیں یہ لوگ (اس کی نفی) میشک کا فر ہو گئے - اور مسیح (دونوں) سمجھایا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل اللہ (یہی) کی عبادت کر دے کہ وہ میرا (یہی) پروردگار ہو اور تم (یہی) پروردگار رہو اور میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ جو اللہ کے ساتھ کسی بھی شریک گردانے تو اللہ کی طرف سے بہشت اس پر حرام ہو چکی اور اس کا ٹھکانا</p>

<p>النَّبَا ۝ (پارہ نمبر ۶ - سورہ نادرہ - ع ۱۰)</p>	<p>دو نوح ہوا اور (ایسے) ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں +</p>
<p>قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ أَن تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَلَا الْوَالِدِينَ إِحْسَانًا ۝ (پارہ نمبر ۶ - سورہ النعام ع ۱۸)</p>	<p>(اے پیغمبران لوگوں کی کہو کہ) (دوسرے) آؤ میں تم کو وہ چیزیں + سنائوں جو اللہ نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ کسی کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ اور ان باپ کے ساتھ سلوک مت کرنا +</p>
<p>مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَوَلَدَهُ مُطْمَئِنَّتًا بِالْإِيمَانِ ذَٰلِكَ مَنْ تَشْرَحُ بِالْكَفْرِ صَدَقَ مَا فَعَلُوا لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ نحل ع ۱۱۴)</p>	<p>جو شخص کفر سے مجبور کیا جائے مگر اس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو۔ اس سے کچھ مواخذہ نہیں۔ لیکن جو شخص ایمان کو کفر کے ساتھ کفر کرے تو اسے کھول کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے +</p>
<p>قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَا إِلَهُكَمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْلَمْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝ (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف ع ۱۱۲)</p>	<p>راہ پیغمبران لوگوں کی کہو کہ میں (بھی تو) تم جیسا بشری ہوں (مجھ میں تم میں) کوئی تفریق ہے کہ میرے پاس (خدا کی طرح) یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی کلام) ایک معبود ہی تو ہے جو پروردگار سے ملنے کی راہ میں چاہئے کہ نہ کسی اور کو کسی کو اپنی پروردگار کی عبادت میں شریک نہ کرے +</p>
<p>قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَا إِلَهُكَمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَقُلْ أَن تَكْفُرُوا مَسْلُومِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ انبیاء ع ۷۷)</p>	<p>راہ پیغمبران لوگوں کی کہو کہ میری طرف تو ایسی بات کی وحی آتی ہے کہ صرف خدائے واحد ہی تمہارا معبود ہے تو کیا تم اس کے (بندہ) فرمانبردار بنتے ہو (یا نہیں) +</p>
<p>وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ مومنون ع ۶)</p>	<p>اور جو شخص خدا کے سوا کسی اور معبود کو اپنی حاجت والی کیلئے بلاتا ہو (اور) اسکے پاس اس (شرک کرنے) کی کوئی دلیل (تو) ہے نہیں تو بس اسکے پروردگار ہی کے ہاں اس کا حساب بنانا ہے (مگر معلوم ہے کہ) کافروں کو (کسی طرح) نجات ہو سکتی نہیں +</p>
<p>قُلْ أَفَعَدَّ اللَّهُ ثَمَرًا مِمَّنْ أَعْبَدُوا إِلَهًا إِلَّا هُوَ وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَىٰ ذَٰلِكَ الَّذِينَ مِنْ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ أَنفَرُوا لِيُحْطَبُنَّ عَمَلُكُمْ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر ع ۷۷)</p>	<p>راہ پیغمبران لوگوں کی کہو کہ اے ناطقو! کیا تم مجھے (یہ) صلاحیتی ہو کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کروں اور (بلاشبہ) پیغمبر تمہارے پہلے سب نبیوں پر وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم شرک کرتے تو ضرور تمہاری ساری عمل منقطع ہو جائیگی اور ضرور تمہاری عبادت</p>

<p>إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفَافُوا مَا أَتَانَهُمْ عَلَيْهِمُ الْمَلِئِكَةُ إِلَّا تَخَافُوا لَا تَخْشَوْا فَاذْكُرُوا اللَّهَ الَّذِي بِالْجَنَّةِ أَنتُمْ كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حم سجدہ - ع ۴)</p>	<p>بیشک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر اسی عقیدہ پر جمو یہی تو مرتے وقت رحمت کے فرشتے اُن پر نازل ہو گئے اور اُن کو کہیں گے کہ نہ تو اس کا کوئی اندیشہ کرو اور نہ گذشتہ کا کچھ (بچھ) اور بہشت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اب اُنکی خوشیاں مناؤ +</p>
<p>إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفَافُوا فَلَا تَخْشَوْا عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يُخْشَوْنَ (پارہ نمبر ۲۷ - سورہ احقاف - ع ۲)</p>	<p>بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہی بہرہ رسی ہے پر آخر تک (جمو یہی ہے تو) آخرت میں تو اپنی کسی قسم کا خوف (طاری) ہو گا اور نہ وہ (کچھ) آزر دہ خاطر ہو گا +</p>
<p>وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنَّ لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ ذاریات - ع ۳)</p>	<p>اور خدا کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ میں اسکی طرف سے نکو راکے عذاب سے صاف طور پر ڈراتا ہوں +</p>
<p>قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بِرَأْيِ اللَّهِ مِنْكُمْ دَرَمًا مُعْتَدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَّلْ أَبْسَدْنَا وَقَبَّلْكُمْ بِالْأَدَاةِ وَالْبَعْضُ بِالْأَدَاةِ حَقٌّ تَوْفَعُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (پارہ نمبر ۲۵ - سورہ ممتحنہ - ع ۱)</p>	<p>(مسلمانو!) ابراہیم اور جو لوگ انکی ساتھ تھے یہی دیکر نیکو تمہارا نما ایک اچھا نمونہ ہو گا رہا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تو تم سے اور تمہارا زمان (موجودوں) سے جتنی تم خدا کو سوا پرست کرتے ہو کچھ دبی، سرو کا نہیں کھو اور تم لوگوں کے عقیدہ کے بالکل نہیں ناؤ۔ اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا دشمنی اور عدوت قائم ہو گئی ہو اور یہ دشمنی تو ہمیشہ کیلئے (رہی) جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان لاؤ +</p>
<p>وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ يَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ سَرَادًا (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ طلاق - ع ۳)</p>	<p>اور جو شخص خدا پر ایمان لاے اور نیک عمل کرے خدا اسکو (بہشت کے ایسے) باغوں میں داخل کرے جہاں نہریں بہ رہی ہوں گی (اور وہ) انہیں سما کو (اور ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے (وہ) انکو خوب ہی روزی دی +</p>

آیات ایمان بالرسول

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَهُوَ يُؤْتِي الْمَالَ وَالْأَرْسَالَ
جس کوئی دین حق قبول کرے، انکا کیا اور رسول (کے حکم)

<p>لَوْ سَمِعْتُمْ بِهِمْ كَذِبًا لَوْلَا يُلْقُونَ اللَّهَ حَتًّا ۖ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ۶۷)</p>	<p>کی نافرمانی کی اُسدن تمنا کرنا کہ ای کاش زمین میں گاؤں کی کوئی نذر (دوسری) مٹی پھیر دو اور دیو کی اُسدن (جس کو مٹی پھیرنا کہتے ہیں)</p>
<p>فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْكُمْ فَيَكْتُمُونَ بَيْنَهُمْ كَلِمَاتٍ فَتَحْمِلُهَا ذُفْرَانُ أَكْثَرِ النَّاسِ لَا يَفْقَهُونَ حَرْفَ مَا تَقْضِيَتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۚ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ۹)</p>	<p>پس (ای بیخبر) تمہارے (ہی) پردہ دار کی قسم یہ کہ جب تک یہ لوگ اپنی باہمی جھگڑی تم ہی کو نہ فیصلہ کروائیں اور جو کچھ تم فیصلہ کروائیں کسی طرح دیکھ بھی نہیں بلکہ (دل جاگ اٹھو) قبول کریں (غرض) جب تک یہ سب باتیں نہیں تب تک (انکو ایمان کی کچھ ہر نہ ہو)</p>
<p>مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَمَا أَسْرَفْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيفًا ۚ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ۱۱)</p>	<p>جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور ہر جو بھڑکھا تو (ای بیخبر) تمہاری کچھ باز پرس نہیں کیونکہ ہم نے تم کو کچھ ان لوگوں کا سامان (بتا کر) نہیں بھیجا ۚ</p>
<p>وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْهُدَىٰ مَأْوَاهُ النَّارُ ۚ وَلَوْ لَمْ يَلِدْ يَكْتُمُ ۚ وَسَاءَ مَصِيرًا ۚ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ۱۴)</p>	<p>اور جو شخص (اے) رستہ ظاہر ہوئی کچھ پیغمبر سے کنارہ کش ہو اور مسلمان کے رستے کے سوا (دوسری رستہ) چلے تو (رستہ) اسی اختیار کیا کر ہم اسکو اسی سے چلائے جائیگے اور (آخر کار) اسکو جہنم میں (لجایا) داخل کریں گے اور وہ (دہشت ہی) بڑی جگہ ہے ۚ</p>
<p>لَقَدْ تَبَيَّنَ قُلُوبُهُمْ وَأَنَّهُمْ كَذَّبُوا عَنَّا وَقَالُوا لَا يُخَوِّنُنَا ذَرَجَةٌ ۚ قَدْ عَادَتْهُ الْإِثْمُ الْمَغْلُوبُ فَانْقَضَتْ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَا هُمْ مُنْقَرِفُونَ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ صافات - ۱)</p>	<p>ان لوگوں کے پیچھے نوع کی قوم (وہی) مطلق رسالت کا انکار کر کے تمام پروردگار جھٹلایا تھا (اور) انہیں (ہر) بندہ نوع کو بھی جھٹلایا اور کہا کہ (یہ) (چند) ذرے (انکو) خطرہ نہ کریں گے (کیونکہ) انہوں نے اپنی بڑا گناہوں کی کین لگا رکھی تھیں (عاجز) ہوں (سو اب) (یہ) (بڑے) توہین سے (علا) (د) (پانی) (سماں) کے پٹے (کھول دیے)</p>
<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَمُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ ذُبُرًا تَقْسُونَ بِهِ ۚ وَيَعْفِ عَنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ صافات - ۲)</p>	<p>(ای) مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور (سچے) دل سے (انکو) پیغمبر (محمدؐ) پر ایمان لاؤ کہ خدا اپنی رحمت سے تمکو دہر (رحمت) دو اور تمکو ایسا (فرحانیت) کرے جس (کی) (روشنی) میں تم چلو اور (تمہاری) گناہ بخشے (اور) (خوشی) والا (مہربان) ہے ۚ</p>
<p>آیات ایمان بالکتاب</p>	
<p>وَأَمُوا بِمَا أَنزَلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ</p>	<p>اور اس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم (اب) (نازل) کیا (ہو) (اور وہ)</p>

اس کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہی جو تمہاری پاس ہے
 (ب) پہلے اسکے منکر بنو اور ہماری آیتوں کے معانی میں
 تھوڑی قیمت نہ حاصل کرو اور ہم سے ڈرتے رہو۔

ثُمَّ أَنزَلْنَاهُ فِي الْقُرْآنِ لِقَاعٍ ۖ فَكَلَّمُوا الْقَوْمَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۖ
مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَطَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ
بِالْأَيْتِمَاءِ وَالْعَدَاوَةِ ۚ وَإِنْ بَاءتُمْ أَسَارَى تُفَادِلُكُمْ
وَهُوَ مُحْسَنٌ عَلَيْكُمْ فَخَرُّوا عَنْهُمْ وَأَقْرِضُوهُمْ بِبَعْضِ
الْكُتُبِ ۚ وَتَلَقُّوهُمْ بِبَعْضِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ مَنْ
يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِيفَ فِي الْخِيَمَةِ الَّذِينَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ ۚ
وَمَا لِلَّهِ مِنْ شَيْءٍ غَالِي عَلَيْهِمْ لَعْنَهُ ۚ

(يَا رَهْمَا - سورة بقره ١٠٤)

پھر وہی تم ہو کہ اپنوں کو مانتے اور نیر اپنوں میں کچھ لوگوں کے
مقابلہ میں ناحق اور زبردستی ایک دوسرے کے دکھا کر انکو انوکھا
شہزوں سے دینا لگ دیتے ہو اور وہی لوگ اگر کہیں قید ہو جائیں
پاس دے دو کو ان کو تم چٹی بھر کر انکو پھرنے لیتے ہو حالانکہ (سچی)
انکو کال دینا ہی نہ کہو نہ تھا تو کیا کتاب (راکھی) کی بعض باتوں کو
مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے تو جو لوگ تم میں سے ایسا کریں انکو سوا کا
اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں (راکھی) رسوائی ہو اور
آخر کار ان کو قیامت کے دن بڑی ہی سخت عذاب کی طرف لے جا دئی
جائیں اور جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو اس میں سے تم نے خبر نہیں +

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْخِمُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ هُمْ وَاعْتَرَفُوا بِكَرْبِهِ فَلَمَنَّهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

اور جب خدا کی طرف سے لوگھے پاس قرآن اترا (اور وہ) اس کتاب) کی جو انکی پاس ہو تصدیق (دہی) کرتا ہو اور اس سے پہلے (اسی کی توقع پر) منکر وہ کہ متبادل میں اپنی فتح کی ضمانتیں نکال کر تھے تو وہ جتنے چیز جسکو جانے بچانے ہوئے تھے آموجو دہوئی تو لگے اسکا انکار کرنے پس منکر وہی خدا کی بھینکار +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكُتُبَ ارْمُوا بِهَا زَلَّاتُ مَصَدِّقَاتُهَا
بِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقُولَ وَجُوهًا فَرَدَّهَا
عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ تَلْعَنَ لَهَا لَعُنَ أَصْحَابُ السَّبِيلِ
وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَعْقُولًا ۝

(پاره نمبر ۵ - سورہ ناسخ ۷)

اے اہل کتاب! قرآن جو ہم نے نازل فرمایا ہے اور وہ اس کتاب کی تصدیق بھی کرتا ہے جو تمہاری پاس ہے اس پر ایمان لے آؤ (دیکھ اس سے پہلے کہ (لوگوں کے) منہ باز کریم ان کی گید نیوں کو دس یا جس طرح ہنسنے صحابہ سب کو چھٹکا دیا اسی طرح انکو بھی چھٹکا دیں اور جو خدا کو منظور ہو وہ تو ہرگز ہٹکا۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ

اور جو خدا کی آٹاری ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دے تو یہی

<p>هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ (پارہ نمبر ۲ - سورہ مائدہ - ع ۴)</p>	<p>لوگ کافر ہیں ۝</p>
<p>وَقَرَأْنَا فَرَقَانَهُ لِنَشْهَدَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مَكِّثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝ كُلُّ امْنَوَابَةٍ اَوْ لَا تَوْفُوْنَا اِنَّ الَّذِيْنَ اَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ اِذَا بَيَّنَّا عَلَيْهِمْ يُخْرِضُوْنَ لِلْاَدْنٰى فَاَنْ تَتَّبِعُوا وَلَيَقُولُنَّ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَان وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا</p> <p>(پارہ نمبر ۱۵ - سورہ بنی اسرائیل - ع ۸)</p>	<p>اور قرآن کو ہم نے پھوٹا پھوٹا کر کر کے (اس صلیح سے) ، انا کہ تم ہم کے ساتھ اسے لوگوں کو پڑھ کر سناؤ اور اسی لئے ہم نے اسے رفتہ رفتہ انا را الے پیغمبران کی کہ تم قرآن کو مانویہ مانوجن لوگوں کو قرآن سے پہلے داساں تمنا بول کر علم دیا گیا ہی (انکا تو یہ حال ہو کہ جب انکو رو برو پڑا جاتا ہی تو ٹھوڑیوں کے بل سجد میں گر پڑتے ہیں اور کہنی لگتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ذات ہے بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا ۝</p>
<p>فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسًا عَلَىٰ اَنَّا هَرَمْنَا لَكَ وَلَوْنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ اَسْفَا ۝ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ کہف - ع ۱)</p>	<p>تو ای پیغمبر اگر یہ لوگ، اس بات کو نہ مانیں تو شاید تم اپنے افسوس کے پختہ میں ہلاک کر دے لوگے ۝</p>
<p>وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَمْ نَكُنْ اَوَّلَ الْاَنْفَالِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَكَوْنَتِيْ اِذَا الظَّالِمُوْنَ مُؤْتَفِقُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ بِالْقَوْلِ ۝ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتَضَعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۲ - سورہ مبارک - ع ۴)</p>	<p>اور کفار کہتے ہیں کہ ہم تو اس قرآن کو کبھی بھی نہ مانیں اور اس پہلی کتابوں، کورائیں) اور ای پیغمبر کا شتم دیکھو جب دنیا کے دن میں ظالم اپنے پروردگار کے حضور میں (جواب ہی کے لئے) کھڑی کئے جائینگے (اور ایک کی بات ایک رد کرے گا کہ کھڑے یعنی اوسنے دہرے کے لوگ، بڑی لوگوں کی کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم منور ایمان لے آئے ہوتے ۝</p>
<p>فَلَوْلَا اَنْتُمْ فَاَدَمُ وَاَسْتَقَرَّ كَيْفًا اَمَرْتُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ اَمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۵ - سورہ شورا - ع ۲)</p>	<p>تو ای پیغمبر، تم تو لوگوں کی اس دلیل میں، کی طرف بلائے ہو و خود بھی، جیسا حکم دیا گیا ہی (اس پر قائم رہو اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو اور ان سے) کہہ دو کہ کتاب دہی قسم سے جو کچھ انا را گیا ہی میرا تو سب پر ایمان ہی ۝</p>
<p>وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ وَامْنُوْا بِمَا نَزَّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝</p>	<p>اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کی اور قرآن جو محمد پر نازل ہوا ہے اس پر بھی، ایمان لائے اور وہ برحق ہی (اور) انکو پروردگار بھی، کی طرف سے نازل ہوا ہے انکو نیک کر دے</p>

ذَلِكَ يَأْتِ الَّذِينَ كَفَرُوا السَّبْعَ الْبَاطِلَ فَإِنَّ
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ
يَصْرِفُ اللَّهُ النَّاسَ آمَنًا لِمُؤْمَرَةٍ
(بارة نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع ۱)

آتا تو ادارہ کی حالت بھی درست کہی۔ یہ اختلاف حالت اسلئے ہے کہ جن لوگوں نے دین حق کو نہ مانا وہ غلط رستہ پر چلے اور جو ایمان لائے وہ اپنی پروگرام کی ٹھیک رستہ پر چلے یوں امداد لوگوں کے سمجھنے کے لئے انکے حالات بیان فرماتے ہیں +

آیات ایمان بالقیامت

لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّعِيرَةِ وَلِلَّهِ
 امْتَلَأُ الْعَمَلُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
 (پاره نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۷)

بڑی بڑی باتیں تو انہی لوگوں کو مناسب حال پہنچ کا فریضہ
روزانہ آخرت کا یقین نہیں کرتے۔ اور اس کی شان کو مناسب ہے
وہی باتیں پہنچ دیکھو عوام اعلیٰ اسی اعلیٰ میں رہی برکت والا ہے

وَلَيْتَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَخَذَ نَا لَهْمُ
عَذَابًا أَلِيمًا (يَا ربه نمبر ۱۷۱- سورہ بنی اسرائیل)

اور (قرآن لوگوں پر یہ بھی دیکھا تاہی کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکی لئے ہفتہ عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے) ۴

وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصَّراطِ
لَنُكَفِّرُنَّهُ (پارہ نمبر ۱ - سورہ مؤمنون - ع ۴)

درجن لوگوں کو آخرت کا یقین نہیں دہ (سیدھی رستہ سے
ہٹے ہوئے ہیں) *

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْيُنَهُمْ
فَهُمْ يَصِيبُونَ ۖ وَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ
وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ لَهُمُ الْخِشْيَةُ ۖ

(پاره نمبر ۱۹- سورہ نمل- ۱۷)

لوگوں روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ہیںے انکی اعمال انکو عو
رد دکھائے ہیں تیرہ لوگ ہلکے ہلکے بھرتے ہیں بڑے لوگ ہیں جن کو
تری طرح کا عذاب ہونا ہے اور یہی میں جو آخرت میں درجے
یادوہ نقصان میں رہیں گے ۛ

إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ (يَا نوح بنبرہ ۱۲ - سورہ نوح ۶)

یہ امت تو ضرور آتی ہے اُس میں کسی طرح کا شک نہیں مگر
فرز لوگ (اسکا) یقین نہیں کرتے :

كَذَلِكَ بَشَّرْنَا مُؤَدِّوَعَالِجِ الْمُعَارَضَةِ ۖ فَامَّا نَسُوهُ
فَامَّا لِكُلِّ الطَّلَافِيَةِ ۖ وَامَّا عَادَ فَامَّا لِكُلِّ
يَرْجِعُ صَرْفِ عَارِيَةِ سَخَّرَ مَا عَلَيْكُمْ سَبْعَ
لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ

وہ خود تو (ایک نئی زندگی) کرکے (کے ساتھ) سہاگہ کی گئی تھی۔
 وہ ہے عادیہ (سودہ دبی) نے اپنی زندگی سہاگہ کر دی تھی۔
 برسات رات امکاٹھ دن وہ (سہاگہ) خدائے آفرین چلائی رکھی۔ تو

يَوْمَ صَرَخَىٰ كُلُّهُمْ لِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
(پارہ نمبر ۲۹ - سورہ الحادۃ - ع ۱)

وہ مخاطب، تو دان، لوگوں کو اس (آخری) میں صریح
ٹھٹھے بڑی دیکھنا جس طرح کھجور کے ٹھوکھلے ہوتے +

آیات ایمان باللہ والرسول

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ
عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَيْثُ مِنَ الْغَيْبِ وَمَا
كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ
يُحْكِمُ مِمَّنْ رُسِلَ مِنْ نَبَاكُمْ فَأَمُونُوا بِاللَّهِ وَ
رُسُلِهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا وَتَنَقَّبُوا فَلََكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ
(پارہ نمبر ۴ - سورہ آل عمران - ع ۱۸)

(مناقض) اللہ ایسا نہیں کہ جس حال میں تم سواچھے نبی کی
تیز کے بغیر اسی حال پر مومنوں کو دھماکے ساتھ ملاحلام
رہو دی اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ غیب کی باتیں بتا دیں
اللہ نبی رسولوں میں سے جو کچھ بتا دیں انتخابی لیتا ہی اور انکو
بقدر مناسب بتا دیتا ہی تو اللہ اور انکو رسولوں پر ایمان لاؤ اور
اگر ایمان لاؤ اور انفاق ہی کہتے ہو تو انکو بڑا اجر ملے گا +

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ
بِبَعْضٍ وَنُكْفَرُ بِبَعْضٍ وَرِيدُوا أَنْ يَنْتَحِزُوا
بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ
حَقًّا ۖ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۚ
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرَهُمُ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
(پارہ نمبر ۲ - سورہ نساء - ع ۲۱)

جو لوگ اللہ اور انکے رسولوں سے برگشتہ ہیں اور اللہ اور انکو
رسولوں میں جھگڑا ڈالنی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض
پیغمبروں کی باتیں مانیں اور بعض کو نہیں مانیں اور چاہتے ہیں کہ
پیغمبروں میں مفارقت ڈالیں کہ کفر ایمان کے درمیان کچھ چیزیں کوئی
رستہ اختیار کریں - تو ایسے لوگ یقیناً کافریں اور کافر
لے پہننے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور جو لوگ اللہ اور
انکے رسول پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے
جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہیں جنکو اللہ آخرت میں، انکے
اجر عطا فرما سکے گا - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی +

فَأَمُونُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثًا ۖ ادَّعَيْنَا حَتَّىٰ
تُكْفَرُوا ثُمَّ اللَّهُ وَاحِدٌ ۚ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ ذُلٌّ
لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ذِكْرًا لِلَّذِينَ
(پارہ نمبر ۲ - سورہ نساء - ع ۲۳)

تو اللہ اور انکے رسول پر ایمان لاؤ اور تین چیزیں نہ کہو
دائیں سے، بائیں سے، تیسرا نہ کہو، تمہاری حق باتیں کہیں تو کہیں
ہو وہ اس سے بری ہے کہ کوئی اولاد ہو ہی کا ہو جو کچھ
آسمانوں میں اور زمین میں ہی اور اللہ سب کا مالک اور سب سے بڑا +

<p>اور جب ہمیں حواریوں کو ایسا کیا کہ ہمیں زہر پہاڑ رسول (عیسیٰ) پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور (مے خدا) تو اس بات پر گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار (ہندو) ہیں ۵</p>	<p>وَاذْكُرْ حَيْثُ إِلَى الْخَوَارِجِ أَنَّ امْنُوَابِي وَرَسُولِي قَالُوا اَمْنَا وَاسْتَهْدُ بَاَنَا مُسْلِمُونَ ۵ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ مائدہ - ع ۱۵)</p>
<p>کیا انہوں نے ابھی تک اتنی بات بھی نہیں سمجھی کہ جو اس کے رسول سے مخالفت کرتا ہو تو اس کے لئے دوزخ کی آگ دیتا رہے حسین ۵ ہمیشہ بریگا اور یہ جی سوائی کی تیار ۵</p>	<p>اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهُ مِّنْ حِجَادِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ۚ وَاَن لَّهٗ نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۚ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ - ع ۸)</p>
<p>راوی پیغمبر تم کو حق میں مغفرت کی دعا کر دیا مغفرت کی دعا نمودا کی لئے کیا ہو، اگر تم ان کے لئے ستر دفعہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے تو خدا انہیں ہرگز نہ بخشے گا یا ان کے نسل کی سزا ہو کہ انہوں نے اللہ کی رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ ایسے کرشن کو کو تو توفیق نہیں دے گا کہ</p>	<p>اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَلَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَمْ يَغْفِرِ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۚ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ - ع ۱۰)</p>
<p>اور ایسے پیغمبر، اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے قوم پر گڑاس دے کہ جانی پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر دعا کی کھڑی ہونا دیکھو، انہوں نے الہ اور ان کی رسول کی تم کفر کیا اور سرکشی ہی کی حالتیں گئے۔</p>	<p>وَلَا تَصْلُحْ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِ اَبْدًا وَلَا تَقْتُلْ عَلٰٓى قَبْرِہٖ ۚ اِنَّہُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ۚ وَمَا تُوَادُّہُمْ فَاَسِیْقُوْنَ ۚ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ - ع ۱۱)</p>
<p>اور (دو دے لوگ) کہتے ہیں کہ اس پر اور ان کی رسول پر ایمان لائے تو اور خدا رسول کا حکم مانا بہر اس کے بعد ان کے ایمان پر خدا رسول حکم ہی دے گا کہ ان کو تیار ہو اور وہ دوسرے سے) مسلمان دیں نہیں اور جہاں کو خدا اور ان کی رسول کی طرف بلایا جاتا ہو تاکہ ان میں سے کچھ لوگ چکوتا کر دیں پس ان میں سے ایک فرقہ گریز کرتا ہو اور اگر حق بجانب ان کی ہو تو دے تامل کان بنائے رسول کی طرف (دوڑی) چلے آتے ہیں کیا ان کے دل میں ایمانی کا مرض ہی یا تشکک میں پڑی ہوئی ہیں یا (اس باطل) ڈرتے ہیں کہ (کہیں) اللہ اور اس کا رسول ان کی حق تعالیٰ نہ کر دیں (خدا رسول کو ایسے کیوں ہوئی) بلکہ یہ آپ بے انصاف ہیں (مسلمانوں کی شان تو یہ ہے کہ ان کو حق خدا اور ان کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہو تا ان میں سے کچھ لوگ چکوتا کر دیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو طلبی کا حکم ماننا اور خدا ور رسول کا حکم ماننا - اور یہی لوگ دآ حرمت میں سے خارج پائیں گے۔</p>	<p>وَيَقُوْلُوْنَ اَمْنَا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ ۚ وَاَطَعْنَا اَمَّا يَتُوْلٰى فِرْقٰنٍ مِّنْہُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَاُولٰٓئِكَ بِاللّٰهِ مُتَّبِعُوْنَ ۚ وَاِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَہُمْ اِذَا فِرْقٰنٍ مِّنْہُمْ مَّعْرُضُوْنَ ۚ وَاِنْ يَكُنْ لَّہُمْ اِلٰھٌ يَّاۤوَدٰ اِلَیْہِ مَدْعُوْنَ ۚ اَفِیْ قُلُوْبِہُمْ مَّرَضٌ اَمْ ذٰلٰو اَمْ يَخَافُوْنَ اَنۢ یَّخْفِ اللّٰهُ عَلَیْہُمْ وَرَسُولُهٗ ۚ بَلْ اُولٰٓئِكَ ہُمْ الظَّالِمُوْنَ ۚ اَنَّا كَانُ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَہُمْ اَنۢ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۚ وَاُولٰٓئِكَ ہُمْ الْمُفْعِلُوْنَ ۚ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ع ۶-۷)</p>

<p>إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوا مِنَ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَ كَذَلِكَ أَتَى الَّذِينَ لَمْ يَكُونُوا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَسُولُهُ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوا مِنْهُ فَقَالَ مَنْ مَثَلَتْ جُنُودَهُمْ فَاسْتَعْفَفُوا مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَفْوٌ رَحِيمٌ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ع ۹)</p>	<p>(سچے) مسلمان تو بس یہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب کسی ایسی بات کیلئے جہیں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہو پیغمبر کے پاس ہوتے ہیں تو جب تک پیغمبر و اجازت دیں (جیسے پیغمبر نہیں جاتے (ای پیغمبر) جو لوگ (ایسے وقت) تم سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ ہیں (جو سچے) دل سے اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں تو جب یہ لوگ اپنے کسی (فریاد) کا کیلئے تم سے (بنا کر) اجازت طلب کیا کریں تو تم ان سے کہو کہ تم سے اجازت دیدا کرو اور خدا سے انکی مغفرت کی دعا بھی کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے)</p>
<p>إِنَّمَا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّمَنْ تَزِعُمُنَا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَعَنَ جَرْدُهُ وَتُؤْمِرُهُ وَتُسَبِّحُهُ بِكُرَّةٍ وَأَصِيلَةٍ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ فتح - ع ۱)</p>	<p>(اے پیغمبر) جتنی تم کو اپنی ذات صفات کا (گواہ (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا اور کافروں کو) ڈرانے والا دینا کہ بھیجا کر (اور مسلمانوں) پہنچانے کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ (اور دین کی ذکر کرنی) خدا کی ذکر کرو اسکا اور بخلاؤ رکھو اور صبح (نام) کی تسبیح (و تہلیل) میں لگو رہو۔</p>
<p>وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ فتح - ع ۲)</p>	<p>اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے (جہنم کی) دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے +</p>
<p>إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَعَنَ لَعْنَتًا يُؤْتَىٰ بِهَا جَاهِدًا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ع ۲)</p>	<p>اور (سچے) مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر (کسی طرح کا) شک (و شبہ) بھی نہ کیا اور اللہ کے رستہ میں اپنی جان و مال سے کوشش کی (حقیقت میں) یہی سچے مسلمان ہیں۔</p>
<p>أَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَقْرَبُوا مَنَاجِلَكُمْ مَسْخُوفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَقْرَبُوا إِلَيْهِمْ أَلْهَمُوا أَكْبَرُ كَلِمَةٍ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حدید - ع ۱)</p>	<p>و لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں جسے تم کو (دلوں) جانئین (دینا کر مال) کرو یا ہو (وہ خدا میں بھی) خرچ کرو جو لوگ تم سے ایمان لاؤ اور (وہ خدا میں) خرچ (دہی) کیا انکو بڑا اجر دینا +</p>

<p>وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشَّاهِدُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا ذُكِّرُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۷ - سورہ حدید - ۲۷ ع)</p>	<p>اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر (سچے دل سے) ایمان لائے ہیں لوگ اپنے پروردگار کے ہاں صدیقوں و شہیدوں کی درجہ میں ہو گئے انکو ان درجہ کے سوا اجر نہیں ہے اور ان (ہی) کا دس (فرد) ایمان انکی ساتھ ہوگا اور جو لوگ ہادی آیتوں سے انکار رکھتے اور (انکو) جھٹلاتے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں۔</p>
<p>سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حدید - ۳۷ ع)</p>	<p>(لوگو!) اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف لپکو اور جنت کی طرف لپکو جسکا پھیلاؤ (اتنا ہی) جیسا آسمان زمین (ملا کر دوق) کا پھیلاؤ (اور وہ) ان لوگوں کے لیے تیار کیا گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں کو ماننے میں یہ خدا کا فضل ہی جسکو چاہی غایت کرے اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔</p>
<p>ذَٰلِكَ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ حُدُّ ذَٰلِكَ لِلْكَافِرِينَ عَذَابُ الْإِيمِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ دَسْرَ سَوْلِهِ يَكُونُوا كَمَا كُنْتُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَتَيْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابُ شَدِيدٌ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ۱۷ ع)</p>	<p>یہ (حکم) سنئے دیا جاتا ہے، کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کو مانو یہ اللہ کی بات ہی حقیقی حدیں ہیں اور جو لوگ منکر ہیں انکو عذاب در دناک دہونا، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے (حکم) کو مخالفت کرتے ہیں وہ آخر کار ایسی ہی (ذیل ہو گئے) جیسے انکو (دائیں) ذیل ہے ہم تو انہیں کھلے کھلے حکام آ رہے ہیں اور انکو کو ذلت کا عذاب دہونا، جو</p>
<p>إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ دَسْرَ سَوْلِهِ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذْلَىٰ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ۱۷ ع)</p>	<p>جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرتے ہیں (و مخالفت کرتے ہیں) ذیل ترین لوگوں میں ہو گئے۔</p>
<p>ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ وَمَنْ يَشَاقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝</p> <p>(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر - ۱۷ ع)</p>	<p>(اور) یہ اس سبب ہے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو خدا کی مخالفت کرے تو خدا کی عتاب (بڑی ہی) سخت ہے۔</p>
<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تَجَارِعَةٍ يَبْتَغِيهَا كُفْرًا مِنَ عَذَابِ الْإِيمِ ۚ وَلَوْ أَنَّ اللَّهَ دَسْرَ سَوْلِهِ وَتَجَارِعَتِ دَسْرَ سَوْلِهِ</p>	<p>اے پیغمبر مسلمانوں سے کہو (مسلمانو!) کہ ہوتی میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تمکو (دائیں) عذاب در دناک سے بچاؤں (وہ یہ ہے کہ) خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی</p>

یاد میں اپنے مال اور اپنی جانیں لڑا دو۔ یہ تمہاری حق میں
بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔

يَا مَعْزِلُكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ۝ (بارہ نمبر ۲۸ - سورہ صف - ۲۷)

آیات ایمان باسد و الکتاب

مسلمانوں اہم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اہل
ایمان لائے ہیں اور (قرآن) جو ہم پر اترا (اُپسرا) اور (صحیفہ) جو ہمارے
اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ولاد یعقوب پر اترتی
اُپسرا اور موسیٰ اور عیسیٰ جو (کتاب) ملی (واپسرا) اور جو (دوسرے)
پیغمبروں کو انکی پروردگار سے ملا (اُپسرا) ہم ان پیغمبروں میں سے
کسی ایک میں بھی (کسی طرح کی) مُدَلّیٰ نہیں سمجھتے اور اسی ایک
کے فرمانبردار ہیں پس اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی اپنی چیزوں پر ایمان
لے آئیں جن پر تم ایمان لائی ہو تو بس اہرست پر آگئی اور اگر
اعتراف کریں تو سمجھو کہ بس (تمہاری) ضد پرستی (دایمی) ہے ان کے
سوی خدا کا حفظ و امان، تمہارے کئی کئی گنا اور وہ (دیکھ) رہتا (اور دیکھ)

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا
اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
اَحَدٍ مِنْهُمْ وَهَئِن كُنْهٖ مُّسْتَلْمُوْنَ ۝ فَاِنْ
اٰمَنُوْا بِغُلٰٓظٍ مَّا اٰمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اٰهَتُوْا
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّا هُمْ فِيْ
شَفَاۗءٍ مُّسْتَعِيْنٌ كَھُمُ اللّٰهُ وَھُوَ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

(بارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۱۷۷)

دے پیغمبران لوگوں (کہو کہ) ہمارے دین یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو
کتاب میں ملی اُپسرا اور جو صحیفہ جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ولاد
یعقوب پر اترتی اُپسرا اور موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) پیغمبروں کو جو کتابیں
پروردگار کی طرف سے غایت ہوئیں اُن پر ہم تو ان پیغمبروں میں سے
کسی ایک میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی ایک سے (کئی کئی) پیغمبروں میں
اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہوتے تو خدا کی اُن اُسلان
دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں زبان کا بدل میں ہوگا ۴

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْھُمْ وَهَئِن كُنْهٖ
مُسْتَلْمُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ
يُّقْبَلَ مِنْھٖ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(بارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ۸۵)

اور اہل کتاب میں سے بیشک کچھ لوگ ایسے (بھی) ہیں جو خدا پر
ایمان رکھتے ہیں اور کتاب جو تم پر اترتی اور جو اُپسرا اترتی ہے ان (سب)

وَإِنْ مِنْ اٰھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ
اِلَیْھِمْ ذٰلِکُمْ وَآٰتِیْھِمْ خَشِیْعَتِیْنَ

ایمان رکھتی ہیں اور ہر وقت اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیتوں کے عوض میں دنیاوی فائدوں کے (تھوڑے دم) نہیں لیتے وہ لوگ ہیں جنکی اجور خدا کو ان (دینا رنج) میں داور اللہ جل جلالہ

لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ (بارہ نمبر۔ رسول آل عمران ع ۱۰)

آیات ایمان باللہ والقیامہ

بیشک مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور صابی اور انہیں سے جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہی انکو ان (کے کئی) کا اجر پروردگار ان کی سی لپکا اور ان پر (کسی قسم کا) خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزرده خاطر ہونگے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرَىٰ وَالصَّابِئِيْنَ مِنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلْ صٰلِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (بارہ نمبر۔ سورہ بقرہ ع ۸)

اور دای پیغمبران لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب انہیں نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار اس (شہر کو) امن کا شہر بنا دو اسکو بہنو الوہیت سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں انکو پھیل پھیل کھانے کو دی اللہ فرمایا کہ جو (اللہ اور روز آخرت کا) حکم دے گا اسکو بھی چند روز کیلئے ہم (ان چیزوں) کو فائدہ اٹھانے دیں گے پھر (آخر کار) اسکو عجز کرکے عذاب منج سے ایجاد کرینگے اور وہ دہشت ہی (برا ٹھکانا ہے)۔

وَ اذْ قَالَتْ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَاَسْرُرْ ذِيْ اَهْلَةٍ مِنَ النَّاسِ اَنْ يَّسْأَلَكَ عَنْ اَهْلِكَ مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَتْ وَمَنْ لَّكَ فَاَمَتُّعَهُ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهُ اِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ يٰٓسٰٓءَ الْمَصِيْرِ ۝ (بارہ نمبر۔ سورہ بقرہ ع ۱۵)

دیر بھی ان سب کا حال، کیسا نہیں اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو رات کو (دنائیں) کھڑی رکھتے آتی ہیں تو اللہ انکو لگے مسجد کرتے ہیں اور (اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھو اور اچھے کام) کرتے) کو کہتے اور برو کا عمل منع کرتے اور (خوبی) نیکانہیں دے دے پڑتی ہیں اور یہی لوگ نیک بندہ ہیں (دخول ہیں)۔

لَيَسْأَلَنَّ سَوَآءٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةً قَالَتْ هٰذِهِ نَبِيٌّ اَلَيْتَ اللّٰهُ اِنَّا اَتَيْنٰكَ وَهْمٌ يَّبْجَدُوْنَ ۚ هٰٓؤُلَآءِ يَمْزُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يَاهُمُ مِّنْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ يَسْعٰرِعُوْنَ فِي الْغَيْبِ ۚ اُولٰٓئِكَ مِنْ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (بارہ نمبر۔ رسول آل عمران ع ۱۲)

اور اگر یہ لوگ (اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام) کو

وَ مَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

<p>وَاتَّقُوا مِمَّا سَرَّ زَقَهُمُ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۶)</p>	<p>دیا ہو اس میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرتے تو انکا کیا بگڑتا اور اسد توان کے حال سے واقف رہی ہے۔</p>
<p>إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقُونَ وَالنَّصَارَىٰ مِنْ أَمِنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ عَلَىٰ صَالِحَاتٍ فَلَا حَرْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۱۰)</p>	<p>بیشک مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور صابقی ان میں سے جو کوئی ہو اسد اور روز آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرے تو قیامت کے دن ایسے لوگوں پر کسی طرح کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزرده خاطر رہیں گے۔</p>
<p>وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَاتِ الرَّسُولِ ۚ إِلَّا أَنَّهُمْ قَبِيلٌ لَّهُمْ سَيِّدٌ خَلَلَهُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ توبہ - ع ۱۲)</p>	<p>اور دیہاتیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسکا امداد و زکوٰۃ کا یقین رکھتے ہیں اور کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں سو خدا کی جہا میں تقرب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں سو سن رکھو حقیقت میں خرچ کرنا انکو لئے (موجب) قربت ہی بھی کہ ضرور درمی خیزے، اسد انکو اپنی رحمت میں لے لگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔</p>
<p>وَإِن تَعَجَبَ فَعَجِبْ ۖ وَلَهُمْ ءِذَا كُنَّا تُرَابًا ۖ إِنَّا لَنَحْنُ خَلْقُ جَدِيدٍ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَعْدَالُ ۚ فِي أَحْسَنِ قَعَمِهِمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ محمد - ع ۱)</p>	<p>اگر تم (دنیا میں کسی بات پر) تعجب کرو تو کافروں کے (یہ) قول بھی عجیب ہے کہ جب ہم (دگر کر کے) مٹی ہو جائیگے تو کیا ہکو دھریں گی تم میں آنا ہی یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پروردگار کی قدرت) کا انکا کیا اور یہی لوگ ہیں جنکی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق پڑی ہوگا اور یہی لوگ ہیں (دفعی کر یہ) دفع میں ہمیشہ رہیں گے۔</p>
<p>إِلَهُمُّ لَكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَأَلَّذِينَ لَا يُدْعُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّكِنَّةٌ ۖ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نمل - ع ۳)</p>	<p>(لوگو!) تمہارا معبود خدا ہے واحد ہی تو جو لوگ (روز) آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکو دل (ہی) کچھ اس قسم کر کے کیسی اجنبی سمجھو انکار رہی) کو جانتے ہیں اور وہ (بڑی) مغرور ہیں۔</p>
<p>قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَا إِلَهُكُمْ اللَّهُ وَاحِدٌ فَاسْتَعِينُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرُوا لَهُ ذُنُوبَكُمْ وَالْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۚ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ حم - ع ۱)</p>	<p>راہ پیغمبران لوگوں کو کہو کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (ہی) ایک معبود ہی پس سیدھی آئی کی طرف دمنہ کنی، چلے جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک کی نالائقیوں سے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کو بھی منکر ہیں</p>

ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ طلاق - ع ۱)

یہ نصیحت کی باتیں ان لوگوں کو سمجھائی جاتی ہیں جنکو اللہ اور
روزِ آخرت کا یقین ہو اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا خدا اس کے
لئے (تکلیفوں سے) نجات کی شکل نکال دے گا۔

آیات ایمان بالکتاب والقیامۃ

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۚ أُولَٰئِكَ عَلَى
هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱)

اور (وہ پیغمبر جو کتاب) تمہاری آری اور جو تم سے پہلے آئیں ان
(سب) پر ایمان لائے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی
لوگوں پر درود گار کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی در آخرت
میں من مانی، مرا دیں پائیں گے۔

وَهَٰذَا كِتَابُنَا الَّذِي مَبَارَكُ فِيهِ الْقُرْآنُ ۚ

(پارہ نمبر ۱ - سورہ انفصاف - ع ۱۱)

اور یہ (قرآن بھی) کتاب (آسانی) ہے جسکو ہم نے تمہارے
برکت والی کتاب ہی (اور) جو کتابیں اس سے پہلے کی ہیں
انکی تصدیق (بھی) کرتی ہے۔ اور (یہ پیغمبر بھی) اسکو اس لئے
آنا کہ تم (اہل) کلمہ اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے
اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں اور جو ایمان لائے ہیں وہ اپنی نازکی سے بچیں گے۔

آیات ایمان بالکتاب والرسول

وَاذْأَقِيلْ لَهُمْ نَعَا لَوْلَا إِلَهُ مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنَ الرُّسُولِ
فَالَوْلَا حِسْبُنَا مَا وَجَّهْنَا عَلَيْهِ أَبَآءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَتْ
أَبَآءُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۚ

(پارہ نمبر ۱ - سورہ ائمہ - ع ۱۴-۱۵)

اور جب ان (لوگوں) سے کہا جاتا ہو کہ جو قرآن، اللہ تمہاری
اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے جو حکم میں آئے تو کہتے ہیں کہ جس طریقہ پر
پڑھتے ہیں یا پڑھا دیا ہو وہی طریقہ ہمارے لئے کبھی نہ کیا یہی
طرز پر دیکھیں اگرچہ انکو باپ دادا کچھ جانتے اور نہ راست پر پڑھتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْتَابَ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۚ وَلِلَّهِ الْحُكْمُ وَالنَّبِيُّ
فَاتَّبِعُوا مَا أُوحِيَ إِلَيْكُمْ ۚ فَتَدْرِكُوا ۚ وَلَكِنَّا بَهَا ۚ وَمَا أَلَيْسُوا
بِهَا بِكَافِرِينَ ۚ (پارہ نمبر ۱ - سورہ انفصاف - ع ۱۵)

یہ پیغمبر وہ لوگ جو جسکو ہم نے کتاب بھی، دسی حکومت (بھی) دی، اور
پیغمبر بھی دی، تو یہ دیکھاں اگر ان کو نیکوئی دے دے گی، کہیں کچھ دیکھا
بہت سے انہوں نے نیکوں، پر ایسے لوگ، تینا کو دے دیں یہ انکو خدا کی نیکوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

(بارة نمبر ۵ - سورہ نسا - ۵۸)

اے مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم میں سے خدا کی حکومت میں (انکا بھی) حکم مانو۔ اور اگر کسی امر میں تم (اور حاکم وقت) آپس میں جھگڑو پڑو تو انداد و روز آخرت پر ایمان لائیے شرط یہ کہ اس امر میں انداد اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کر دے یہ تمہاری حق میں بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی طریقہ اچھا ہے۔

لَا يَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ
أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ إِنَّكَ كَتَبَتْ فِي الْقُلُوبِ
الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ

(پاره نمبر ۲۶- سورہ مجادلہ - ع ۳)

(اے پیغمبر) جو لوگ اسرارِ روزِ آخرت کا یقین رکھتے ہیں انکو تو تم نہ دیکھو گے کہ خدا ارادے رسول کو مخالف کو ساتھ دوستی کھینچے وہ انکو باپ یا بیٹے یا نکلے بھائی یا انکے کنبہ کیجی دیوں یہوں یہی وہ کو مسلمان، اہل جنت کے دلنبر شدنے ایمان کا نقش کردیا ہو اور جو فیضانِ غیبی سے انکی تائید کی ہے۔

آیات ایمان بآسودہ الرسول و کتاب

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي
إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ خُنْ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ
وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ هَ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَ
اتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشَّاهِدِينَ هـ

در باره مفسر سوره آل عمران (۵۷)

ترجمہ عربی میں ہے یہود (کی طرف سے) انکار کیا دیکھا تو کیا انھوں نے کوئی ہیرو بنا دیا
لیطیف ہو کر میری رو کر کے دیکھ کر حواریوں کو ان کے طرفہ انہیں ہم
پاریمان لائی اور حضرت آپ بھی گواہ ہو کر ہم باوجود ہیں درجہ انہیں
میں عرض کیا کہ ایسا کہ پروڈکٹ انجیل جو تھے آتاری ہم پاریمان کے
وہ تو دیرری رسول (یعنی عیسیٰ) کی بیرونی اختیار تو ہو کر دھواں کی
مصدقہ کرنے والوں میں لکھ رکھا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُبَشِّرًا لِلَّذِينَ
كَلِمَةً مِّنَ السَّعَادَاتِ وَلَا تَرْضَىٰ لَدَيْهِ إِلَّا هُوَ حَيُّ
قَابُضٌ وَإِلَهُ وَرَسُولُهُ

وہی چیزیں ان سے کہہ کر لوگوں میں تم سب کی طرف اس خدا کی طرف مچھو جا
لو گئی اور جو نہیں۔ (دہی، مہلتا اور دہی،) مانتا ہے تو لوگوں کے پاس

<p>الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ يَوْمَئِذٍ بِاللَّهِ وَكَفَّارَةً وَاتَّبَعُوا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (پارہ نمبر ۷ - سورہ اعراف - ع ۲۰)</p>	<p>ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی (محمد) پر بھی کہ دودھ خود بھی پالیں اور اس کی کتاب پر ایمان رکھیں یہی اور انہی کی پڑی کی وہ ان کو تم سے راہ پر آجائے</p>
<p>فَأَمَّا مَن ذَاكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالنَّوَارِ الَّذِينَ أَنزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن - ع ۱)</p>	<p>تو لوگو!، اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نے ہدایت یعنی قرآن ہم پر حکم دیا ہے اور اسے اور اس کے ہمراہ (سب رسولوں کو جانتا ہے)</p>

آیات ایمان باللہ والکتاب والقیامۃ

<p>لَٰكِنَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ فِي الْعَالَمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنزَلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُفْعِلِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَلَٰكِنَّ سَوَاقِثَهُمْ أَجْرًا عَظِيمًا (پارہ نمبر ۶ - سورہ نساء - ع ۲۲)</p>	<p>لیکن (ای پیغمبر) ان میں سے جو علم میں رہیں، آپ کا گناہ کھتی ہیں مسلمان (یہ وہ ہیں جن کو تو اس کتاب پر جو تم پر اتاری ہے اور جو تم پہلے اتاری ہے) سب پر ایمان لاتے اور نازیں بڑھتی اور زکوٰۃ دیتی اور اللہ اور دنِ آخرت پر یقین رکھتی ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کو ہم عظیم بڑا اجر عطا فرمادیں گے</p>
<p>قَالُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُصْلُوا الْجَنَّةَ عَنْ يَدٍ ۚ وَهُمْ صَاغِرُونَ (پارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ - ع ۴)</p>	<p>اہل کتاب جو خدا کو مانتے ہیں (جیسا کہ مانتی کا حق ہی) اور دین آخرت کو اور اللہ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور دین حق کو تسلیم کرتے ہیں (مشرکوں کے علاوہ ان لوگوں سے) (یعنی، لڑو۔ یہاں تک کہ ذلیل ہو کر (آجائے) انھوں سے جزیہ دیں</p>

آیت ایمان باللہ والملائکۃ والرسل

<p>مَنْ كَانَ عَلَىٰ ظُلُمٍ ۖ وَاللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ وَرُسُلُهُ وَ جِبْرِيلُ وَمِيكَالُ فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ لِّلْكَافِرِينَ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۲)</p>	<p>جو شخص ابد کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور ان کے رسولوں کا اور (جبریل، میکائیل، فرشتے) کا اور میکائیل اور فرشتے) کا۔ تو اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے</p>
---	---

آیت ایمان باللہ الملائکہ الکتاب والرسول

دہارویہ پیغمبر (محمد) اس کتاب کو مانتے ہیں جو انکو پروردگار کی طرف سے
انبرائی ہے اور پیغمبر کی حق دوسری مسلمان بھی دیکھ سکتے ہیں اور انکو
فرشتوں اور انکی کتابوں اور انکی پیغمبروں پر ایمان لائے کہ درحقیقت
ہے اور ہم انکی پیغمبروں میں سے کسی ایک کے دہم، جدا نہیں سمجھتے اور
بول اٹھ کر دے کہ پروردگار انکو تیرا فرمان سنا اور اسو مانا اور اسے
پروردگار پس تیری ہی مغفرت (دور کا ہے) اور تیری ہی طرف سے کئی کرنا ہے۔

أَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ
كُلٌّ أَمَّنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا وَاعْتَصِمُوا
وَاطْعَانَا عَفْوًا إِنَّكُمُ رَبَّنَا وَإِلَيْكُمُ
الْمَصِيرَةُ

(پارہ نمبر ۳- سورہ بقرہ - ع ۲۰)

آیات ایمان باللہ الملائکہ الکتاب والرسول والقیامہ

نیکی ہی نہیں کہ نمازیں، اپنا منہ مشرق (کی طرف کرلو) یا منسوب
کی طرف پھیرلو بلکہ اہل ایمان تو انکی ہی جو اہل اور درناخت اور
فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال
(عزیز) اللہ کی محبت پر دیا۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ مَشْرِقًا وَ
الْمَغْرِبَ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبٍّ
(پارہ نمبر ۲- سورہ بقرہ - ع ۲۲)

مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو
اس نے اپنے رسول (محمد) پر اتاری اور ان کتابوں پر جو قرآن ہی
پہلے دوسری پیغمبروں پر اتاریا اور جو شخص اللہ کا منکر ہو اور
انکے فرشتوں اور انکی کتابوں کا اور انکی پیغمبروں کا اور روز آخرت
کا تو وہ راہ راست سے بڑی دور بھاگ گیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلْنَا
قَبْلَ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَذُلًّا لَا يَجْعَلُ اللَّهُ
(پارہ نمبر ۵- سورہ نساء - ع ۲۰)

ایمان کے متعلق جس قدر آیات دستیاب ہو سکیں ان میں سے اکثر لکھی گئیں۔ اس سے اگر کسی قدر تطویل
ہوئی لیکن ایک تو معلوم ہوگا کہ ان شریف میں کس قدر مختلف پہلوئیں ہیں اس مضمون کو دیکھا گیا ہے جو نفس
مطلب کے علاوہ اور بھی بہت سے نکات ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے یہ ثابت ہوگا کہ صرف یہی پانچ معانی
ہیں جن پر یقین کرنا انسان کو نجات دیتی ہے اور انکے سوا اور کوئی چیز نہیں جس کا ماننا مومن بننے کی واسطے

ضروری ہو ورنہ باوجود اس قدر تفصیل اور تشریح کے جو قرآن مجید نے اس بارہ میں کی ہے کسی ضروری امر کو نظر انداز کرنا ایک بڑا نقص ہوتا اور کلام ربانی ایسے نقصوں سے پاک اور برتر ہے۔ البتہ کلام پاک میں علاوہ ان پانچ امور کے ایک محل لفظ آیات کا بھی ہے جس پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس پر نہ ایمان لانے سے کافریہ دینی جہنمی کہا گیا ہے مثلاً ارشاد ہے :-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (پارہ نمبر ۱۷۰ سورہ بقرہ)	اور جو لوگ نافرمانی کرینگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہونگے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے۔
---	---

اور فرمایا ہے :-

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ السَّعِيرِ (پارہ نمبر ۳۰ سورہ بلدہ ص ۱)	اور جن لوگوں ہماری آیتوں سے انکار کیا وہی نحوس (بغضب) ہونگے انکو دوزخ کی آگ میں انکر (سبقت) کوڑھیز دینی جائیں گے۔
---	---

اور اسی طرح اکثر جگہ ایمان بالآیات کا ذکر ہے مگر یہ اس لفظ آیات کی تفسیر کلام الہی میں تلاش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یا تو بمعنی اسباب معرفت الہی مستعمل ہے جیسے :-

أَلَمْ نَرِكَ أَنَا جَعَلْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۖ وَآلِهَةً أَمْرًا مَّبْهُوتًا (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ قمل - ص ۷)	کیا ان لوگوں نے اس (بات) پر نظر نہیں کیا کہ ہم نے انسان کو (دوستی بنا کر) بہترین حالت میں پیدا کیا کہ اس میں (میں) اور دیگر روشن کردہ (میں) ہیں (پھر) نہیں کہ (دور و شبکہ) اس (مثلاً) میں تین (لوگوں) نے قدرت خدا کی بہت سی نشانیاں
--	---

اور یا بمعنی احکام الہی آیا ہے جیسے :-

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ مَّرْسُومًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ قصص ص ۶)	اور اسی (غیر) جب تک تھا یا پروردگار کسی قصو میں پیغمبر بھیجے اور وہ انکو ہماری آیتیں پڑھتے رہے تو اس کی نشان آفتاب سے بچے کہ رہے تمام جہت بہتیدوں کو ہلاک دیا کرو اور ہم بہتیدوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں جبکہ وہ ان (لوگوں) نافرمانی اختیار کر لیتے ہیں +
---	--

اور یا بمعنی معجزہ مذکور ہے جیسے :-

وَقَالُوا لَا آتِنَا آيَةً مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا آيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ (پارہ نمبر ۲۱ - سورہ عنکبوت ص ۵)	اور کہتے ہیں اس شخص پر اس کے پروردگار (کی طرف) سے معجزے کیوں نہیں آتے تو دے پیغمبر، انہی کہہ دو کہ مجھ کو تو خدا ہی کی بات میں اور میں تو صاف اہل پر ڈر سنانے والا ہوں۔ اور پس۔
---	---

اور یا پارہ سورہ کے معنوں میں ہے جیسے :-

وَلَجَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبًا لِّقَالُوا كَلَّا فَضِلْتَ آيَاتُهُ

(پارہ نمبر ۱۲ - سورہ شمس سورہ - ع ۵)

اگر ہم اسکو عربی کے سوا دوسری زبان کا قرآن بناتے تو یہ
کفار کہہ ضرور کہتے کہ اسی آیتیں اچھی طرح کھو کر کیوں سمجھائی گئیں؟

اور اس موقع ایمان بالآیات میں اسباب معرفت الہی کے معنی زیادہ چہاں ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسے اسباب
کو نہ ماننا اور ان سے عبرت نہ لینا بعینہ خدا کو نہ ماننا ہے اور اگر بالفرض دوسرے معنوں میں سے کوئی مراد
لیا جاوے تو بھی احکام الہی کو نہ ماننا یا پارہ سورہ کی تکذیب کرنا دوسرے لفظوں میں کتاب الہی کو کافر
ہونا ہے اور معجزہ کو دیکھ کر اسکی غرض و غایت یعنی صاحب معجزہ کی تسلیم تک نہ پہنچنا بالفاظ دیگر کفر بالرسول
ہے پس ایمان بالآیات یا تکذیب آیات مذکورہ بالا امور میں سے ہی کسی کی تصدیق یا تکذیب ہے اور اسکو
ایسی آیتوں سے بھی سوائے پانچوں اشیاء کے کسی اور چیز پر ایمان لانا ثابت نہیں ہوتا۔

اور چونکہ ثابت ہو چکا ہو کہ ایمان محض دل کا فعل ہے اور عمل جو اس میں دخل نہیں اس لئے ان پانچوں
باتوں یعنی خدا - پیغمبروں - فرشتوں - الہامی کتابوں اور قیامت کو دل ہی جرح ماننا ہی ایمان ہے لیکن چونکہ
زبانی اقرار سے انسان اسی حالت میں گریز کرتا ہے جبکہ وہ کسی وجہ سے مجبور ہو جبکہ خدا نے

الْأَمْنِ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْأَيْمَانِ

(پارہ نمبر ۱۳ - سورہ نحل - ع ۱۷)

مگر مجبور کیا جائے اور اسکا دل ایمان پر قائم ہو تو
خیر۔

کہر معاف فرمادیا ہے یا جبکہ اسکا دل اس بات کو نہ ماننا ہو اور اگر یہ دونوں سبب نہ ہوں تو پھر اسے
اظہار مافی الضمیر میں کوئی تامل نہیں ہوتا اور نیز دنیا میں اسلامی احکام جاری کرنے کے لئے اور کسی کو مسلمان
سمجھنے کے لئے ایک زبان ہی ذریعہ ثبوت ہے اس لئے اقرار باللسان کہ تصدیق بالقلب کے ساتھ شرط
ایمان ٹھہرایا گیا ہو اور اکثر مگر اس اعتقاد کو زبان سے کہنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً :-

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۲)

مسلمانو! کہو کہ ہم تو اللہ پر اور قرآن پر جو ہماری طرف
بھیجا گیا ہو ایمان لائے۔

اور - رَأَى الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ احقاف - ع ۲)

بلکہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہی پھر اس
عقیدہ پر جمے رہتے ہیں۔

البتہ اگر کوئی شخص ایسا فرض کیا جاوے جو تمام عمر کسی شغل میں رہا ہے اور اس نے کبھی کسی متنفس سے کلام نہیں

مذکورہ بالا آیات سے اگرچہ یقین ثابت ہوا کہ خدا کے سوا اور بھی چار چیزیں ہیں جن کا برحق ماننا دخل ایمان ہو مگر بعض آیتوں سے بادی النظر میں صرف خدا یا ایمان لانا کافی سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً :-

اے پیغمبر انھی (کہو دادہر) آدمیوں کو جو خیرین کے پیکر بنائے جو
تمہاری بددعا کرنے سے بچ جائیں گے کہ یہ ہیں (وہ) یہ ہیں کہ کسی چیز کو خلیفہ
کا شریک نہ ٹھہرائو اور ان باکے سے سلوک کرتے رہو۔

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْهِ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ
شَيْئًا وَيَذْكُرَ الَّذِينَ إِحْسَانًا

(پاره نمبر - سورہ الفصاح - ۱۹)

جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہکو تسو اور تہا رسے
اُن معبودوں سے جتنی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو کچھ (بھی) سروکار ہے۔
ہم تہا رسو عقیدہ کو بالکل نہیں مانتے اور ہم میں تم میں کھلم کھلا، خدا
اور دشمنی ہمیشہ کیلئے قائم ہو گئی ہے۔ جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لائے

اور۔ (اِذْ تَاوَلَتُمُوهُمْ فَازَلَتْ اَبْرُؤْمُوسُكُمْ وَمِمَّا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كُفْرًا يَكْفُرُوْنَ اَبَدًا
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا
حَتّٰى تَوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحَدّٰى (پارہ نمبر ۲۸۔ سورہ محمد ص ۶۷)

اور انکے سوا اور بھی چند آیتوں سے ایسا گمان پیدا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ بعض مسلمانوں کو کہتے
 شائبہ ہے کہ صرف خدا کو ماننے والا کسی اور چیز کو نہ ماننے سے کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اول تو ہم انکو گذشتہ آیات
 کی طرف جن میں یوم آخر وغیرہ سے انکار کرنے والوں کو بصر اُحت کا فر کہا گیا ہے۔ اور پھر اس آیت کی
 طرف توجہ دلاتے ہیں:-

دشمنانِ حق کی مثال، شیطان کی سی مثال ہو کہ وہ آدمی کو کفر کی طرف
تلقین کرتا ہے یہ ہر جہہ کو کفر کی بیٹھیا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ میرا جھگڑا
سروکار نہیں ہے جس سے جو تمام جہان کا پروکھا ہو دھرتیا ہوں پہرے
درواز کا انجام یہی ہوتا ہے کہ وہ دونوں میں پہلے ہی، ٹیگنگ (دلی)
اس میں ہمیشہ دھچک اور (تنام) سرکشوں کی یہی سزا ہے۔

كُنْتُمْ الشَّيْطَانُ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اهْبَعْ فَلَمَّا
كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِحْتُ مَعَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ
الْعَالَمِينَ هَ هَكَذَا عَاقِبَتُهُمَا فَفِي السَّارِ
خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ه

(پاره نمبر ۲۸- سورہ حشر- ۳۷)

کہ یہاں شیطان کی نسبت ثابت ہوا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے بلکہ اس کی طرف سے یہ دعویٰ بتایا گیا ہے کہ میری طرف سے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يُفِرُّوا مِنْ أَيْدِي اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ
تُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَتُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَرِيدُونَ
أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سُبُلًا ۚ أُولَٰئِكَ
لَهُمُ الْكُفْرُ وَهُمْ حَقًّا وَعَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مِمَّنْ هُمْ أَكْثَرُهُ ۚ (بارہ نمبر سورۃ سہ)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْكَ اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ
 يُوَفِّيْكَ بِاللّٰهِ دَرَسُوْلَهُ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ نور)

ایسے پیغمبر، جو لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے تم سے اجازت مانگتے
 ہیں ہی لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں +

• (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ نساء - ص ۱۱)

یہاں بھی رسول کی اطاعت کو بعینہ اپنی اطاعت کہا ہے پس ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ نبی کو نہ ماننا

بعینہ خدا سے کافر ہونا ہی اور نبی پر ایمان لانا بعینہ خدا پر ایمان لانا اور اسی طرح کتابوں کی نسبت ارشاد ہے:-

وَمَا كَذَّبُوا اللَّهَ حَتَّىٰ ذَرَوْهُ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ
عَلَيْهِ بَشِيرٌ مِّنْ شَيْءٍ ۚ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ
الَّذِي جَاءَ بِهِ مَوْسَىٰ
(پارہ نمبر ۱ - سورہ انفاس - ع ۱۱)

اور (یہود نے) جیسی قدر اللہ کی جاننی چاہئے تھی ویسی ہی کفر
ذہانی کہ خدا سے کہنے لگے کہ خدا نے کسی انسان پر کتاب
کی قسم کی (کوئی چیز نہیں) تیری راوی غیر ان ہی پوچھو کہ وہ کتاب
پھر کس نے آتا رہی جو موسیٰ لکھا ہے تھی۔

یہاں ایسے لوگوں کو جو خدا کو مانتے تھے اور حضرت موسیٰ کی کتاب کو بھی مانتے تھے (کیونکہ الزام کے طور پر
انکو یہی جواب دیا گیا ہے کہ موسیٰ پر کس نے کتاب آتا رہی) ایک اور کتاب الہی پر ایمان نہ لانے کے
سبب کہا گیا ہے کہ انہوں نے خدا کو جیسا چاہئے نہیں پہچانا جس سے ثابت ہوا کہ کسی ایک کتاب پر
بھی ایمان نہ لانے سے خدا کی خدائی کا اعتقاد ناقص رہتا ہے اور ایسے شخص کو خدا پر پورا اعتقاد رکھنے
والا نہیں کہہ سکتے۔ اور نیز ارشاد ہے:-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا
أُنزِلَ عَلَيْهِ الْخُبْرَ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَرُوا
عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ذَٰلِكَ
بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَالَّذِينَ
اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ
لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ
(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع ۱)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے اور
قرآن پر بھی ایمان لایا جو محمد پر اترا ہے اور وہ حقیقت میں
انکے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے خدا نے انکے گناہوں
سے اتار دی اور انکی حالت بھی درست کر دی۔ یہ اس لوگ
جنہوں نے کفر کیا وہ غلط رستہ پر چلے اور جو ایمان لائے انہوں
نے سچی پروردگار کا ٹھیک راستہ لیا۔ یوں اللہ لوگوں کو
سمجھانے کیلئے حالات بیان کرتا ہے۔

یہاں کتاب پر ایمان لانے والوں کو خدا کی حقانیت ماننے والے اور اُس سے انکار کرنے والوں کو گمراہی
کی اطاعت کرنیوالے فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ کتاب کو ماننا بعینہ خدا کو ماننا ہے اور اس سے اعراض
بعینہ خدا سے اعراض ہی اور علیٰ ہذا قیامت کے بارے میں فرمایا ہے:-

وَأَن تَعْبُدَ تَعْبَدَ تَوْحِيدَهُمْ إِذَا كُنَّا نُرَاكُمَا
عَرَاثًا لِّحَيِّ حَيِّ يَدٍ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَعْدَاءُ لِيُ

اور اگر تم (دنیا میں) کسی بات پر تعجب کرو تو کفار کا یہ قول
بھی عجیب ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیگے تو کیا ہو کہ دوسرے جنم میں
آنا ہی ہو لوگ ہمیں جنہوں نے اپنی پروردگار کی حقانیت کا

اِغْنَاهُمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ عد - ع ۱)

انکار کیا اور یہی لوگ ہیں جنکی کچھ دوزخ میں دقتا تھے دن، طوق پڑی ہوئی اور یہی لوگ ہیں دوزخ کی دوزخ میں ہمیشہ رہینگے۔

یہاں قیامت سے انکار کرنیوالوں کی نسبت فرمایا ہے کہ اسکا انکار صریح خدا کا انکار ہے اور یہ لوگ عذاب ابدی کے مستوجب ہیں اور نیز ارشاد ہے :-

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُّسْكِرَةٌ ۖ وَهُمْ مُّسْتَبْصِرُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ نمل - ع ۳)

دلوگوں تمہارا معبود خدا ہی واحد ہے تو جو لوگ (دن) آخرت کا یقین نہیں رکھتے انکو دل رہی کچھ اس قسم کے ہیں کہ کسی بھی حاجی بات ہو (انکار کر دیتی ہیں اور وہ (بڑی) مغرور ہیں۔

یہاں قیامت کا انکار کرنیوالوں کی یہ غاصیت بتائی ہے کہ انکا دل بہارا منکر ہوتا ہے اور اپنے متین کسی کا بندہ ہو میسے برتر جانتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ قیامت کو نہ ماننے والے دراصل خدا کی قدرت و جبروت سے اور اپنے بندہ اور مخلوق ہونے سے منکر ہوتے ہیں۔ اور ملائکہ کے بارے میں ارشاد ہے :-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۚ هُوَ الَّذِي كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ ۚ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۲)

اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ جو کوئی جبریل (فرشتے) کا دشمن ہو، یہ دوزان، اسی دوزخی نے خدا کی حکم سے تمہارے دل میں الہامی اور قرآن، ان (کتابوں) کی بھی تصدیق کرتا ہو جو اس سے پہلے (موجود) ہیں اور وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے جو انکا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور انکی پیغمبر کا اور جبریل (فرشتے) کا اور میکائیل (فرشتے) کا قاتل بھی ایسا کافر دوزخ کا دشمن ہو۔

یہاں عداوت جبریل کیوجہ یہ بڑائی بیان کی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے رسول اہل پروری لاتا ہے اور اس جملہ سے بڑائی اسی طرح ثابت ہوتی ہے کہ کہا جائے یہ پس اس سے عداوت رکھنا بعینہ خدا اور اس کے حکم سے اور نیز رسول سے عداوت رکھنا ہے اور اسی جملہ کو مقدر مانکر آئندہ آیت چنانچہ ہے کہ جو خدا سے اور رسولوں سے اور فرشتوں سے عداوت رکھو وہ کافر ہو اور خدا بھی اسکا دشمن ہو۔ اگر کہا جائے کہ یہ حکم عداوت کا ہی جس سے مطلب کسی کی بڑائی پناہ اور اس کے درپے ایذا ہونا ہے اور جو شخص فرشتوں کو نہیں مانتا وہ اُن سے عداوت نہیں رکھتا تا اس سے خدا کا انکار یا اسکی عداوت

لازم آئے تو جواب یہ ہے کہ یہاں عداوت بمعنی انکار ہے کیونکہ اسی دوسری آیت میں کہا گیا ہے کہ "جو خدا کا دشمن ہو" اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص خدا کو مان کر اس کا دشمن اور درپے ایذا نہیں ہو سکتا اور بغیر مانے عداوت کا وجود ہی محال ہے پس اگر ہو سکتا ہے تو خدا کا منکر ہی ہو سکتا جس سے معلوم ہوا کہ عداوت سے اس کو یا اسکے حکموں کو نہ ماننا مراد ہے اور جب دلیل کے دوسرے مقدمہ میں اس سے انکار مراد ہوا تو پہلے مقدمہ میں بھی یہی مطلب ہوگا ورنہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ غرض ثابت ہوا کہ فرشتہ کا انکار بھی خدا کا انکار ہی اور عقلاً ابھی کسی حاکم کے سفیر کو جسکے پاس قوی لائٹل اپنی سفارت کے موجود ہوں جیسی صورت زیور بحث میں نہی، یا اسکے فرامین کو جو واقع میں اسکی بارگاہ سے نافذ ہوئے ہوں (جیسے یہاں فرشتے) نہ ماننا بعینہ اُس حاکم کی حکومت سے انکار کرنا ہی اور اسی طرح کسی بادشاہ کی اس طاقت سے انکار کرنا کہ وہ اپنی رعایا کو کسی ناپسندیدہ فیصلہ مقتدا کے لئے بلا سکتا ہے (جیسے یہاں قیامت) اس کو اپنے اختیارات شاہی سے معزول کرنا ہے اور باوجود اس انکار کے اپنی تئیں مطیع اور فرمانبردار رعایا میں سمجھنا اور دعوائے کرنا کہ ہم بادشاہ کو مانتے ہیں گواہ اسکے ارکان دولت اور قوانین اور اختیارات کو نہیں مانتی سرسرخو اور بمعنی ہے اور نیز انسان میں جو برخلاف دیگر مخلوقات کے فطرۃً اپنی موجودہ حالت سے بڑھتی اور ترقی کر چکی خواہش پیدا کی گئی ہو اسکی علت غائی یعنی جسمانی اور روحانی ترقی انہی کاموں سے حاصل ہو سکتی ہے جو فطرتاً خداوندی کے مطابق اور اسکی مرضی کے موافق ہوں پس اگر کوئی شخص خدا کی ہستی کا قائل ہو لیکن یہ عقائد رکھتا ہو کہ خدا کی مرضی اور فشاء کو کوئی انسان معلوم نہیں کر سکتا یعنی بالفاظ دیگر کوئی رسول اور پیغمبر نہیں ہو سکتا یا یقین رکھتا ہو کہ خدا کسی انسان سے خطاب نہیں کرتا یعنی اسکی جانب سے کوئی کتاب نہیں نازل ہوتی تو شخص فشاء خداوندی نہ معلوم کر سکتی کے سبب تمام جسمانی اور روحانی ترقیوں سے ایسا ہی محروم رہیگا جیسا خود خدا کو نہ ماننے والا اور اگر اتفاقاً کسی ایک آدھ بات میں اپنی عقل سے یا دیگر مذاہب الہامیہ کے اکثر موٹے موٹے اور قریب النہم قاعدوں کی تقلید سے راہ رہت پالیکا تو اوپر بہت سی باتوں میں ضرور غلطی کھائیگا اور حقیقی معراج ترقی تک ہرگز نہ پہنچ سکیگا اور اسی طرح جو شخص یہ ماننا ہو کہ کوئی ذریعہ یا طاقت ایسی موجود نہیں جس سے انسان احکام و فرامین الہی سے واقف ہو سکی جسکو دوسرے لفظوں میں فرشتہ یا ملک کہتے ہیں کیونکہ فرشتہ چاہے کوئی مستقل ہستی ہو۔ جیسا کہ اکثر مسلمانوں کا خیال ہے یا اُس

ملکہ نبوت وغیرہ تو اُسے عالم کا نام ہو جس سے

ایک شخص خدا کے بے صوت و لفظ کلام کو سننے کے لائق ہو جائے جیسا بعض آزاد خیال مسلمان سمجھتے ہیں و فوٹو مور تو نہیں یہ خدا اور بندہ میں احکام و فرامین پہنچانے اور قدرت و طاقت پیدا کرنے کا واسطہ ہے پس اس سے انکار کرنا والا احکام الہی کے انسان تک پہنچنے سے انکار کرتا ہے اور اسلئے وہ بھی حقیقی ترقی کے قواعد سے نادانف اور حصول کمال سے محروم رہے گا۔ اور اسی طرح جو شخص کسی ایسے فرد کا آنا ناممکن سمجھتا ہے جس کا بدکاروں کو انکے اعمال کے مطابق سزا اور نیکو کاروں کو انکے مدارج کے موافق تہذیب و انکسار کو کوئی طاقت اعمال بدو رکھتی اور حسنات کی ترغیب و نیکی والی نہ ہوگی اور یہ انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ کوئی کام نہیں کرتا جب تک اسکی اجراء فائدہ کا اسکو یقین نہ ہو اور کسی بات سے نہیں رکتا تا وقتیکہ اسکو نقصان کا خوف ہو اسلئے ایسا شخص بھی کسی صورت سے اپنے معیار ترقی تک نہ پہنچ سکے گا اور یہی اسباب ہیں جن سے خدا نے اپنے ایمان کے ساتھ ان چار چیزوں پر ایمان لانا ضروری گردانا اور انکو ملکہ کو ایسی جہنمی کافر اور منکر خدا کہا۔ غرض جن آیتوں سے صرف اقراء الوہیت پر نجات ابدی کا انحصار سمجھا جاتا ہے وہاں موقوف علیہ یعنی اقراء الوہیت ہی نہیں پورا ہوتا جب تک ان تمام باتوں کا اقرار نہ ہوا البتہ جس شخص کے دل میں بالفرض تفصیل نہ گذری ہو مثلاً کسی جنگل یا پہاڑ میں تمام زیت بسر کر نیکی سبب کسی رسول کی تبلیغ اور نادی اسکے کان تک نہ پہنچی ہو اور وہ بالاجمال خدا کو ہر بات میں سچا اور برحق مانتا ہو تو چونکہ وہ ان امور میں کسی متکبر نہیں کہا جاسکتا اسلئے اس قسم کی آیتوں کے مطابق مومن ہے۔ اور انعام خداوندی کا حق اور انکو ملکہ کو یونین میں شامل کر نیکی غرض سے خداوند ذوالانعام نے اکثر جگہ صرف اپنی تئیں معبود برحق اور ہر بات میں سچا ماننے کا اجمالی حکم دیا اور جن لوگوں تک ان تمام امور کی تفصیل پہنچ چکی ہو انکے واسطے ان سب پر ایمان لانے کا مفصل اور شرح حکم مختلف پیرایوں میں صادر فرمایا اور جیسا گذشتہ آیات ایمان کے مطالعہ سے معلوم ہوا امور مذکورہ میں سے ہر ایک کے ذکر پر اسکے نہ ماننے والوں کو کفر کہا اور پھر مختلف موقوف پر کفر کی ذمہ بھی بتادی کہ انکو نہ ماننا خدا کے انکار کا مستلزم ہے اور یہی اجمال تفصیل کا فرق ہے جسکو نہ سمجھو سنی ناقض بائید کہ سوا دیگر ارکان کی عدم ضرورت کا خیال پیدا ہوا۔

البتہ ایک آیت کی تشریح ابھی اور کسی قدر ضروری ہے جہاں فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ لِمَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ص ۴)	اللہ تو اس (جہم) کو معاف کرنا والا نہیں ہے کہ کسی نے کسی کی شریک بنائی ہو مگر وہ جسکو چاہے جو کچھ اس کے سوا جو گناہ چاہے جسکو چاہے معاف کر دے
---	---

کہ یہاں شرک کے سوا اور سب باتوں کو معاف کر دینے کی امید دلوائی ہے اور بظاہر مذکورہ بالا چاروں امور میں سے کسی نہ ماننا گو خدا کو فی الواقع نہ ماننا ہو مگر اسکے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا نہیں ہو اور اسکو قابل مغفرت ہو لیکن یہ احتمال بھی اسی آیت میں غور کر نیسے رفع ہو جاتا ہو اسلئے کہ اگر شرک سے مراد خدا کو مان کر اسکے ساتھ کسی اور چیز کو کسی صفت کمال میں اُس جیسا سمجھا ہو تو اسکا غیر جسے مادیوں سے تعبیر کیا گیا ہے خدا کو مان کر کسی اور کو شریک کرنا ہوگا۔ اور اگر شرک سے یہ مطلب ہے کہ خدا کی ہستی سے بالکل انکار ہو اور اسکے سوا اور چیزوں کو مدبر عالم وغیرہ صفات سے متصف سمجھے تو اس صورت میں بھی اسکا غیر خدا کا اقرار بے شائبہ شرک ہوگا۔ اور جب وہ صورتوں میں مذکورہ ذلالت میں خدا کا اقرار ضروری ہو اور یہ ثابت ہو چکا کہ خدا کا اقرار جب ہی پورا ہوتا ہو کہ ان چاروں پر بھی ایمان ہو ورنہ کسی کسی جیسی اقرار الوہیت میں نقص ہوتا ہو تو معلوم ہوتا کہ انہیں سے کسی کا انکار کر نیوالا مآذون میں داخل نہیں تا مغفرت کا مستحق ہو۔ البتہ اگر آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے چاہے وہ سرے سے خدا کو ہی نہ ماننا ہو وہ بھی نجات پا جائیگا تو بیشک اس معنی سے منکر رسول ضرور نجات کا مالک ہو مگر اس آیت کا یہ مطلب شاید کوئی عقلمند سمجھا ہی نہیں جاتا۔ یہاں ایک اور نکتہ کا ذکر بھی غالی از لطف ہوگا کہ آیات ایمان میں جس طرح اکثر جامعہ خدا پر ایمان لانے کا ذکر ہے جس سے احتمال مذکور پیدا ہوا اسی طرح اکثر جگہ صرف رسول یا کتاب یا قیامت پر ایمان لانا حکم ہے اور اس میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص صرف رسول پر ایمان لائیگا تو چونکہ رسول تمام مارج ایمان کی تشریح کر نیوالا اور ہر ضروری امر کی ہدایت دینے والا ہو اسلئے وہ شخص ضرور ہی اسکی تبلیغ سے تمام امور مذکور پر ایمان لے آئیگا اور اگر صرف کتاب کے مان لیگا تو اس میں بھی تمام مارج کی تفصیل درج ہو نیکی سبب اسے لاحالہ سب باتوں پر ایمان لانا پڑیگا۔ اور علیٰ ہذا اگر کوئی صرف قیامت کے آئینہ یقین رکھیگا۔ تو اسے مجبوراً ان امور کو تلاش کرنا پڑیگا جن پر کار بند ہونے سے وہ اس میں ضروری فعل کرے اور عذاب و نجات سے ایمان پائے اور اس میں ضروری خدا کی راہ بتانے والے پیغمبروں اور اسکی اتاری ہوئی کتابوں کی طرف رجوع لائیگا اور اس طرح تمام مراتب ایمان کو طے کر لیگا۔ لیکن اگر صرف ایک نورانی مخلوق یعنی فرشتوں کو ماننا ہوگا تو جب تک اُنکے افعال یعنی خلی و حی وغیرہ اور ان چیزوں کو جن سے ان افعال کا تعلق ہے یعنی احکام الہی اور پیغمبروں کو نہ ماننے مذکور بالا نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ اسلئے کلام الدین صرف ملائکہ پر ایمان لانا حکم نہیں ہے اور ہر جگہ ایمان بالملائکہ کے ساتھ خدا و رسول پر ایمان لانے کا بھی حکم ہے۔

مذکورہ بالا پانچوں ارکان ایمان میں سے کسی کا انکار بجز جبر کی صورت کے اور کسی جہ سے ہو کفر اور عذاب
عذاب بادی ہے۔ جبر کی صورت کو تو معلوم ہو چکا ہے کہ خدا نے

اَلَا مَن اَرَادَ دَوْلَتَهُ مُطْمَئِنَّ بِالْاِيْمَانِ
(پارہ نمبر ۱۳۳ - سورہ نحل - ج ۱۳)

خیر۔

مکمل مستثنیٰ کر دیا ہے اور ایک اور جگہ فرمایا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَدَّعْتُمْ لَمَّا كَلَمْتُمْ ظَالِمِيْنَ اَفْسِهَ حَر
قَالُوْا اَيُّكُمْ كُنْتُمْ قَالُوْا لَنَّا مُسْتَضْعِفِيْنَ فِي
الْاَرْضِ قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضًا لِلّٰهِ وَاَرْضُهُ
فَتْحًا جَرَمًا فِيْهَا قَالُوْا لَيْلًا مَا دَانَهُمْ جَهَنَّمُ وَا
نَسَاوَاتٍ مَّصِيْرًا اِلَّا الْمُسْتَضْعِفِيْنَ مِنَ
الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوُلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُوْنَ
رِحْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا قَالُوْا لِيْلًا
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
(پارہ نمبر - سورہ نساء - ج ۱۳)

جو لوگ دشمن کریں میں پڑے رہو اور اپنی دین کی خرابی ہی پانچوں
اور پانچوں میں سے کسی میں فتنے کی جانب توجہ نہ کیے ہو پچھنے میں
تم دال الحرب میں پڑے ہو، کیا کرتی ہو تو وہ جواب تو یہ ہیں کہ ہم تو
وہاں بس تھوڑی سی جگہ پر ہیں اس کی (اسی جگہ پر) زمین
اس قدر گنجائش نہیں رکھتی تھی کہ کہیں کو ہجرت کر کے چلے جاتے
غرض یہ وہ لوگ ہیں جہاں ٹھکانہ دینا ہے اور رہت ہی نہیں سکتے
گردن (جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر ہیں کہ ان کو کوئی جگہ
نہیں بن پڑتا اور ان کو دبا کر رکھنا ہی چاہیے) کوئی رستہ سوچنا ہی نہیں
اسی طرح کہ ان کو کوئی جگہ نہ ملے اور ان کو کوئی جگہ نہ ملے (ج ۱۳)

یہاں جبر کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ جو لوگ ہجرت نہ کر سکیں اور کسی طرح کفر کے تحت سے نہ نکل سکیں
مجبور ہیں اور اس حالت میں اگر زبان سے کفر کا اقرار کرتے تو یا خود نہ ہونگے اور نیز جبر کی صورت میں جو انکار ہوتا ہے
وہ صرف زبان سے ہوتا ہے اور اس لئے واقع میں یہ انکار انکار ہی نہیں کیونکہ ایمان و کفر ثابت ہو چکا
ہے کہ افعال قلب میں سے ہو اور جس طرح صرف زبان کا اقرار اگر دل سے نہ ہو نفاق اور سراسر غیر مقبول
ہے اسی طرح یہ جبری انکار بھی ناقابل اعتراض اور قابل عفو ہے اور اگر جبر نہ ہو تو بلکہ دل سے انکار ہو
بائیں طوع کہ وہ دلائل ایمان کو غلط اور اپنی اعتقاد کو مدلل سمجھتے ہوں یا دلائل ایمان کو انکار دل ماننا ہو
مگر عموماً اور بہت دہری سے ان کے نتیجہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیتے ہوں یا مخالف موافق دلیلیں امتیاز کرنے
اور حق و باطل کو جدا کرنے کی طرف توجہ نہ کرتے ہوں اور صرف دیگر کفار کی تقلید سے ایسے غلط اعتقاد پر
قائم ہوں۔ ان سب صورتوں میں وہ کافر ہیں۔ اپنے اعتقاد کو مدلل مانکر اس پر قائم رہنے والے کفار کا ذکر اور ان کی

لغو دلائل کی تردید قرآن پاک میں بکثرت ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کا موضوع بحث ہی صرف یہ مضمون ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ خِيفَ عَلَيْنَا وَكَانَ حَرَمًا مِّن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَلِكَ خَلَّ الَّذِينَ بَيْنَ قَبْلِهِمْ ۖ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۵)

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم اس کے سوا کسی اور کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے ہی کرتے ہا ورنہ ہم اس کی حکم کی بدون اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام ٹھہراتے جو لوگ ان سے پہلے ہو گئے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی (جیلہ حوالہ کیا تو پیغمبروں پر سوائے کہ حکام خدا) مثلاً طور پر پہنچا دیں اور کچھ ضرورتی نہیں۔

وَأَقِمُوا بِاللهِ حِمْدًا آمِنًا نَّهَمُ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ دَبْلَى وَعَلَا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِن أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۵)

اور یہ منکر خدا کی بڑی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہو اسکو (دو بار) نہیں اٹھا کر گیا۔ ای پیغمبر ان سے کہو، ضرور اٹھا گیا یہ اسکا وعدہ حق ہے مگر اکثر لوگ اسکا یقین نہیں کرتے +

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قُرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَاذِبُونَ ۚ وَتَوَلَّوْا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ (پارہ نمبر ۲۱ - سورہ سبا - ع ۴)

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی (غضب مناسی) ڈرائیلا نہیں بھیجا مگر وہاں کے مسودہ لوگوں نے کہا کہ جو احکام تم کو دیکر بھیجا گیا ہے تم تو انکو مانتے نہیں اور داسی طرح یہ کفار کہہ بھی گئے ہیں کہ ہم مال اور اولاد (تم سے) زیادہ رکھتے ہیں اور آخرت میں انکو عذاب میں لگا

اور خدا کے بارے میں بھی اکثر ذکر ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كُفْرًا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۱)

اور جب انکی طرف ایسی کتاب خدا کے پاس سے آئی کہ جو ان کے پاس کتاب سے اسکی بھی تصدیق کرتی ہو۔ اور یہ لوگ اس سے پہلے اس کتاب اور مذہب کے وسیلے سے کافروں پر غائبانگی دعا مانگا کرتے تھے۔ تو جب ایسی چیز آگئی جسکو وہ خوب طرح جاننے پہنچتے ہیں تو انکی اس سے کفر کرنے۔ پس ایسے کافروں

الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ لَعَنَ قُرْيَانَهُ كَمَا لَعَنُوا قُرْيَانَهُمْ ۚ إِنَّهُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ انعام - ع ۲)

جن لوگوں کو ہم نے الہامی کتابیں دی ہیں وہ پیغمبر عربی کو ایسا پہنچا تو ہیں جیسے اپنی بیٹوں کو مگر جنکی جانیں خدا میں رہی والی ہیں تو ایمان لانے کی نہیں +

يَا هَلْ اَلِكُتِبَ لَمْ تَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ۚ يَا هَلْ اَلِكُتِبَ لَمْ تَكْفُرُوْنَ
بِالْحَقِّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوْنَ بِالْحَقِّ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۚ (پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۷) +

اے اہل کتاب! تم دیکھ بھال کر خدا کی آیتوں سے کیوں انکار
کرتے ہو۔ اے اہل کتاب! تم سچ جھوٹ کو کیوں گدگد
کرتے ہو اور جان بوجھ کر کیوں حق کو چھپاتے
ہو؟

اور تفسیر کے بارہ میں ارشاد ہے :-

وَإِذْ أُنْزِلَ إِلَيْكَ الْكِتَابُ فَلْيُحْكَمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِن مِّنْ جُنْدٍ
لَّهُمْ فَهُمْ لَنَبَأِمْ بَاطِلًا إِذَا نَادَوْهُمُ
لِيُخَالِفُوا مَا جَاءَهُمْ بِهِ الْحَقُّ بِآيَاتِ
الْبَاطِلِ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ مائدہ - ع ۱۲)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے اتاری
ہو اسکی طرف اور رسول کی طرف دُ تو وہ کہتے ہیں کہ جس سے پر
ہم کو اپنے باپ دادا کو پایا ہو وہی ہمارا کتب ہے چاہے انکو
باپ دادا کچھ بھی بتاتے ہوں اور ہدایت نہ پائے ہوئے ہوں +

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ
لَوَكُنَّا بِلَا إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ لَمَّا جَاءَنَا
بِآيَاتِ الْبَاطِلِ ۚ (پارہ نمبر ۲ - سورہ مائدہ - ع ۱۲)

اور کافر کہتے ہیں کہ ہم تو نہ سنے نہ سمجھتے تو
اُن کتا کو نہ سہجواں ہی پہلے ہیں اور یہ غیر کاش تم دیکھو جب
قیامت کے دن یہ ظالم اپنی پروردگار کے حضو میں جو ابھری
کھڑے کی جائیں گے اور ایک کی بات ایک رد کر دے ہو گا کہ
مزد یعنی اونے دیر کے لوگ بڑی لوگوں ہی کہیں گے
اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئی ہوتے +

اور ایمان و تصدیق کی بھی قریب قریب یہی صورت ہے۔ ادھر جبر کی وجہ سے زبانی کلمہ کفر کہنے والے
اور دل سے ایمان رکھنے والے قابل معذرت ہیں اور طبع اور کسی مفاد کے خیال سے زبانی ایمان لانے
والوں اور دل سے انکار کرنیوالوں کا اقرار غیر مقبول اور ناقابل توجہ ہے اور ایسے لوگوں کا ذکر حکم
مطالعہ شرع میں منافق کہتے ہیں قرآن میں اس کثرت سے ہے کہ اُسکے استشہاد کی ضرورت نہیں
یہاں پہونچکر نہایت حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کے قول پر جو کہتے ہیں کہ اسلام میں جبر اسلام
بنانے کا حکم ہے یا بانی اسلام نے معاذ اللہ بڑی دشمن اپنے دین کو پھیلایا۔ حالانکہ قرآن مجید
بآواز بلند اور بیکار کہتا ہے کہ دُرِیا لا یجی جو لوگ اسلام قبول کریں۔ وہ یقیناً کافر اور ناقابلِ مغفرت ہیں لیکن
إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجَاتِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے۔

کہہ کر انکو دیگر کفار سے بھی زیادہ مود و غنیمت اندی ثابت کرتا ہی پس جو مذہب اس شہید مدسی جری
اقرار کو غیر مقبول بتاتا ہو وہ کیونکر جبر کر نیک حکم دے سکتا ہے ؟

اور جس طرح اپنے اعتقاد کو مکمل جاننے والے کافر مطلق اور ناری میں اسی طرح بدلائل ایمان لائی
والے مومن کامل اور ناجی میں اور جس طرح بتقلید کفر اختیار کر نیوالی واقعی کافر میں اس طرح بتقلید ایمان لائی واقعی
مسلمان۔ ان عہدوں میں کرایان بتقلید کی کسی طرح تشریح ضروری ہے۔ کیونکہ عام طور پر علماء اسلام عقائد کی
کتابوں میں ایمان بالتقلید کو غیر مقبول اور نامقبول کہتے ہیں۔ پس یہاں اگر تقلید سے یہ مطلب ہو کہ امور مذکورہ
پر پختہ اعتقاد نہ ہو۔ بلکہ دلی تذبذب کے ساتھ لوگوں کے کہنے سے تصدیق کر لی جائے تو بیشک ایسا اعتقاد
بمقبول ہو کیونکہ گذشتہ تحقیق سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایمان کی دلی اعتقاد اور پختہ یقین مطلوب ہو اور ارشاد ہے :-

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ
لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝
(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ۲۷)

پس دیکھئے مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک (دشہم) نہیں کیا اور
اس کے رستوں میں اپنی جان و مال سے کوشش کی کہ
میں یہی سچے مسلمان) ہیں۔

اور نیز فرمایا ہے :-

وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَلَا آمَنُوا
وَأَنَّهُمْ لَا يُطِيعُونَ ۝
(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۹۷)

اور بعض انہیں اُن پڑھ میں جو لٹے سے لفظوں کے پڑھنے
کے سوا کتاب (اُنہی کے مطلب) کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اور
وہ فقط خیالی نیکے چلایا کرتے ہیں :-

جس سے ثابت ہوا کہ اوپر سے دل سونانے والے یا ظن اور شک کر نیوالے مسلمان نہیں ہیں اور اگر تقلید
سے یہ مراد ہو کہ اعتقاد تو پختہ ہو۔ لیکن خود دلائل کو نہ پرکھا ہو اور صرف دوسروں کے بنائے پر
یقین کر لیا ہو اور تقلید سے جو تحقیق کے مقابل بولی جاتی ہو مطلب بھی یہی ہوا کرتا ہے تو ایسے اعتقاد کا
نامقبول ہونا قرآن سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکے خلاف قرآن کا ارشاد ہے :-

۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَفْتَرُوا كَذِبًا قُلُوبًا فَتَرُ
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
اور دیکھئے مناسب نہیں کہ مسلمان (اپنی گھروں) کے
سب بیکل کھٹے ہوں ایسا کیوں کیا کہ انکی ہر ایک جماعت
کچھ لوگ (اپنی گھروں) کو بخاتے کہ دین کی کچھ باتیں نہ کیجے کچھ

يُحْذَرُونَ ۵ (پارہ نمبر ۱۱- سورہ قہر - ع ۱۵) اپنی قوم میں 'اپس جلتے تو انکو (نا فرمانی خدا سے) ڈراتے تاکہ وہ لوگ (رہی برو کا موں سے) بچیں +

یہاں ہر شخص کو دلایل و براہین کا پورا علم حاصل کرنے اور فقہ یعنی کامل تحقیق سے بہرہ یاب ہونے کی فرس سے معاف رکھا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر فرقے میں کچھ لوگ ایسے ہوں جو اپنا تمام وقت تحقیق میں صرف کریں اور انکے مالہ اور مال علیہ سے مطلع ہوں اور بہرہ لوگ پس ماندگان کو انکے نفع نقصان سے آگاہ کریں شائد وہ انکا کہنا مان لیں اور راہِ راست پر آجائیں پس اگر پس ماندگان کو اسی کامل تحقیق کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہو تو سب سفر کرنے اور علم حاصل کر لیا حکم ہوتا کیونکہ وہ لوگ اپنی گھروں کی کاڈ بار میں مصروف رہے اور وقت کا بہت سا حصہ امور معاش میں صرف کر کے ان جیسا تجربہ نہیں حاصل کر سکتے جنہوں نے اپنا تمام وقت اسی میں صرف کیا ہو۔ پس وہ لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ بھی ہو کہ اپنی ان عالم بھائیوں کی تحقیق پر بھروسہ کریں اور انکی ہدایت کے موافق اپنے اعتقاد کو درست کر لیں اور یہ بعینہ تعلیق ہے - (۲۵) اور ایک اور جگہ فرمایا ہے -

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۵ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ طور - ع ۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد ایمان کیساتھ (دیکھو عورتیں) انکی پیروی کرتی رہی (قوم جنسیتی کی پاس منظر سے) انکی اولاد کو (بھی جنت میں) انکو ساتھ لیا شامل کریگا اور جنسیتوں کی اعمال (دکھلے) میں سے کچھ بھی کم نہ کریگا (اور) ہر شخص اپنے عمل کے پورے میں رہی

یہاں مؤمنین کی اولاد کی نسبت ارشاد ہے کہ اگر وہ بھی ایمان میں اپنی آبا و اجداد کا اتباع کریں تو من اور سعی رحمت باری ہوگی۔ پس اگر اولاد کے لئے سقم و صحت کا ہر ہو کر پورے تحقیق کے ساتھ ایمان لائے گا حکم ہو تو انکو آبا و اجداد کا اتباع کہنا معاذ اللہ غلط ہوگا۔ کیونکہ وہ بجائے خود متقل اور کامل ایمان ہو اور اس ایمان کا ثواب اور اجر کا حاق ہو۔ کوئی زائد اس تحقیق احسان نہیں جسکی نسبت کہا جائے کہ اسکے بدلے ہم ماں باپ کے ثواب میں کچھ کمی نہ کریں گے۔ اور نیز ایسی صورت میں اس آیت سے کسی جدید حکم کا فائدہ بھی نہ ہوگا۔ پہلو کہ اپنی تحقیق سے مسلمان ہونے والا ہر حال میں مسلمان ہو چاہے انکو ماں باپ مسلمان ہوں یا نہ ہوں پس ماں باپ کا اتباع کرنے اور انکی ساتھ انکے ثواب میں بطور رحمت خاص حصہ لینے اور ماں باپ کے ثواب کو کم نہ کرنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ماں باپ اپنی تحقیق سے ایمان لائے ہوں۔ اور

اسلئے بہت بڑی اجر کے مستحق ہوں اور اولاد نے وہ درجہ تحقیق کا نہ حاصل کیا ہو بلکہ اپنی ماں باپ کی تقلید سے تصدیق کر لی ہو اور اس لئے کہ وہ از روئے استحقاق اس اجر کے دعویدار نہ ہو سکتے ہوں مگر خداوند کریم اپنی رحمت سے انکو بھی ماں باپ جیسا رتبہ بخشے۔ اور با اینہما ماں باپ کے حصہ میں کمی نہ کری (۳) ایک اور موقع پر فرمایا ہے :-

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ قُلْ إِن يَكُن كَاذِبًا فَلْيَلْهِمْ كَذِبُهُ كَذِبًا ۖ وَإِن يَكُن صَادِقًا فَلْيَكْسِبْكُمُ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُ كَذِبًا لِّأَلْبِسَكُمْ ۖ ذَٰلِكَ صَدَقَ اللَّهُ لِيُصْدِّقَ مَن هُوَ مُسْتَرِفٌّ ۖ كَذَّابٌ ۖ

اور فرعون کو گوئیں جو ایک مرد پا نڈا تھا زانوں اپنی ایمان کو چھپاتا تھا وہ دیکھو باجرا سکر، بولا کہ کیا تم مصری اسلئے ایک شخص کے قتل کے چاہتے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہو حالانکہ وہ تمہاری پروردگار کی طرف سے تمہارا پاس معجزہ لیکر بھی آیا ہے اور اگر بالفرض شخص چھوٹا بھی ہو تو اس کے چھوٹ کا وبال اٹھی پر ڈیر لگا، اور اگر سچا ہو تو شخص جس دھناب کا تم سے وعدہ کرتا ہو کوئی نہ کوئی تو پر ضرور آنا دل ہو گا یا شک جو شخص جس سے بڑا ہوا (اور) چھوٹا ہو خدا اسے دیکھ، ہدایت

(پارہ نمبر ۲۴ - سورہ مؤمن - ۴۷)

یہاں منجملہ دلائل ایمان کے ایک مومن کی زبان سے یہ دلیل بھی بیان فرمائی ہے کہ اگر تم نبی کے دلائل باہرہ اور براہین ساطعہ کو نہیں سمجھ سکتے تو اتنا تو خیال کرو کہ اگر وہ چھوٹا ہی تو تمہارا کچھ بگڑنے کا نہیں اور اگر سچا ہے تو پھر نہ ماننے سے تم ضرور نقصان اٹھاؤ گے اور یہ یقین بعینہ تقلید کی تلقین ہو جو لاکھوں کلمہ کو علم و فضل سے بے بہرہ دنیا کے ہر گوشہ میں پائی جاتے ہیں اور وہ اسی قسم کے اتفاقی ثبوت پر اپنے دل کو جمائے ہوئے ہیں اور اپنی مذہب کی قوی دلیلوں کے نام سے بھی واقف نہیں پس اگر وہ سب درہل کا فریب اور درجہ تحقیق نہ حاصل ہو نیکی سب انکا ایمان حالانکہ سچے دل سے ہی غیر مقبول ہے تو اس مومن آل فرعون کی یہ ہدایت بالکل بے سود ہے اور قرآن کریم میں ترغیب ترہیص کے موقع پر اسکا ذکر کرنا معاذ اللہ بے معنی اور بھل ہے :

اور واقع میں جو فیوض و برکات اور جو روحانی و حیاتی ترقی انسان کو ایمان سے حاصل ہو سکتی ہے وہ اسی بات پر منحصر ہے کہ دل میں پختہ اعتقاد ہو خواہ وہ پختگی اپنی تحقیق سے حاصل ہو گئی ہو یا دوسری تلقین و ہدایت سے اور تجربہ بتاتا ہے کہ جہد و پختگی اور پختگی ایمان میں ہوتی ہے

علماء اوقات با اینہم تہجد تحقیق اسپر رشک کرتے ہیں۔ خوب کہا ہے ۵

مرو در عرصہ دانش کز آسیب تنک فہاں | یقین را در پناہ پرودہ داران گہاں بسنی

اور علمے ہذا جو تکبیر و ادبار اور ظلمت اندوخی و بیرونی کفر پر مرتب ہے، وہ بھی اس کی انکار یا شک پر موقوف ہو چاہیے وہ انکار اپنی طرف سے ہوا یا اوروں کے بہکانے سے کیونکہ اگر دلیلیں خدا کی ہستی اور اس کے احکام و فرامین کا یقین ہی نہیں تو اس کے منشاء کے موافق عمل کرنا کی ترغیب بھی نہ ہوگی اور اگر ایسا یقین حاصل ہے تو پھر ضمیر اس کو ضرور افعال حسنہ کی جانب بلائیگا اور اطوار قبیحہ پر طاعت کریگا اور یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے آئندہ کا عروج یا تنزل پیدا ہو سکتا ہے اور یہ اثر تقلید اور تحقیق دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ پس کفر یا تقلید کی شقاوت اور ایمان یا تقلید کی سعادت ایک ہی اصول پر مبنی ہے اور جب کفر یا تقلید کی شقاوت کو مانتے ہیں تو ایمان یا تقلید کی سعادت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ایمان یا تقلید کی ناقبولیت کے لئے شائد یہ آیت پیش کیا دے۔

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْفَوْا عَلَيْهِمْ صَمًا وَعُتْيًا ۙ نَآ ۙ (ہاؤنبروایہ سورہ نوح ۶۷) اور (نیز) وہ لوگ جب ان کو ان کے پروردگار کی آیتیں سناتے نصیحت کیا جائے تو انہی اور پہرے ہو کر ان پر نہ گذریں۔

مگر اس پارہ میں اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ یہاں خداوند کریم نے عباد الرحمن یعنی خدا کے راست باز بندوں کی چند خصوصیتیں فر کرکی ہیں۔ مثلاً:-

وَالَّذِينَ لَا يَشْعُرُونَ الزَّوْجَ إِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرًّا كَرَامًا ۙ (بارہ نمبر ۱۰ سورہ فرقان - ۶۴) اور (نیز) وہ مجھوتی گواہی نہ دیں اور جو (افعالاً) بہرودہ مشغلوں کے پاس ہی ہو کر گذریں تو وہ شعور سے گذر جائیں

اور (الذین) إِذَا الْفَقُّوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَوْ يَقْتَرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا (۱۱) اور جو خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں بلکہ ان کا خرچ بیچ کی راس کا ہو۔

وغیر ذلک۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں ہوں مگر ولی اعتقاد بہودہ اگرچہ گناہگار ہوگا مگر کافر نہ ہوگا۔ اور اس کو وہ لوگ بھی لڑتے ہیں اور نیز خدا نے بھی یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ایسے لوگ کافر ہیں بلکہ ان کی پیروی الحاح سے اور کامل فرمانبرداری کا ذکر ہے اور یہ مطلب ہے کہ ان اوصاف والو اور اس فائز اور نفل میں نہ تجمل ان اوصاف کاملہ کے جو ایسے نیک بندوں کی ترجیح اور فضیلت کا باعث ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ پوری تحقیق اور کامل تدبیر سے فرامین خداوندی کو پانتی ہیں اور اس میں کلام نہیں کہ ایسے بندے موشما سے

انکو ایمان کامل یا تقویٰ اور نجات بے تقدیم عذاب کی تعریف سمجھنا چاہئے اور چونکہ ایمان صرف دل سے تعلق رکھتا ہے یا زیادہ سو زیادہ زبان سے اور کسی کے دل کا حال معلوم کرنا یا ہر شخص سے زبان سے اقرار کروانا محال یا مشکل ہے اور معاملات دنیوی میں مؤمنین اور غیر مؤمنین کا یا باہمی سلوک اور برتاؤ مختلف ہے اور اس کو تعارف کے وقت یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مخاطب مسلمان ہے یا نہیں اس لئے اس حکیم و خیر نے اس کے واسطے ایک آسان علامت بتا دی ہے اور فرمایا ہے :-

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يَخْلَوْنَ غَيْرَ سَلَامٍ عَلَيْكُمْ (سورہ نساء - ۱۳)	مسلمانو! جب تم اللہ کے رستہ میں در لڑنے کیلئے جا رہے ہو تو جانچ لو کہ وہ کونسا ہے اور اگر وہ مسلمان ہے تو اس سے سلام کہو اور اگر وہ کافر ہے تو اس سے سلام نہ کہو۔ (سورہ نساء - ۱۳)
---	--

یعنی اجنبی سے ملنے کے وقت اسکا اسلامی قاعدے کے موافق سلام سے پیش آنا اسکو مسلمان سمجھنے کیلئے کافی ہے اور جب تک ارکان ایمان کا انکار اسکی زبان سے نہ منو تقدیم سلام سے اسکو مسلمان جانو اور ان گذشتہ کثیر التعداد آیات کو ملاحظہ کرینے کے بعد اس آیت سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اگر کو کسی شخص کا امور مذکورہ سے منکر ہو یا یقین معلوم ہو جائے تب بھی صرف السلام علیکم کہنے سے اسے مؤمن کہیں اور علاوہ ان آیات کے خود اس آیت میں فتبتنوا کی قید لگا دی ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اگر یقینی علم اس کے مؤمن یا کافر ہو نہکا حاصل کرنا ہو تو اس کے عقائد کی تحقیق کرو اور تحقیق کے بعد اس کے ایمان یا کفر کا مدار ظاہر ہو کہ انہی ارکان کی تصدیق یا تکذیب پر ہوگا اور ایسی طرح اس آیت میں -

لَا يَتَّخِذُ قَوْمًا مُّؤْمِنِينَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَوْلِيَاءَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ فَإِنَّ اللَّهَ يَفْعَلْ لَهُ شُرَكَاءَ يَكْفُرُونَ (سورہ بقرہ - ۱۷۷)	وہ اپنے پیغمبر، جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ان کو تم اپنا دوست نہ بنو گے کہ خدا اور اسکی رسول کے مخالفوں کے دوست بنیں گے۔ وہ انکے باپ یا انکے بیٹے یا انکے بھائی یا انکے کنبہ ہی کے (کیونکہ) ہوں۔ یہی وہ ہے جسے مسلمان ہیں جسکو دلوں کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور اپنی فیضانِ نبوی سے انکی تائید ہے۔
---	---

ایمان کامل کی علامت بیان فرمائی کہ وہ لوگ دشمنانِ خدا و رسول اور ایسے لوگوں سے جو رسول کے درپے ایذا اور دین کے دہے تحریم ہوں دوستی نہیں رکھتے۔

تجس طرح کلام الدین (ایمان مجمل - ایمان مفصل - ایمان کامل اور علامات ایمان کی تفصیل) ہوا حدیث

نبویؐ میں بھی اسی طرح سب مباح کاپنے اپنے موقع پر ذکر ہو مثلاً بخاری و مسلم کی اس مشہور حدیث میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جس میں حضرت جبریل علیہ السلام کی زبان سے چند کلمات آئے ہیں اسلام یعنی ایمان کا ل کی تعریف میں جناب ہا ل ت م ب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

<p>الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت اذ استطعت اليه سبيلا -</p>	<p>اسلام یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر سفر کی قدرت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرے *</p>
--	---

اور ایمان مغضل کے بارہ میں فرمایا:۔

ان توہم باللہ وملتکتمہ وکتبہ ورسلا
والیوم الآخر وبالقدر خیر و نشر ۴

اور حضرت ابی ذرؓ کی روایت کردہ متفق علیہ حدیث میں ارشاد ہے :-

<p>ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك الا دخل الجنة</p>	<p>کوئی کلمہ ایسا نہیں جو لا اِله الا اللہ کہے اور اسے عقیدہ پر جمائے اور پھر جنت میں نہ داخل ہو۔</p>
---	---

یہاں جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے ایمان و محمل کی تعریف ہو اور خود اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ و رسل وغیرہ پر ایمان لانا مضمناً خدا پر ایمان لانے میں داخل ہے کیونکہ حضرت ابوذر رضی عنہ نے جن باتوں کو ایمان بالبدن میں داخل نہیں سمجھا مثلاً زنا اور سرقہ انکی نسبت تعجب سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! زانی اور سارق بھی خدا پر ایمان لانے سے نجات پاسکتے ہیں۔ پس اگلا مور مذکور بھی خارج ہوتے تو وہ ضرور مستثنا کرتے کہ ملائکہ وغیرہ پر ایمان لانے سے بھی جنت مل سکتی ہے اور بخاری میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے

<p>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا دم نہ مجھو جھٹلایا اور اسے یہ نشانیاں نہ تھا اور اس نے مجھے گالیاں دیں اور اسے ایسا نہ چاہئے تھا اسکا میری تئیں جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہو کہ جیسا اس نے مجھ پر کیا ہے میں نے اس کو کچھ اسی طرح دینا کرکھا ۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص کسی آدمی کو دباؤ میں لائے گا یا اس کی نسبت کچھ زیادہ آسان نہ تھا اور گالیاں</p>	<p>قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لله تعالى كذبني ابن آدم ولم يكن له ذلك شقني ولم يكن له خلا فاما تكذيب اياي فقوله لن يجيدني كما بداني وليس الخلق باهون علي من احادته واما شتمه اياي فقوله</p>
---	--

اَتَّخِذَ اللَّهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا اَحَدٌ
جو اس نے مجھے دیں ہیں کہ وہ کہتا ہے خدا کو ان بیٹا ہوا
میں بکا نہ اور نہ استغنی ہون میں کوئی بیٹا اور میں کسی کا بیٹا اور کوئی میرا

یہاں ایمان محل کیوجہ بیان فرمائی ہو اور کہا کہ قیامت کو نہ ماننا خدا کی تکذیب کرنا ہو۔ اور بخاری میں
حضرت انس کی روایت سے علامت ایمان کا بیان ہے۔

مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَآخَلَ بِلِحْنَتِنَا
جو ہم جیسی نماز پڑھے اور ہم سے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارے ساتھ
فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ
فوج کیا ہو اٹھالے تو وہ مسلمان ہے جسکے خدا اور رسول فرما دیں

اور اسی طرح بہت سی احادیث میں مذکورہ بالا سب مراتب ایمان کی تشریح اور تفصیل ہو۔

اِس وقت تک روئے سخن اُن صحاب کی طرف تھا جو صرف خدا پر ایمان لانا کافی سمجھتے ہیں اور اس
بیان سے اگر نظر انصاف ملاحظہ کریں گی تکلیف گوارا فرمائیں تو انکو غالباً اپنی رائے میں کسی قدر ترمیم کرنے
کی تکی ضرورت محسوس ہوگی لیکن بعض ایسے حضرات بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں
کو اگرچہ حسب ہدایت قرآنی ان سب مراتب پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن اور مذاہب جو خدا کو مانگو
اپنے اپنی آئین پر کاربند ہیں اور قرآن اور رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا دیگر کتب سماوی اور دنیاوی کو
نہیں مانتے وہ بھی نجات پاسکتے ہیں اور قرآن انکو کافر نہیں کہتا ایسے لوگوں کو بھی گذشتہ تحریر کا ملاحظہ
غالباً مفید ہوگا مگر ہم انکی خدمت میں اس آیت کی طرف خاص توجہ کرنے کی درخواست کرتے ہیں جہاں
خداوند کریم اہل کتاب غیرہ کی نسبت فرماتا ہے:-

فَاِنْ آمَنُوا بِحُلٍّ مَّا امْنَنَّا بِهِ فَلَا يَكْفُرُوْنَ
اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّآ اَهِمُّ فِيْ شِقَاكِمْ فَسَيَكْفِيْكُمْ
اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ
تو اگر تم یہی طرح لوگ بھی نہی چیز پر ایمان لے آئیں ضرر تم
ایمان لائے ہو تو میں اہم ہوں اگر انکو کفرین (تو بھی تم
برہنہ دیتا ہوں) خدا پر تو یہی راہی غیرہ ان کو شرک و خدا کا حفظ
والہما تمہارے کو کافی ہوگا اور وہ سب سنتا اور ہر ایک حال کو دیکھتا ہے

(بارہ نمبر - سورہ بقرہ - ع ۱۶)

یہاں تمام دیگر مذاہب کو مسلمانوں جیسا ایمان لانا ضروری کہا گیا ہے۔ اور وہ یہی ہے جسکی تفصیل گذشتہ
ابا میں ہے سو فرداً فرداً ہر ایک پر ایمان لانے کی صورت اور اُن وجوہ کا بیان کیا جاتا ہے جن کو
اس امر کو ماننے میں نقص پہنچتا ہے اور اس ضمن میں اکثر ان قواعد کی تنقیح بھی ہوگی جن سے مسلمانوں کا دوسرا
فرق اکثر امور میں اپنی مخالفت کو کافر کہتا ہے +

ایمان باند

خدا پر ایمان لانے اور اُسکو موجود و برحق ماننے کا حکم مکمل نہیں ہو سکتا جب تک بتایا جاوے کہ وہ کیسی ہستی ہے اور اُسکے صفات و کمالات کیا ہیں اس لئے قرآن میں جس قدر تفصیل اس مضمون کی ہے اُسکے استشہاد میں غالباً کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جو پیش نہ کیا جاسکے۔ مگر بطور اقتصاد چند آیات لکھی جاتی ہیں مثلاً ارشاد ہے:-

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۚ اللَّهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۚ
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ
(پارہ نمبر ۳- سورہ اخلاص)

اے پیغمبر! لوگ جو تم سے خدا کا حال پوچھتے ہیں ان سے کہہ دو کہ وہ ایک ہی۔ اللہ بے نیاز نہ ہو اس کی کوئی پیدا ہو (اور نہ وہ کسی سے پیدا ہو) اور نہ کوئی اسکی برابر کلمہ ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ
وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ
(پارہ نمبر ۳- سورہ بقرہ ص ۲۵۵)

اللہ (وہ ذات پاک) کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں نہ رکابہ عالم سنبھالو والا نہ اُسکو افگن آتی ہے اور نہ نیند اُسکی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کون ہی جو اُسکی آواز نہ بغیر اُسکی اجازت کی (کسی سفارش کی جو کچھ لوگوں کو پیش آ رہا ہے وہ) اور جو کچھ انکی پیچھے ہے (وہ) ہے (وہ) اسکو (سب) معلوم ہے اور لوگ اُسکی معلومیا میں سے کسی شے پر دسترس نہیں رکھتے۔ مگر جتنی وہ چاہے اُسکی کرسی (یعنی سلطنت) آسمان زمین (سب) پر عادی ہے اور آسمان زمین کی عظمت (المرسلون) اگر ان میں اور وہ درجہ عالیشان اور عظمت والا ہے۔

أَمِنْ يَجِبُ الضُّطْرُّ إِذَا دَعَاكَ وَيَكْتَفُفُ
الشَّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ ۚ أَلَا رَأَيْتَ أَنَّ اللَّهَ مَعَ
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ
(پارہ نمبر ۲۰- سورہ نمل ص ۵)

بھلا کون ہے کہ جب کسی (بیتقرار ہو) اس سے فریاد کری اور وہ اس (بیتقرار کی) فریاد کو پونہچو اور اُسکی نصیحت کو نال کی (اور کوئی بھی جو) زمین پر تم لوگوں کو (پانا) نائب بناتا ہے۔ کیا اُسکے ساتھ کوئی معبود (یعنی رہی ہو) نہیں ہے تم لوگ خود راویوں کو بہت ہی کم کام میں لے رہے ہو

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
(وہ اللہ ایسا درپاک ذات ہے کہ اُسکی سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا اور ظاہر و سب) کا جاننے والا وہی بڑا مہربان قادر و رحم والا ہے

<p>هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ الْمُسْلِمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْمَتَكِبُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَنَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ</p> <p>(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ جشر - ع ۳)</p>	<p>اور اللہ ایسا پاک ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تمام کا، بادشاہ ہے پاک و پاکیزہ (تعالیٰ) بری ہی میں تو واللہ سبحانہ و زبتہ ہی بڑا و اللہ ہی بڑی عظمت رکھتا ہے وہ جسے جسے شریک کرتے ہیں اللہ کی ات، اللہ پاک ہی وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد وہ مخلوق کا طرح طرح کی صورتیں بنا دے والا ہے وہی اچھی و اچھی صورتیں میں اور اسی جیسے اچھی ہی اچھا نام ہیں جو مخلوق آسمان و زمین میں ہیں جسے اکلی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور وہ زبردست (اور محکم) اللہ ہے۔</p>
<p>وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِِبُّ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي فَلْيَذْكُرُوا لِي آلَهُمْ يَوْمَ تَشْهَدُ لَهُ</p> <p>(پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۳)</p>	<p>اور (اے پیغمبر) جب ہمارے بندے تم سے کہیں تو تم سے کہہ دو کہ میں قریب ہوں اور میں سبھا دو کہ ہم (انکی) پاس ہیں جب کچھ کہیں تو تم سے کہہ دو کہ ہم (انکی) دعا سنو لیکن دعا کو مستجاب کرنا میرے قول پر ہے کہ تم کہو کہ میں تو انکو چاہئے کہ ہمارا حکم (دہی) نہیں اور ہم پر ایمان لائیں کہ وہ سیدھے سیدھے گناہ کے</p>
<p>جس قدر صفات کا لہ ان آیتوں میں اور اسی مضمون کی دیگر آیتوں میں مذکور ہیں ان سب کو یہ تفصیل یا بالاجمال ماننا اور خدا کو ان سے متصف جاننا ضروری ہے اور اگر کوئی ان میں سے کسی ایک صفت سے بھی خدا کو متصف نہ جانے تو وہ خدا پر ایمان لانے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ تعریف کے کسی ایک جز کو نہ ماننے سے معرف بدل جاتا ہے پس ایسا شخص حقیقت میں اس خدا کو ماننے والا نہ ہوگا جسکو ماننے کا قرآن حکم دیتا ہے اور نیز خدا کی صفات میں سے کسی ایک کو نہ ماننا خدا کو اس حیثیت سے ناقص سمجھنا ہے حالانکہ وہ ہستی سب سے سے کامل اور ہر طرح کی محبت و عظمت اور برتری سے متصف ہے خدا فرماتا ہے :-</p>	
<p>لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِللّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰی ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ</p> <p>(پارہ نمبر ۱۲ - سورہ نمل - ع ۱۲)</p>	<p>بری (برائی)، باتیں تو انہی لوگوں کو مناسب ہیں جو کافر ہیں اور جن آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور اللہ کی شان کو ساقیہ باتیں ہیں جو دوسرے جہاد و اعلیٰ سے اعلیٰ ہیں اور اللہ ہی محکم (اللہ) ہے۔</p>
<p>وَاللّٰهُ الْكَبِيرُ ۚ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْمَلُوا الصَّالٰتِ الَّتِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ</p> <p>(پارہ نمبر ۲۵ - سورہ جاثیہ - ع ۲۵)</p>	<p>اور آسمان زمین میں اسی کی بڑائی ہے اور وہی زبردست اور بڑی محکم (اللہ) ہے۔</p>
<p>اور اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھتا ہو مگر کسی اور چیز کو بھی کسی صفت یا کمال میں</p>	

جیسا سمجھا ہو تو وہ بھی خدا کو ماننے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے:-

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
(پارہ نمبر ۲۵ - سورہ شوریٰ - ۲۵۷)

اور نیز خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک سمجھنے والوں کو بار بار ناقابلِ حضرت اور بعد از رحلت کہا گیا ہے مثلاً

إِنَّهُ مِنْ كَثِيرٍ أُنْزِلَ إِلَيْهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا لَهُ الْتَاكُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ
(پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ۱۰۷)

اور مختلف طور پر خاص خاص صفات کے ذکر پر انہیں شرک کرنا والوں کو بھی کافر کہا گیا ہے مثلاً

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ وَنَا مِنْ آلِهِ الْإِلَٰهَ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْهَوْا عَمَّا يَعْمَلُونَ لَيَسْتَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
(پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ۱۰۷)

یہاں خدا کے ساتھ آوروں کو خدائی میں شریک سمجھنے والے کافر ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْمَعُونَ لَهُمْ نَجْوَىٰ وَلَا يَأْتِيهِمْ أَتَىٰ الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغٍ وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ
(پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد - ۲۴)

یہاں خدا کے سوا آندول کو حاضر ناظر جاننے والوں اور انہیں مراد میں مانگنے والوں کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ایسے کافروں کی دعا محض گمراہی ہے۔

یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ خود خدائی کا دعوائے کرنا لا بھی کافر ہے کیونکہ وہ اپنے سوا کسی آدمی کے معبود ہر نیکی قائل ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے اور اگر خدا کو ماننا ہو مگر اپنے تئیں بھی ایسی جیسا ایک دوسرا خدا سمجھتا ہو تو شرک کا مرتکب ہو اور اگر اپنے اندر اس کی حلول یا ظہور کا

تفصیل سے قرآن میں کہیں کفار کے سوا کسی اور مجرم کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ قریباً آٹھ جگہ تو اس صیغہ سے دعوئے نبوت یا خدا کی طرف غلط احکام منسوب کرنے کا ہی ذکر ہے مثلاً

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوَّلَذَابًا
بِآيَاتِهِ ۖ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمُ الْعَذَابُ (نَصِبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ
حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ ثُمَّ لَا يَبْعُدُونَ عَنْهُمُ عَنْ ثَمَرِهِمْ أَشْفَىٰ
أَيَّ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا
ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَيْنَا فَنُفِثْهُمْ أَنَّهُمْ
كَافَرُوا ۖ كَفَرْتُمْ ۙ
(پارہ نمبر ۱ - سورہ اعراف - ۷۸)

تو اس سے بڑھ کر ظالم دائرہ کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے
یا اُنکی آیتوں کو جھٹلائے ہی لوگ ہیں جنکو (تقدیر کے) کچے پتے
میں سے انکا حصہ (رزق وغیرہ) پہنچا۔ یہاں تک کہ جب ہمارے
فرشتے انکی رگوں میں گھسنے کیلئے انکی سامنے موجود ہو گئے (انہیں)
پوچھنے کے کہ اب کہاں ہیں جو تم خدا کے سوا (مذمت والی کلمے کی)
بلا یا کرتے تھے تو وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب (غفل) ہو گئے اور
اپنے اوپر آپ کو اپنی ننگی دینے (قرار کی گئی) کہ بیشک کا فرق ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ
بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكَافِرِينَ ۚ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر - ۷۴)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو جھوٹ بولے اور نیز اس
سے کہ سچی بات اسکو پہنچی اور وہ اسکو جھٹلا دیا کا فرد کا
ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔

اور اس سلسلہ کے سوا تین جگہ اور اس صیغہ کا استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ کفار مراد ہیں۔ ارشاد ہے۔
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ
فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا
كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَلَا يَخْرُجُوا مِنْهَا
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ۱۱۴)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اسکی مسجدوں میں خدا کا نام نہ
جانے کو منع کرے اور انکی سیر رفتی کے واسطے ہی۔ یہ لوگ خود اس
لائق نہیں کہ مسجد میں نہ پائیں نہ گزرتے نہ دھتے، انکی لئے دنیا
میں بھی (رسوائی ہے اور انکی لئے آخرت میں بھی) بڑا
(بھاری) عذاب ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَّقَ
عَنْهَا سَخِرَ مِنَ الَّذِينَ يَصِدُّونَ عَنْ آيَاتِنَا
نَسُوا الْعَذَابَ بِمَا كَانُوا يُصَدُّونَ
(پارہ نمبر ۲ - سورہ انفاس - ۲۰)

تو اس سے بڑھ کر ظالم دائرہ کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کو
جھٹلائے اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرے جو لوگ ہماری
آیتوں کو کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ہم عنقریب انکی کنارہ کشی
کے بدلے بڑی سزا انکو دینگے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ اللَّهِ فَاعْتَرَفَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسکو خدا کی آیتیں یاد دلانے لگیں مگر انکو

عَنْهَا وَلَيْسَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاہُ اَنَا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ فَاِذَا اِلٰھُہُمْ وَقرآنَ وَ اَنْ تَدْعُوْهُمْ اِلٰی الْاٰھِدٰی فَلَنْ يَهْتَدُوْا اِذَا اَبَدْنَا (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ کہف - ع)

مرو اور اپنی پہلی حرکت کو بھول چکا رہا کہ ہم سچا نبی دلوں پر پردہ ڈال دیں تاکہ حق بات کو سمجھ نہ سکیں اور ان کا فہم نہ ایک طرح کی گرائی پیدا کر دی ہو اور لایہ پیمبر اگر تم ان (لوگوں) کو راہِ راست کی طرف بلاؤ تاہم یہ کبھی دوبارہ ہنواؤ نہیں۔

اور جو شخص خدا کو اور انکی صفات کاملہ کو ماننا ہو اور کسی اور کو بھی اس جیسا نہ سمجھتا ہو مگر وہ لوازمِ وجود اور خواصِ عبادت جو محض ذاتِ باری سے مختص ہیں کسی اور کی نسبت بجالاتا ہو وہ بھی کافر ہے کیونکہ کمالہ صفات خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی اور اسکے سوا لائقِ عبادت نہیں پس غیروں کی پوجا کرنا لالہ کو اور تمام صفات کو غیروں میں موجود نہیں سمجھتا لیکن اس صفت میں خدا کے ساتھ آوردوں کو شریک کرنا ہی اسلئے اسے کافر کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَ شَفَعَاؤُنَا عِندَ اللّٰهِ قُلْ اَتَنْتَبِھُوْنَ اللّٰهُ یَسْأَلُکُمْ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ مَسْبُحٰتُہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا تُشْرِکُوْنَ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یونس - ع ۲)

اور شریکین، خدا کے سوا ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ تو انکو نقص پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ (ہمارے یہ ربوبی) اللہ کے ہاں ہمارے سفارش میں رہے پیمبر (سو) کہو کہ کیا تم اللہ کی چیز کے پیش کی خریدتی ہو جسکو وہ (تو نہیں) مانو نہیں پاتا اور اللہ کہیں زمین میں۔ وہ ان لوگوں کے شرک ہی پاک اور بلا ہے۔

اور فرمایا ہے:-

اَللّٰھُمَّ اَلدِّیْنَ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اَشْهَدُوْا بِمِنْ دُوْنِہٖ اَوَّلِیَآءُ مَا تَعْبُدُوْھُمْ اِلَّا لِقُرْبٰی اِلَی اللّٰھِ زَلْھٰ اِنَّ اللّٰھَ یُحِبُّ مَنِہُمْ فَمَا کُمْ فِیْہِ یَخْتَفِعُوْنَ اِنَّ اللّٰھَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ (پارہ نمبر ۲۳ - سورہ زمر - ع ۱)

سو جو باخالص فراہ برداری خدا ہی کیلئے اور جن لوگوں خدا کے سوا (دوسروں کی) حمایتی بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو انکی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں خدا سے بچنے کے لیے یا تو ان میں سے کوئی اختلاف کر رہی ہیں ادیتا جسکے دن ان میں سے اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا جو شخص جو خدا اور ان کے شریکوں کو دیکھ کر چاہتے ہیں انکی

یہاں ایسے لوگوں کو جو اپنے مقتداؤں کو صرف شفیق اور وسیلہ قرب خدا مانکر انکی عبادت کرتے ہو کافر کہا گیا ہے اور اگرچہ یہاں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کو مانتے تھے۔ مگر ایک اور جگہ بھی صراحت سے کہا گیا ہے کہ وہ خدا اور انکی صفاتِ خالقیت و خیریت پر ایمان رکھتی ہیں چنانچہ

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَكْفُرُ نَافِلَةٌ مِّنْ مَّضْمُونٍ كُوشْرُوحِ
 كَرَكِ اَخْرِيسِ فَرَايَا وَلَقَدْ سَأَلْتَهُم مِّنْ خَلْقِ
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِيَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قُلُ الْحَدِيْدِ
 بَلْ اَلْاَكْثَرُ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

(پارہ نمبر ۲۱ - سورہ لقمان - ع ۳)

اور (ای پیغمبر) جو شخص کفر کرے تو اس کے کفر کی وجہ سے تمکنا آردہ
 خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ اور (ای پیغمبر) اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ
 آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور یہی جواب دے گی کہ خدا ہے
 (اس پر تم ان سے) کہو کہ الحمد للہ مگر ان میں سے اکثر تو نہیں جانتے۔

✱ ✱ ✱ ✱ ✱

اور سجدہ کو جو اظہارِ عجز و نیاز کا سب سے بڑا ذریعہ اور طرقِ عبادت میں سب سے اعلیٰ ہے، مخصوص علامت کفر کہا گیا
 ہو چنانچہ سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہر ہر کی زبان سے قوم بلقیس کے کفر کا یہی ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ

وَجَدْتُهُمْ وَاقِفَةً يُسَبِّحُونَ لِلَّهِ مِزْنَ
 اللّٰهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰى لَهُمْ
 فَصَدَّ عَنْهُمُ السَّبِيْلُ فَهُمْ لَا يُمَسِّدُوْنَ ؕ

(پارہ نمبر ۱۹ - سورہ نمل - ع ۲)

میں نے ملکہ اور اسکے لوگوں کو دیکھا کہ خدا کو چھوڑ کر آفاکے سجدہ
 کرتے ہیں۔ اور شیطان نے انکی اعمال کو انہیں عہد کر دکھا
 ہو اور انکو راہ (درست) سے روک دیا ہو۔ تو انکو (اتنی باتیں)
 نہیں سوجھ بڑھتی۔

اور ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ الْاَيْلُ وَالْكَهَادُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
 لَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ
 الَّذِي خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ؕ

(پارہ نمبر ۲۴ - سورہ صافات - ع ۵)

اور خدا کی (قدرت کی) نشانیوں میں سورت اور دن اور سورج
 اور چاند بھی ہیں (تو لوگو!) نہ تو سورج کو سجدہ کرنا اور نہ چاند کو
 اور اگر تم کو خدا کی عبادت کرنی ہو تو اسدی کو سجدہ کرنا جس
 ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔

یہاں اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ سے ثابت کیا گیا ہے کہ آدمیوں کو سجدہ کرنیوالی کسی خاص عبادت
 کرنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ غیروں کو عبادت میں شریک کرنیوالے ہیں۔ (اور ثابت ہوتا ہے کہ جو آدمی کو شریک
 کرنے کا فرہیاد یہ سجدہ یا دیگر طرقِ عبادت اگر افعالِ بولچ میں سے ہیں جبکہ حسب تحقیق بالا ایمان میں دخل
 نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جبر کی حالت کے سوا ہوتا لیکن یہی اور حالات ہیں غیر اللہ کی عبادت اور اسکے آگے سجدہ
 اسی حالت میں کیا جاتا ہے جب کرنے والا اس فعل کو جائز بلکہ باعثِ سعادت سمجھتا ہے اور اسکی یہ حالت
 دیگر معامی کا از کتاب کرنیوالی سے بالکل مغایر ہے جو شہوت و نفس پرستی کے سبب کوئی حرم کرتے ہیں اور
 دل سے اسکو گناہ اور فعل بد سمجھتے ہیں پس وہ شخص حقیقت میں صرف ایک بلا ہری فعل کو بخالائے کا

مجموع نہیں ہے بلکہ خدا کے ساتھ صفت عبادت کے خاص ہونے سے انکار کرتا ہے اور دوسروں کو اس میں شریک جانتا ہے اسلئے اسکا یہ فعل قلب سے متعلق ہے اور اسی کو کفر کو پہنچاتا ہے۔

آیت یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ فرشتوں نے حسب حکم ربانی حضرت آدم علیہ السلام کو اور برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجد کیا مگر وہ کافر نہیں ہوئے بلکہ اسکے برخلاف شیطان اس فعل کو نہ بجالانے سے کافر ہوا جس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر نہیں ہے۔

اسکا جواب اکثر اہل علم کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تہنیت ہے جو پہلے انبیاء کی شریعت میں جائز تھا۔

مگر اگرچہ فعل شریعت کا کسی شریعت ربانی میں جائز ہونا کو غرض مختلف ہو کسی طرح قرین قیاس کی شریعت محمدیہ میں اسکا مطلقاً ممنوع قرار پانا ان لوگوں کے نزدیک اسی وجہ سے ہے کہ نیت دل کا فعل ہے اور دوسروں کو معلوم نہیں ہو سکتی پس اگر عبادت کے سوا اور اغراض سے سجدہ جائز قرار دیا جاتا تو اکثر بندگانِ خدا اس پہانے سے دوسروں کی عبادت کرنے لگتے اور شرک کا نہایت آزادی سے طریقہ چاہتا حالانکہ اسی کو دور کرنے کیلئے مذہب حق کی ضرورت ہے لیکن مخالفتِ سجدہ کی اسوجہ کو اسلامی ماننے سے کوئی خصوصیت نہیں ہے کہ پیشتر کے زمانوں میں جبکہ جہالت اور تاریکی اسے بہت زیادہ تھی۔ یہ وجہ اور بھی قوی ہوگی۔ پس جس حکم وغیرہ عالم الغیب نے اس مانے میں اسوجہ کو مد نظر رکھ کر مخالفتِ سجدہ کا حکم نافذ فرمایا وہ گزشتہ زمانے میں کیونکر ایسی مطلق العنانی کو جائز رکھتا۔ اور گزشتہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ مخالفتِ سجدہ کی وجہ شانِ عبودیت کا محض ذاتِ باری سے خاص ہونا اور سجدہ وغیرہ طرقِ عبادت کا کسی اور کی نسبت بجالانا حسب ارشادِ قرآنی علامتِ کفر ہونا ہے اور یہ وجہ بھی ہر زمانے میں یکساں موجود ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اس حقیقت کو بدل دیا جاتا ہے اور عبودیت خدا کے ساتھ خاص نہ رہتی یا سجدہ وغیرہ عبادت میں داخل نہ ہوتے ؟

تجسس ہے کہ صاحبِ تفسیر کبیر نے بھی گزشتہ جواب کو دیگر جوابوں سے بہتر کہلایا حالانکہ خود ہی ایک حدیث پیش کی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے آئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ معاذؓ کیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ دلچسپی بڑگوں کو اور عیسائی اپنی پیشواؤں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور میں نے ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگو کہ یہ انبیاء کی تحیت یعنی سلام ہے جنابِ سالما تب علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنوا علیٰ انبیاءہم صلی اللہ علیہم وسلم کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں پر چھوٹ باندھا پس

جب سجدہ کو انبیاء کا سلام کہنا حسب ارشاد رسالت پناہی جھوٹ ہوا تو شرع سابقہ میں اس کا جواز سمجھا
کیونکہ درست ہوگا۔

پس امر واقعہ اس مقام پر یہی ہے کہ سجدہ کلام الہی میں پیشانی کو اٹھا رکھنا یعنی عبادت کے لئے زمین
پر رکھنے اور اٹھا رکھاغت و انقیاد و ولولہ منوں میں آیا ہے مثلاً

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ
فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ
وَالشَّجَرُ وَالْأَنْدَادُ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ
حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ لَمَّا كَذَبُوا اللَّهَ فَذَلِكَ
مِنْ تَعْلِيمِ اللَّهِ لِيَفْعَلَ مَا يَشَاءُ
(پارہ نمبر ۱۷ - سورہ حج - ۲۷)

دئے مخاطب، کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کیا کہ جو مخلوق آسمانوں
میں ہے اور جو مخلوق زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے
اور پہاڑ اور درخت اور جانور (سب ہی تو) خدا کے آگے سرنگون ہیں
بہت آدمی بھی، اور آدمیوں میں، سب بہت دلیہ ہیں اور بہت
دعا فرمائی ہوئے، عذاب کا آنا، لازم ہے کہ اسے اور جو کچھ اس کے
تو دہر، کوئی دیکھ کر عزت دینا والا نہیں ہے اسے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

اور۔ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدُونَ (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ حج - ۲۷)
یہاں ظاہر ہے کہ پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کا پیشانی زمین پر رکھنا مراد نہیں بلکہ اطاعت اور
انقیاد مراد ہے۔ پس جب لفظ سجدہ دونوں منوں میں خود قرآن میں متعل ہے اور آیات زیر بحث یعنی ظاہر
اور برادران یوسف کے ذکر سجدہ میں عبادت کے لئے پیشانی کا زمین پر رکھنا مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے
کہ دیگر آیات میں بصراحت اسکی مانعت ہے تو لامحالہ دوسرے معنی یعنی اٹھا رکھاغت و انقیاد مراد ہوگی
اور یہ اطاعت اور انقیاد غیر اللہ کے لئے منوع نہیں۔ خدا فرماتا ہے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
(پارہ نمبر - سورہ نساء - ۵۸)

راہ مسلمانوں، خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی اور حاکم
وقت کی بھی۔

یہاں یہ کہ خدا کے سوا رسول بلکہ اولی الامر تک کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے اور

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمِمَّا
فِي الْأَرْضِ مَا سَبَّحَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً
وَبَاطِنَةً (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ لقمان - ۲۵)

کیا تم لوگوں نے (اباات پر) نظر نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں
اور جو کچھ زمین میں ہے سب کے اللہ نے (ایک اعتبار سے) تمہارا مطیع فرما دیا
کہ کچھ اسے اور کچھ اپنی ظاہری اور باطنی (سب کی نعمتیں) میں دیکھیں

یہاں تمام زمین و آسمان کی چیزوں کو جنس ملائکہ بھی شامل ہیں انسان کا مطیع اور فرمانبردار کہا گیا ہے

اسی مضمون کو وہاں سجدہ کے لفظ سے ادا کیا گیا اور فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری کا حکم ہوا جسے انہوں نے تسلیم کیا اور برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سے برابر اور بہتر مانگا وہی اطاعت کا اقرار کیا۔

آم رازی کے اس جواب کو ضعیف کہی کیونکہ بھی تعجب انگیز ہے وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ شرع میں پیشانی رکھنے کو کہتے ہیں پس ہل لغت میں ہی معنی ہونگے۔ اسلئے اظہارِ اطاعت کے معنی نہیں ہو سکتے حالانکہ خود قرآن میں اس معنی کی آیتیں موجود ہیں اور خود بھی اس مقام پر پہلے اَلْبُحْبُوحُ وَالتَّحِيَّاتُ لِمُحَمَّدٍ - (جھاڑی بوٹیاں اور درخت، خدا کے آگے، سلام ہو) کو نقل کیا ہے۔ پس شرع میں صرف ہی معنی کیونکہ ہوئے اور دوسرے عرفی معنوں سے لغوی معنوں کا قیاس کرنا بھی عجیب ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صلوة کے معنی لغت میں بھی یہی سجدہ - رکوع - قنوت - جلسہ وغیرہ ارکانِ مخصوصہ ہوں کیونکہ عرف شرع میں بھی یہی معنی ہیں اور اسلئے جس طرح یہاں اس دلیل سے فرشتوں کا پیشانی رکھنا ثابت کرتے ہیں عَلٰی النَّبِيِّ زِيْرُ بِلَاوَةٍ بِيَحْتَجُّوْنَ میں نماز پڑھنا مراد لیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عرفی اور لغوی معنوں میں اگرچہ مشابہت ہوتی ہے۔ لیکن دونوں کا ایک ہونا ضرور نہیں۔ اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ خود ہی سجدہ کے معنوں میں شاعر کا قول نقل کرتے ہیں تَرَى لَآ كَمَفِيْهَا مَجْدًا لِّلْحَقِّ (تو اس جگہ میں شیوں کو گھوڑوں کے سموں کے برابر سوچا گیا) جس سے ٹھکانا ہے کہ لغت میں سجدہ کے معنی زیر ہونا اور اطاعت کرنا بھی ہے۔

مقامِ شکر ہے کہ خدا پر ایمان لانے کی جس قدر مراتب کہ ہوئی اگلی ضرورت اور ان کے خلاف کرنے سے کفر کے اعتقاد میں تمام اسلامی فرقے یک زبان ہیں اور اگرچہ جہل سے بعض اوقات غلبہ محبت اور فرط شوق سے اپنی عقائد کی نسبت کچھ مشرکانہ حرکات ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن اہل علم و دانش عموماً ان افعال کو شیع اور قابلِ نفرت سمجھتے ہیں اور اس لئے ایمان کی اس شق میں جو سب اعلیٰ اور ارفع ہے اسلامیوں میں کوئی اختلاف نہیں جس میں غور و تامل کی ضرورت ہو البتہ ایک مسئلہ وحدت وجود کا مسلمان میں دُائرہ جس نے انکو دو فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے اور اس بنا پر ہر فریق دوسرے کو کافر یا مشرک کہتا ہے اس لئے اس بارہ میں کسی قدر فکر کرنا ضروری ہے اور چونکہ خدا کو ماننے کے تمام مراتب معلوم ہو چکے ہیں اسلئے جس فریق کا اعتقاد اس بارہ میں مذکور بالا قاعدوں کے خلاف ثابت ہوگا۔ وہ یقیناً کافر ٹھہرے گا۔ اور اگر دونوں اس دائرہ کے اندر رہیں گے تو ایک کا دوسرے کو کافر کہنا غلط ہوگا۔

وحدت وجود کا اعتقاد جہاں تک عقل کام کر سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک فلسفی مسئلہ اور ایک موجد
اعتقاد کا مرکب ہے۔ اہل فلسفہ کا یہ قدیمی اعتقاد ہے کہ کوئی چیز عدم محض سے موجود یا موجود سے عدم محض نہیں ہو سکتی
اور یہ جو کچھ تغیرات عالم میں پائے جاتے ہیں ان میں ہر چیز کا ایک صورت سے دوسری صورت میں انتقال کرنا پہلی حالت
کا معدوم ہونا اور دوسری صورت میں انتقال کرنا پہلی حالت کا معدوم ہونا اور دوسری صورت کا موجود ہونا ہے
ورنہ حقیقی عدم وجود یا موت و ولادت کوئی چیز نہیں اس خیال کے اثر سے بعض حکما و قدیم اس عالم کی قدامت کے
قائل ہو گئے۔ کیونکہ انکی خیال میں اگر عالم حادث ہوتا تو اس کا محض عدم سے وجود میں آنا لازم آتا اور جن
لوگوں نے اس سے ذرا ترقی کی اور حدوث عالم کی قائل ہوئے انکے ذوق فریق ہو گئے۔ ایک جنکو نزدیک روح
کوئی چیز نہیں صرف مادہ کو قدیم ماننے لگی اور دوسرے جو روح کو بھی مانتے تھے مادہ اور روح دونوں کو ازلی
سمجھنے لگے۔ تا اس عالم کی اصل قائم ہوا اور نیستی سے ہست ہونا لازم نہ آئے۔ پہر جو خدا کو بھی مانتے تھے
وہ پہلی صورت میں خدا اور مادہ دو اور دوسری صورتیں خدا۔ مادہ اور روح تین چیزوں کی قدامت قائل
ہوئے یہاں تک کہ اس مسئلہ کو مانکر اہل حکمت نے جولان کیا پھر جب وحدت صانع کا مسئلہ تحقیق ہوا اور عقل
انسانی کی ترقی یا مذہب حق کی ہدایت نے ثابت کیا کہ خدا جیسا اپنی ذات میں یکتا ہے اپنی صفات میں بھی یکتا ہے اور
اسلئے جس طرح خالق اور قدار کے سوا کوئی اور نہیں قدیم اور ازلی بھی صرف ہی ایک ذات ہے تو جن لوگوں کے
دل پر عدم وجود کا فلسفی مسئلہ نقش ہو چکا تھا انکو مادہ اور روح کو حادث یا بنی کی صورت میں اس عالم کے
سر خم کی تلاش ہوئی اور یہ مسئلہ ایجاد کیا گیا کہ موجودات عالم جو کچھ نظر آتی ہیں کوئی اور چیز نہیں ہے جسکے واسطے
مادہ کی ضرورت ہو۔ بلکہ وہی ایک ذات ہے جو کبھی مطلق اور غیر جسمانی ہے اور کبھی مقید اور مجسم اور وہی ایک
موجود ہے جو رتبہ الملاق میں خالق اور صانع ہے اور درجہ تقید میں مخلوق اور مصنوع اور حالت اولی میں تمام احوال
کمال اور صفات جلال و جمال سے موصوف ہے اور حالت ثانیہ میں تمام لوازم احتیاج اور خواہں و محرومیاں و
متصف ہے اور اسلئے حالت اولیٰ موجود ہے جسکے سوا کوئی اور موجود نہیں اور حالت ثانیہ عبد جسکو اس معبود کے
سوا کسی اور کی عبادت جائز نہیں اور جب اس تشریح سے انکو قدیم اعتقاد میں یہ نقص نہ آیا اور توحید کا مسئلہ
بھی درست بیٹھ گیا تو اسکے استہدائیں چند آیات ہی تلاش کی گئیں جسکے معنی غیرت خالق و مخلوق کو
مان کر بھی ہو سکتے تھے۔ اور انکی اپنی اعتقاد کے موافق تفسیر کی گئی اور رفتہ رفتہ یہ ایک خاص اسلامی مسئلہ
قرار پایا بلکہ اپنی ہستی کے انکار اور محض وجود بانی کو اقرار کی وجہ سے اکثر اہل دل کو امیں تقدس اور

انابت کا جلوہ اعتقاد غیریت کی نسبت زیادہ نظر آیا۔ اور اہل باطن خدا کا ایک بڑا گروہ و نیز مریدانہ محبت و نظر کا ایک معتد بہ حصہ اس اعتقاد کا حامی ہو گیا۔ اور پھر ان لوگوں کی جولانی عقل اور روانی طبع نے اس مسئلہ کو وہ آب و تاب دی کہ اب بادی النظر میں انکی جولانی تقریروں اور درخشاں دلیلوں میں اسکی ہول موضوع یعنی مسئلہ عدم وجود کا شائبہ بھی نہیں معلوم ہوتا بلکہ بظاہر یہ عمارت مستقل ستونوں پر قائم دکھائی دیتی ہے چنانچہ انکی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ اگر خدا اور دیگر کائنات باہم غیر ہوں تو انکے درمیان ایک حذافل ہوگی جو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرے گی ورنہ انکا متحد ہونا لازم آئیگا اور بصورت حذافل ہونے کے ذات باری اس حد تک محدود ہوگی جو ایک نقص ہے اور شان الوہیت اس سے پاک ہے۔

لیکن یہی سوال خود انکی مقرر کردہ صورت پر یہی ہو سکتا ہے کیونکہ مطلق بحیثیت اطلاق اور مفہوم بحیثیت تقید باہم غیر ہیں۔ گو اس حیثیت سے قطع نظر باہم متحد ہوں پس اس درجہ اطلاق اور درجہ تقید میں بھی ایک حذافل ہوگی ورنہ مطلق کا مقید ہونا اور مقید کا مطلق ہونا لازم آئیگا۔ اور تفاوت درجہ ہوا انکے نزدیک مہم مہم و عبودیت ہے باطل ہو جائیگا۔ پس اس حذافل سے مطلق محدود ہو جائیگا۔ جو اسکی شان اطلاق اور حالت الوہیت و عبودیت کی منافی ہے تو غیریت جانی والو پر جس محدودیت کا الزام ہے وہ بھی غلط شان الوہیت ہوگی اور حق یہ ہے کہ جمالیات جو طول عرض و عمق سے متصف ہیں انکی باہم ذکر متصف ہونے سے تو ایک حذافل پیدا ہوتی ہے جو طول عرض وغیرہ کو محدود کرتی ہے اور ان ابعاد کی مقدار اور پیمائش پیدا ہوتی ہے اور یہ سب لازم احتیاج ہیں مگر جو ذات جسم سے پاک ہے نہ اس میں طول و عرض ہوگا اور نہ انکی تحدید مقدار و پیمائش پیدا کرے گی پس خالق و مخلوق کی غیریت سے وہ تحدید لازم نہیں آتی جو باعث نقص احتیاج ہو۔

اور انکی دوسری دلیل یا بالفاظ دیگر اعتراض جو معتقدین غیریت پر کیا جاتا ہے اور جو اس سالہ کر موضوع بحث سے خاص تعلق رکھتا ہے یہ ہے کہ فریق ثانی چونکہ خدا کے سوا دیگر کائنات کو بھی موجود مانتا ہے اسلئے وہ خدا کی صفت وجود میں انکو شریک کرتا ہے۔ اور شرک ٹھہرتا ہے۔

اور بیشک خدا کی کسی صفت کو دوسروں میں موجود سمجھنا شرک اور ناقابل مغفرت ہے مگر اس بارہ میں شرک تک پہنچانے والا اعتقاد جب ہی ہو سکتا ہے کہ مخلوق میں اس صفت کو ویسا ہی کامل و مکمل سمجھا جائے جس طرح وہ خدا میں مثلاً کسی کو دوسرے کو حال کا ایسا وقف سمجھا کہ وہ ہر وقت اسکی نظر میں ہیں اور ماضی اور تہیج ہر حال میں انکی دوزخہ ہوتا جاتا اور اطلاع رکھتا ہے تو چونکہ یہ صفت محض ذات باری کا ہے یہ اعتقاد شرک ہوگا۔

لیکن اگر کہا جائے کہ فلاں شخص کو فلاں حال سے اسکی اپنی اطلاع دینے یا جاننے والے کو اپنی آنکھوں دیکھنے کے سبب پوری واقفیت ہو تو اگرچہ یہ بھی اس صورت میں دوسرے کے حال کا دانا اور خیر ہے لیکن واقعہ میں اس علم کے ناقص ہونے اور ذرائع پر انحصار رکھنے کے سبب نہیں کہا جاسکتا کہ ایسے شخص کو خدا کے صفت علم میں شریک کیا گیا ہو اور قرآن میں ان صفات کمال کا جو خداوندی ہیں دوسری چیزیں غیروں پر بکثرت اطلاق ہوا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :-

أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ عَالِمٌ مَّعَ اللَّهِ قُلْ اللَّهُ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
بَرَهْمَا تَكْمَلَاتُ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
(پارہ نمبر ۲۰ - سورہ نمل - ع ۵)

بھلا کون ہے جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسی طرح کی مخلوقات بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور کون (ہو) جو تم کو آسمان و زمین سے روزی دیتا ہو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور جو (بھی) ہو۔ نہیں۔ (ای پیغمبران سے) کہو اگر (شرک کے دعویٰ پر)

یہاں صفت رزق کو اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا ہے اور یہ ایک جگہ فرمایا ہے :-

وَلَا تُؤْثِرُوا الْمَغْنَمَ وَالْمَالُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ اللَّهُ
لَكُمْ قِيَامًا وَاسْرُؤَ قُوَاهُمْ فِيهَا وَالْكَوْمُ مَحْشُورٌ
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ نساء)

اور مال جسکو خدا نے تمہاری لئے (ایک طرح کا) سہارا بنایا ہے ان ریتیموں کے حوالے نہ کرو جو کم عقل ہوں ان سے انکے کھانے پینے میں صرف کرو۔ اور انکو نرمی سے سمجھا دو۔

یہاں بتائی کے سرپرستوں کو انکا رازق کہا گیا ہے اور یہ یہی ہے کہ خدا اپنے پاس سے رزق دیتا ہے۔ اور یہ لوگ خدا کو دئے ہوئے رزق سے دوسروں کو حصہ دیتی ہیں اور اس کو محض نام میں شریک نہیں دیتی شریک نہیں بن سکتی اور یہی صورت وجود کی ہے کہ ذات باری سے وہ وجود خاص ہے جو بالذات ہے اور کسی کے فعل سے پیدا نہیں ہوا۔ اور دیگر مخلوق جو غیر الہیاتی ہے اگر یہ اعتقاد غلط ہو تب بھی انکی نزدیک اس وجود سے متصف ہے جو خدا تعالیٰ نے اسے بننا ہی پس اس وجود بالذات اور وجود بالغیر میں ایسی ہی مخالفت جیسی رازقیت بالذات اور رازقیت بالواسطہ میں ہے اسلئے جس طرح غیروں کو ایسا رازق مانو کسی شرک لازم نہیں آتا اسی طرح انکو ایسا موجود مانا بھی خلاف توحید نہ ہوگا۔ البتہ اگر کائنات کو رازق بالذات اور موجود معلوم ہو جائے تو شرک ہوگا مگر جو مسلمانین دکان نادان شخص بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا پس نہایت انکو شرک کہنا محض غلط ہے علیٰ ہذا وحدت وجود کو قائم کیا ہے غلط خیال رکھتے ہوں لیکن یہ ایک ایسی ہستی کو مانتے ہیں جو خالق بھی ہے اور رازق بھی ہے اور جو ایسی موجود ہے کہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں غرض اس تمام مقام کمال سے

جس طرح قرآن مجید میں دارد ہی متصف بابتی ہیں اور دیگر تمام کائنات کو کو اسی کا منظر جاننے میں لیکن مخلوق اور زیر فرمان اور تمام لوازم عجز و نیاز سی موصوف خیال کرتے ہیں اور کسی میں خدا جیسی کوئی صفت موجود نہیں سمجھتے اور یہی وہ مایہ ہیں جن پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس اس صورت میں انکو منکر خدا یا مدعی الوہیت غیر کہنا محض زبردستی اور سبب زوری ہے۔

بعض مخالفین وحدت وجود کو کئی کئی تفسیل کے سلسلہ میں حلول کا مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں اور یہ الزام دیکر کہ ایسے لوگ خدا کو حال اور اپنی تئیں اسکا محل جاننے میں کافر کہتے ہیں اور واقع میں اگر وہ خدا کو حلول کے قائل ہوتے تو چونکہ ذات باری مکان وغیرہ لوازم احتیاج سے پاک ہے وہ قطعاً کافر ٹھہرتے۔ لیکن حقیقت میں یہ الزام محض اتہام ہے کیونکہ حلول کیلئے حلول کر نیوالی اور حلول کر نیکی جگہ و چیزوں کا وجود ضروری ہے اور انکی نزدیکی اس ایک موجود کو سوا دوسری چیز کی جتنی ہی نہیں پس وہ کیونکر خیال کر سکتے ہیں کہ خدا نے انہیں حلول کیا۔

ایک اور قباحہ جو اس اعتقاد میں بیان کی جاتی ہے یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنی تئیں عین خدا جان کر تمام لوازم عبادت سے مستغنی ہو جاتے ہیں اور تمام مایہ عبادت کو ترک کر دیتے ہیں اور بیشک اس الزام کی وجہ بنا کسب قد موجود ہی ہے اور اس اعتقاد والے اکثر جہلا کو اطاعت احکام خدا و رسول سے بے پروا بلکہ اپنی پیشواؤں کی نسبت اکثر مشرک حرکات ظاہر کرتے دیکھا جاتا ہے۔ مگر انصاف سے غور کیا جائے تو یہ قصور خود ان جہلا اور انکے نادان اور بر خود غلط پیشواؤں کا ہے ورنہ حسب تصریح اللہ وحدت وجود اور حسب اہل مذہب ہذا کائنات کو تمام مراتب تقدیر میں اطاعت احکام شرعی سے غلصہ نہیں ہوتی۔ اور انسان کو نبوت اور رسالت کے درجہ تک پہنچنے کا انکے نزدیک عبادت سے نہیں نکلتا۔ اور دوسروں کو اسکی عبادت اور تعظیم جو شایان شان ایندی ہے کی تبلیغ جائز نہیں سمجھتے اور جہلا کا عینیت وجودی ترقی کر کے اپنی تئیں خدا کہنا ان کے اہل مذہب کے بالکل خلاف ہے اور سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا کہ کوئی شخص اپنی تئیں موجود ہی نہ سمجھے اور اپنی طرف کسی حالت وجود کی غلط کرنا گوارا بھی کرے اور پہلے تئیں ایسا موجود بھی سمجھے کہ خود خدا کہلائے۔

جہلا کی اس سلسلہ سے ایسے غلط نتیجہ تک پہنچنے کی مثال بعینہ یہ ہے کہ مذہب اسلام نے مسئلہ تقدیر کی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ انسان کا کوئی فعل اور دنیا کا کوئی واقعہ ایسا نہیں جسکا خدا کو ازل سے علم نہ ہو اور جو کچھ خدا کے علم میں ہے اسی طرح ظہور میں آتا ہے۔ خدا فرماتا ہے :-

اور دایہ غیر تمام عالمیں ہوا و قرآن کی کئی کئی ہے لوگو!

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا
إِذْ تُنْفَضُونَ فِيهِ وَمَا يَنْصُرُ عَنْ رَبِّكَ
مَنْ مِّنْقَالٍ ذَرَّةً فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُّبِينٍ ۝ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یونس - ص ۷)

بیکر شادی ہو اور لوگوں تم کوئی ساعل بھی کر رہی ہو تم (جہنم)
جب تم اس کام میں مشغول ہو تو ہو ٹکو دیکھو رہتے ہیں اور (ایسی بغیر)
تہا رو پر دو گاری ذرہ پر چیز بھی غائب نہیں ہو سکتی (ذہرین)
میں اور نہ آسمان میں اور درمے چھوٹی چیز ہو یا بڑی (سب)
کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھی ہوئی) ہے۔

آورد اقد میں اس مسئلہ کا ظاہر کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ اول تو خدا ہستی ہی ایسی ہونی چاہئے جسکے علم سے ایک ذرہ بھی باہر نہ ہو اور اگر اسکو کسی چیز کا علم نہ ہو یا اس کے علم کے خلاف واقع ہونا جائز ہو تو انہیں اور دنیا کی مجازی حکام میں کچھ فرق نہ ہوگا اور اسلئے وہ ذات احکام الحاکمین اور خیر الحاکمین کے لقب سے ملقب نہیں ہو سکتی پس ایسی سب سے بڑی صفت کمال کا نہ بیان کرنا ایک بڑا نقص تعلیم ہوتا اور دوسری جب انسان کو کسی امر میں ناکامی ہو اور کوئی تدبیر کا رگ نہ ہو تو اگر اکثر ایسا ہوتا تو اس وقت جو افسوس اور رنج اسکو لاحق ہوتا ہو وہ قابل برداشت نہ ہوتا اگر یہ اعتقاد اسے اطمینان نہ دیتا کہ انل سے خدا کی علم میں ایسا ہی تھا اور اس لئے ایسا ہونا ضروری اور ایسی ہی اس کے خلاف کوئی تدبیر کا رگ نہ ہو سکی مگر اب اکثر جہلاء اس اعتقاد کو جو ایسی صہول پر مبنی تھا اسکو یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اس بنا پر نیک کا مونہ کی کوشش کرنی اور انکی لئے تکلیف اٹھانی محض بے سود ہے۔ کیونکہ نیک بد جو ہونا ہے وہ ہو کر رہیگا نہ ہماری کوشش شدنی کو ناشدنی کر سکتی ہے اور ناشدنی کو شدنی۔ بلکہ اکثر اسی بہانے سے اپنے تئیں اطاعت شریعت سے نکال لیتی ہیں اور قبائح میں منہمک رہتے ہیں حالانکہ مال کار سے نادان وغیرہ سے بیخبر انسان کا باوجود اس تمام سامان سعی و کوشش کے جو اسکے اندر اور باہر قدرت نے ہمیا کر دیا ہے اور باوجود اس عقل و ادراک کے جو اسے نیک و بد میں تمیز کرنے اور بھلائی کی ترغیب دینے کے لئے بخشی گئی ہے اور نیز باوجود اس متواتر ہدایت کے جو مذاہب حق کے ذریعہ سے نیک و بد ظاہر کرنے کے لئے عمل لائی گئی ہے صرف اس ایک خیال سے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا محض جہالت اور نادانی ہے پس جہلاء کا کسی قاعدے سے غلط نتیجہ نکالنا اس قاعدے کی غلط ہونیکا ثبوت ہے تو معاذ اللہ جہلاء کی اس دیر سے مسئلہ تقدیر غلط ٹھہر رہے اور اگر یہاں ایسی غلطی کو خود انہی کی سمجھ کا قعود کہا جاسکتا ہے تو مسئلہ وجود و عدم کو خدا بنجار والے بھی خود ہی اس تصور کو ذرا سوچو گئے اہل مسئلہ۔ البتہ یہ کہہ میں خدا تا مل نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ اس مسئلہ سے ایسے غلط نتیجہ تک پہنچے ہیں اور اپنی تئیں یا اپنی پیشواؤں کو خدا یا خدا کی طرح حاضر ناظر اور

تصدیق رسول کیلئے حسب ارشاد خداوندی چند ارکان ہیں۔ اول یہ کہ تمام انبیاء پر ایمان ہو پس اگر کوئی کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ لائے گا اور اسکو سچا اور برحق نہ مانے گا وہ کافر ہوگا کیونکہ خدا فرماتا ہے:—

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالْبَنُونَ
مِنْ رَبِّهِمْ لَا تَفَرِّقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ
لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٠﴾ (پاره نمبر ۳- سورہ آل عمران ۱۳۰)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يُفْرِغُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُوا
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْمَكْرُوهُونَ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
مُّهِينًا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفْرِغُوا
بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ ۖ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يَوْمِيهِمْ أُجْرُهُمْ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ رَابِعُهُ عَشْرُونَ سُوْرَةُ نَارِ ۝

پہلی آیت میں صرف حکم دیا گیا ہے کہ سب رسولوں کو مانو اور دوسری آیت میں تعریف کر دی گئی ہے کہ جو لوگ کسی ایک

ہی نہیں مانتی وہ کافر مطلق ہیں بلکہ اس ایک کونہ ماننا خود خدا کونہ ماننا ہے۔

مگر خود قرآن میں ہی آیا ہے کہ بعض رسولوں کا ہم ہی ذکر نہیں کیا گیا۔ ارشاد ہے:-

اور ہم نے تمہیں پہلے (بھی کہتی) رسول بھیج دیے (سو) انہیں سے (بعض) ایسے میں جنکو حالاً ہم نے تمکو سنائے (اور بعض) ایسے میں جنکے حالات ہم نے تمکو نہیں سنائے۔	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِّنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (پارہ نمبر ۲۴- سورہ مؤمن - ع ۸)
---	---

پس ان سب پر تفصیل ایمان لانا محال ہے۔ بلکہ ارشاد ہے:-

فی الواقعہ ہمیں نے تمکو خوشنودی خدا کی (خوشخبری بخیر و الا اور عذاب خدا سی) ڈرانے والا دینا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں (دہوئی) کہ اس میں کوئی فرشتہ والا نہ گذرا ہو۔	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (پارہ نمبر ۲۲- سورہ فاطر - ع ۳)
--	---

اور ظاہر ہے کہ ان بیشمار انبیاء کے نام سے بھی ہم واقف نہیں ہیں جو ہر قوم میں مبعوث ہوئے ہیں۔ مگر فرود آہر ایک پر ایمان لائیں۔ اسلئے آیت سابقہ ذکر میں چند انبیاء کے نام بیان کر نیکے بعد بالاجمال وَالنَّبِيُّونَ مِّنْ رَبِّهِمْ فرمایا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک نبی کو نام بنام ماننا ضرور نہیں بلکہ جنکی تبلیغ ہم تک پہنچی ہے انکے سوا اور سب پر بالاجمال ایمان لانا کافی ہے۔

دویم۔ یہ کہ انبیاء کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی اور استہزاء نہ کرو اور جو ایسا ارتکاب کریگا وہ انبیاء پر ایمان لانے والوں میں شمار نہ ہوگا۔ اور کافر قرار پائیگا۔ کیونکہ بے ادبی اور استہزاء اسی شخصیت ہوا کرتا ہے جسے بزرگ اور قابل تعظیم نہ سمجھا جاتا اور انبیاء علیہم السلام بنی آدم کا وہ گروہ ہے جسے خدا نے اپنی مخلقت اور قرب کے لحاظ سے تمام انسانوں میں سے انتخاب کیا ہے اور اپنی حضور و خطاب کا شرف بخشا ہے اور تمام مروجہ عبادی اور اخلاقی ترقیوں کے راز اور نجات اور وصال ربانی کے اسرار کو مطلع کیا ہے۔ اور پینچا مبری اور ہدایت کا منصب دیکر دنیا کو جہالت اور ضلالت سے نکالتی کیوں کیوں مبعوث فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

پیچہ درجہ ہو رہی ہے (انہیں سے بعض کو بعض پر بدتر ہے) انہیں سے کوئی تو ایسے میں جنکو ساتھ (دعوت) دینے کا کام کیا۔ (اور بعض کے درجہ (اور طرحیں) بلند کئی۔	تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (پارہ نمبر ۳۰- سورہ بقرہ - ع ۲۳)
---	--

بلکہ نوع انسانی کو جو شرف دیکھو مخلوقات پر حال ہی اسکا سب سے پہلا سبب بعض انسانوں کو نبی ہونے کو

قرار دیا ہے اور فرمایا ہے:-

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَ لَكُم مَّلُوكًا وَأَنَا لَكُم مِّنَ الْغَالِينَ - (پارہ نمبر ۷ - سورہ مائدہ ص ۴۷)

اور اسی پیغمبر نبی اسرائیل کو ایک اقدیم بھی یاد دلاؤ گی جس نے اپنے قوم سے کہا کہ بہاؤ اس نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو کہ اسی تم میں بہتری، پیغمبر خدائے اور مملوکاؤں (ہم) بنایا اور مملوکہ نہ تھیں جو دنیا جہاں کے لوگوں سے کسی نہیں ہیں۔

پس ایسے برگزیدگان بارگاہ صمیمیت کی شان میں بے ادبی اور استہزا ہی شخص کر گیا جو انکو اس شان اور منصب نہ سمجھے گا۔ اور اس کی یقیناً کافر ہوگا۔ اور اس مضمون کو قرآن میں کئی جگہ ادا کیا ہے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے:-

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤَدُّونَ آلَ ابْنِ مَرْيَمَ إِذْ هِيَ ذَاكِرَةٌ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ مَلَكًا وَلَئِنَّ يَوْمَئِذٍ فَاعِلِينَ إِلَّا ظَنًّا - (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ ص ۸)

اور ان (منافقوں) میں سے بعض ایسے ہی ہیں جو پیغمبر کو یاد دیتے ہیں کہ یہ شخص ان کا بڑا کچا ہے، ہوا پیغمبر ان کو اس کہو کہ کان کا کچا ہے تو اس کا کان کچا نہ تھا، یہی بہتر کچا دیکھو ہے۔ وہ اس کا یقین رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا بھی اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ان کے گھر میں رہتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول (ایذا دیتے ہیں ان کو) قیامت کے دن عذاب دردناک پہنچا ہے۔

یہاں سب سے بڑی بے ادبی یعنی ایذا رسانی کا ذکر ہے اور ایذا دینے والوں کے لیے عذاب الیم کا وعید ہے اور ایک اور جگہ ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ - (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد ص ۲۶)

مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ پہنچو وہ اور ان کے ساتھ بہت زور سوات کر دیتے تم ایک دوسرے کے پیچھے زور سے بولا کرتے ہو کہ میں سامنے ہو کہ تمہارا کیا کرنا اس بات ہو جاتا اور تم کو خبر ہی نہ ہو۔

یہاں سب سے کم دیج کی بے ادبی یعنی صرف انکی خدمت میں بلند آواز سے بولنے کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے تمہارا تمام اعمال باطل ہو جائیں گے اور یہ سزا یعنی تمام اعمال خیر کا ثواب نہ ملنا ہی ہے جو عباد موقرین کفر اور شرک کے لئے تجویز ہوئی ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

<p>یہی اللہ کی رہنمائی اپنے بندوں میں ہی جسکو چاہی اس طرح کی ہدایت دی اور اگر یہ (غیر) شرک کئی ہوتے تو انکا (رسالہ) کیا دہرا ان ہی ضائع ہو جاتا۔</p>	<p>ذَٰلِكَ هُدًى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِّنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پارہ نمبر ۱ سورہ انفارم ۱۰۱)</p>
<p>یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پروردگار کی آیتوں کو اور (قیامت کے دن) اُسکے حضور میں حاضر ہو نیکو نہ مانا تو اُنکے عمل اکارت ہو گئے تو قیامت کے دن ہم ان کی نیک اعمال کا (دتی برابر) وزن دہی حساب میں، قائم نہ</p>	<p>أَوَلَمْ يَأْتِ الْذِّينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاءِ رَبِّهِمْ فُجُورًا أَعْمَاءُ لَهُمْ فَلَ تَقِيمَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرِثَاءُ (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ۱۷)</p>
<p>اور اسکے علاوہ مختلف موقعوں پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعلمین کی نسبت آداب و قواعد کی تعلیم بکثرت ہے۔ اور استہزاء کی نسبت ارشاد ہے :-</p>	
<p>اور اسی غیر تم سے پہلے بھی غیر کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو ہم نے (چند روز) منکوں کو ہلکتی دی۔ بہرہ آخر کار انکو دہرے لڑا تو تمہی دیکھا کہ ہماری سزا کیسی دھت ہے۔</p>	<p>وَلَقَدْ أَشْهَرْتُم بِلِسْلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمَلَيْتُ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَخْلَدْنَاهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۙ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد ۱۴)</p>
<p>اور فرمایا ہے :-</p>	
<p>بندوں کے حال پر (دہی بڑا ہی) افسوس ہے۔ کبھی انکی پاس کوئی رسول نہیں آیا۔ جسکی انہوں نے ہنسی اڑوائی ہو۔</p>	<p>يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا يَسْتَهْزِئُونَ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ یونس ۱۱)</p>
<p>اور نیز بہت سی جگہ احکام خدا اور فرما میں رسول غرض تمام امور شریعت کی نسبت استہزاء کو کفر اور عذاب عذاب ابدی کہا گیا ہے مثلاً ارشاد ہے :-</p>	
<p>یہ جنم ان کی اس بدکرداری کا بدلہ ہو کہ انہوں نے کفر کیا ہمارے آیتوں اور ہماری پیغمبروں کی ہنسی بنائی۔</p>	<p>ذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن كَفَرَ أَنَّهُمْ فُتِنُوا وَآخِذُوا بِالْآيَاتِ دُرُسًا ۚ وَهُرُوا (پارہ نمبر ۱۰ سورہ یونس ۱۱)</p>
<p>یہ اسکی سزا ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کی ہنسی بنائی اور دنیا کی زندگی نے نیکو ہو کے میں لڑکھا۔ غرض کچ نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکلے جائیں گے اور نہ انکو مہلت دیا جائیگا کہ (قرہ و تنفعا دی) خدا کو رہنا مہلک لیں۔</p>	<p>أَوَلَمْ يَأْتِ الْكَافِرِينَ الْبُيُوتُ لِيُؤْخَذُوا فَكَفَرُوا بِهَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۙ (پارہ نمبر ۲ - سورہ جاثیہ ۲۵)</p>

سوئم۔ یہ کہ نبی کو ہدایت کے متعلق ہر قول و فعل میں معصوم اور اس کے ہر فرمان کو واجب العمل سمجھو پس اگر نبی کی کسی ایک بات کو بھی غلط یا کذب جانیگا یا اسکو واجب العمل سمجھے گا تو مومن نہ ہوگا۔ اور ہدایت کے متعلق اسلئے کہا گیا ہے کہ رسول کی شان میں خدا فرماتا ہے:-

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَوْكِبِ وَاحِدٌ (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - ۱۱۲)

راہی پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میں (نبی) تم جیسا ایک بشر ہی ہوں (مجھ میں تم میں صرف اتنا فرق ہے کہ میری پاس (خدا کی طرف سے) وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی الیلا) ایک معبود ہے۔

یہاں رسول کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ محض ایک انسان ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ اسکو خدا نے ایمان و ہدایت کے متعلق رازوں سے مطلع کیا ہے اور دوسروں کو نہیں کیا۔ اور ایک اور جگہ اپنی تمیں تکلیف میں ڈالنا اور عواقب امور سے فافل ہونا انسانی خاصہ کہا ہے اور فرمایا ہے:-

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ احزاب - ۹۷)

ہم نے ذمہ داری کو (جہاں انسان پر ہے) آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا اور یہ (وجہ انیر لانا چاہا) تو انہوں نے (وہاں) حال (کو) اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور وحی دیکھ کر انکار کیا اسکو اٹھالیا اسلئے کہ (وہ بے خبر تھے) بڑا ہی ظالم اور بے ہوش تھا۔

ان دونوں مقدمات کے ملنے سے یعنی یہ کہ رسول انسان ہے اور انسان نادان مخلوق ہے یہ نتیجہ نکلا کہ نبی میں بھی یہ خاصہ ہے مگر اور آیتوں سے آگے جاکر معلوم ہوگا کہ نبی بسبب نجات کا پورا ماہر ہوتا ہے پس اس جہارت کو نکال کر باقی امور دنیوی رہجاتے ہیں جن کے متعلق رسول میں انسانی خاصہ پایا جاسکے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ رسول کا امور دنیوی ہیں پورا ماہر ہونا ضرور نہیں۔ لہذا ایسے معاملات میں اسکی تعمیل ارشاد بھی واجب نہیں اور ایسی مضمون کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ہے اور فرمایا ہے:-

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُنَايَ فَانْفُتُوا إِنَّا بَشَرٌ (رواہ مسلم)

میں ایک انسان ہوں جب تمہیں دین کے متعلق کوئی حکم دے دوں تو اسکی تعمیل کرو اور جب کوئی بات اپنی رائے سے بتاؤں تو میں صرف انسان ہوں۔

اسلئے یہاں امور ہدایت کی قید لگائی گئی۔ اور یہ مسئلہ یعنی نبی کا ہر فرمان میں صادق اور واجب العمل ہونا قرآن و مختلف سیرالوک میں بظاہر کیا ہے

کہیں نبی کی شان میں فرمایا ہو کہ وہ خائن نہیں ہوتا اور امور ہدایت اور نکات حکمت کا پورا ماہر اور لوگوں کو اسکی تعلیم دینے والا ہوتا ہے ارشاد ہے :-

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغْلِبَ يَدَ اللَّهِ يَأْتِ بِالْبَاطِلِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَوَلَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ
(پارہ نمبر ۴ - سورہ آل عمران - ع ۱۷)

کما ارسنا دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کیلئے علیکم
ایاتنا ویزککم وعلیکم اکتب الحکمۃ
وعلیکم مالہ لکوا لعلونہ
(پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۱۸)

پس جو شخص نبی کے کسی فرمودہ کو غلط کہتا ہے وہ دوسرے لفظوں میں اقرار کرتا ہے کہ ہمارا وہ نبی
وہ نبی نے ظاہر نہیں کیا حالانکہ یہ خیانت ہے یا امور ہدایت سے ناواقفیت اور خائن یا طرق ہدایت سے جاہل نبی
ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ پس گویا وہ اس کی نبوت اور ہدایت سے انکار کرتا ہے اور کہیں خدا کی اطاعت اور رسول
کی اطاعت دونوں کا حکم ہو اور اس سے انکار کرنا پر بطلان اعمال یا کفر کا فتویٰ ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
ذَلِكُمْ تَقْلِبُونَ
(سورہ محمد ع ۳)

إِنَّ الَّذِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَسْتَوِ
كُتِبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتِ
بَيِّنَاتٍ وَاللَّكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ
(پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ع ۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ
مسلمانو! اللہ کا حکم پر چلو اور رسول کے حکم پر چلو اور رسول
سے صاحب حکومت ہیں (انکا ہی) پیرو گسی امر میں (اذا)
حاکم مت) آپس میں جھگڑا نہ کرو تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو

<p>بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (پارہ نمبر ۷ - سورہ فَا - ۸۷)</p>	<p>کہ اس امر میں امداد اور اسکی رسول کے حکم کی طرف رجوع کر لیں یہ دہشتناک حق ہیں بہترین اور نیک کر اعتبار بھی یہی طبعیت بہت چھائی۔</p>
<p>وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فِرْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۚ إِنِّي قُلْتُ لَهُمْ مَرَّةً أُخْرَىٰ أَمَا يَتَفَكَّرُونَ ۚ إِنَّ يُخَفِّفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّا كَانُوهُ الْوَمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ فور - ۷۶-۷۷)</p>	<p>اور رد و دل لوگ کہتے ہیں کہ ہم امداد پر اور نیز رسول پر ایمان لے گئے اور خدا و رسول کا حکم مانا بہر اسکے بعد انہیں کا ایمان حق خدا و رسول حکم سے روگردانی کرتے رہے اور وہ دوسرے مسلمان ہی نہیں اور جب انکو خدا اور اسکی رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں ان کے باہمی جھگڑے کا حکم دے تو ان میں سے ایک فریق گریز کرتا رہے اور اگر حق انکے ہوتو وہ بے تامل کان مان بائی رسول کی طرف رد و دل آتے ہیں کیا انکو دلیلیں دینی یا انی کا) مرض ہی یا تنکس ہی ہر حال میں بائے دینے میں کہیں امداد اور اسکا رسول انکی حق تلفی نہ کرے خدا و رسول تو ایسے کون ہونگے۔ بلکہ آپ (سب پر حکم) و انعام ہیں مسلمانوں کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب خدا اور اسکی رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں انکی باہمی جھگڑے کا حکم دے تو ان میں سے ایک فریق گریز کرتا رہے کہہ دیتے ہیں ہم تو طلبی حکم سنا اور خدا و رسول کا حکم مانا اور یہی لوگ آخرت میں) فلاح پائیں گے۔</p>
<p>اور کہیں صرف رسول کی تعمیل و نفاذ کا ذکر ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پارہ نمبر ۷ - سورہ فَا - ۷۷-۷۸)</p>	<p>در اسکے نہ ہونے پر کفر کا حکم ہی چنانچہ فرمایا ہے۔ پس ایسی بغیر تہا رہی) پروردگار کی قسم جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے کسی طرح دلیکری ہی ہوں بلکہ وہ دجاس سے سکوت قبول کر لیں دعویٰ جب تک یہ سب کچھ ذکر میں جب تک انکو ایمان ہو دیکھ) بہرینہ</p>
<p>وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۚ وَسَاءُ مَصِيرًا ۚ</p>	<p>اور جو شخص راہ رہمت کے ظاہر ہوئی پہنچے پیغمبر سے نہ کشتہ نہ اور نہ انوکھے رستہ کو سوا (دوسری رستی) پہنچے تو جو رستہ ہونی اختیار کر لیں ہم انکو اسی رستہ چلنے جائینگے اور (خوگان) کو جہنم (لے جا)</p>

قَالَ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوْنِي
 يُحِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
 وَاللَّهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اطِيعُوا اللَّهَ
 وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
 الْكَافِرِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ۳۱)

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ
تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ خَفِضْكَ ۖ

(پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۱)

مذکورہ بالا آیتوں سے اگرچہ بوضاحت ثابت ہو گیا کہ رسول کے احکام کی اطاعت اور تصدیق
بہیسی ہی ضروری ہے جیسی خدا کے احکام کی کیونکہ وہ ہی اصل میں خدا ہی کے احکام میں لیکن بعض لوگ جو صرف ان
کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور احادیث کی چنداں پرواہ نہیں کرتے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں احکام رسول سے
دہی احکام مراد ہیں جو اسکے واسطہ سے خدا نے قرآن میں نازل کئے ہیں کیونکہ انکو رسول کی زبان سے سننے
کے سبب رسول کے احکام بھی کہہ سکتی ہیں پہلی اس بارہ میں انکو خیال کی تردید کیواسطے سب سے قوی استدلال
اس آیت سے ہو سکتا ہے۔ جہاں فرمایا ہے :-

[illegible]

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَلَا تَجْعَلُوا أَعْيَادَ الرَّسُولِ يَوْمَ كُنْتُمْ تُبْعَثُونَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ عَلِمَ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لَإِذَا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ :

(پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ع ۹)

طلب کیا کریں تو انہیں سوچو کہ وہاں جو جائیگی اجازت دیا کرو اور خدا کی جانب سے ان کی لئے مغفرت کی دعا بھی کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمان واجب) پیغمبر تمہیں بلائیں تو ان کی ملائیکو آپ میں معمولی بلانا، نہ سمجھو جیسا تم میں ایک ایک ایک بلایا کرتا ہے اس دن لوگوں کو خوب جانا ہی جو تم میں سے کچھ پر پیغمبر کی مجلس سے بڑا جانتے تھے جاتی ہیں تو جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں ان کو اس (بات) سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں، ان پر کوئی آفت (دن) ان پر پڑے یا پھر (کوئی اور) عذاب دردناک (دن) نازل ہو۔

یہاں خدا نے لوگوں کو اذن دینا یا نینا دہی پر موقوف نہیں رکھا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور یہاں لوگوں کے لئے جو آپ سے اجازت مانگیں آپ کی اپنی مرضی کے دیکھ ہوئے حکم کو ماننا ضروری گردانا ہے اور کہا ہے کہ مسلمان ہی وہ ہونگے جو آپ کی اجازت بغیر کوئی حرکت کریں نہ جو آپ کے حکم کی مخالفت کریں نہ کسی بلایا عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ پس اس دعوئے کے لئے اس سے زیادہ واضح دلیل کوئی ہو سکتی ہے کہ علاوہ احکام قرآنی کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی احکام ہی ہم لوگوں کے لئے ایسے واجب العمل ہیں کہ ان کو انکار سے ہم مسلمان نہیں ہو سکتے۔

مگر یہ ضروری ہے کہ جو بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بیان کی جائے اس کی نسبت یقین ہونا چاہئے کہ بیشک یہ رسول اللہ کا فرمان ہے اور اسی مطلب کو ظاہر کرنے کیواسطہ خدا نے مخالفت رسول میں مایات کے یقیناً ثابت ہو سکی قید لگائی ہے اور فرمایا ہے :-

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَهُ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۚ (پارہ نمبر - سورہ نساء - ع ۸۱)

اور جو شخص اہرست کو ظاہر ہوئی پیچھے رسول کو کنارہ کشا ہو اور ملامت کرتے کہ سو (کسی دوسری سمت) ہو تو جو بدست اس نے اختیار کر لیا ہے ہم اس کو اسی سمت چلائے جائیں گے۔ اور اس کو جہنم میں لے جا، داخل کیگو اور وہ نہ بہت ہی بڑی جگہ ہو۔

پس اگر کوئی شخص کسی قول کو یقیناً فرمودہ رسول سمجھتا ہے اور پھر اسے غلط کہتا ہے تو جو کہ بدست ثابت ہو چکی شخص کو فرما اسے کہ اب اس قول کو نہ ماننا خود قائل یعنی رسول کو نہ ماننا ہے لیکن اگر کسی نزدیک کسی جہت سے

وہ قول قول رسول ہی نہیں۔ یا قول رسول ہونے میں شک ہو اور اس نے حتی الوسع ٹھنڈے دل سے اس بارہ میں غور کیا ہو اور اس نتیجہ تک پہنچا ہو تو اس صورت میں اس قول کا انکار رسول کا انکار نہیں ہو تا وہ کافر قرار پائی۔ بلکہ ان لوگوں کا انکار ہو اس قول کو رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ جب ایک شخص علیٰ کتبہ ہو کہ فلاں شخص نے ایسا کہا یا حکم دیا ہو تو اس وقت اس کے دودھ دے دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اس کا فرمان ہو اور دوسرا یہ کہ میں اس روایت میں سچا ہوں۔ پس جو شخص اس قول کا انکار کرتا ہو اسکی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں اس کے حکم کو نہیں مانتا۔ اور دوسرے یہ کہ قول یعنی روایت کرنے والا غلط کہتا ہو۔ پہلی صورت میں بیشک صاحب فرمان کی مخالفت ہو۔ مگر دوسری صورت میں اسکی مخالفت نہیں بلکہ ناقل کی نسبت بذلتی ہو۔

پس نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں کو انکے بخت بیدار نے محبت رسول اور تقبل آستانہ رسالت کا شرف بخشا تھا انہوں نے جو کلمہ رسول کی زبان مبارک سے سنا اسکو حق اور صدق ماننا ان کے لئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا قرآن کو۔ کیونکہ اس صورت میں شک کی کسی طرح گنجائش نہیں۔ لیکن جو اس سعادت سے محروم رہے اور رسول کی بابرکت آواز انکے کانوں تک نہ پہنچی انکو ان اقوال پر جو حدیث کے نام سے رسول اللہ کی نسبت منسوب کی جاتے ہیں ایمان لانا حسب دلائل آیت مذکورہ اسوقت ضروری ہے جبکہ انہیں یقین ہو جائے کہ بیشک یہ رسول اللہ کا فرمان ہو اور خصصاً اس حال میں کہ امتداد زمانہ کے سبب بہت سے گستاخوں کو اپنے مطلب کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے مشہور ہو گئیں جو بات ہوتی رہی ہو۔ اور جیسا کہ امام مسلم صاحب صحیح مسلم میں فرماتے ہیں اکثر صلیاء اور خوش اعتقاد بزرگوں نے اپنے حسن ظن سے ایسے سیاہ کاروں کی وضعی حدیثوں کو اپنے معتقدین میں شہرت دیدی ہو اور اسی لئے اکثر فن نے خدا انکی سعی کو مشکور کیے اس تحقیق کی واسطے بہت سی روایت اور دلائل کے قائل منضبط فرمائے۔ اور جن اقوال کا وضعی ہونا انہیں ثابت ہو گا انکو بڑی بڑی ضخیم کتابوں میں لکھ کر باقی احادیث کے لئے جو ان کے نزدیک صحیح قرار پائیں مختلف مراتب متواتر مشہور اور غیر واحد وغیرہ ناموں سے مقرر کئے اور ان سب میں سے صرف متواتر کو یقینی طور پر فرمودہ رسول سمجھا اور اس کے انکار کو مستلزم کفر مانا۔ اور دیگر تمام اقسام حدیث جیسے کہ مشہور اور غیر واحد صحیح کی نسبت بھی تسلیم کیا کہ انکی نسبت رسول اللہ کی جانب ظنی ہو اور اسلئے انکا انکار کفر کو نہیں پہنچاتا بلکہ حضرت امام مالکؒ خبر واحد کو قیاس مجتہد سے ہی کمتر سمجھتے ہیں اور اس لئے اگر خبر واحد قیاس کے خلاف ہو تو اسکو رو کرنا انکے نزدیک ضروری ہے۔

اور فی الواقع نقلیات اور اخبار کی تصدیق و تکذیب سے عقل انسانی بالکل عاجز ہو اور انکی نسبت میں جب ہی ہوتا ہے کہ جس شخص کی طرف وہ نقل منسوب ہوا اسکے زمانے سے لیکر منقول الیہ کے وقت تک ہر زمانے میں ایسی تعداد کثیر اسکو بیان کرتی آئے کہ ان سبکی غلط بات پر اتفاق کر لینا عقل باور نہ کر سکے اور محدودے چند کے بیان کرنے سے گو گمان غالباً و ظن ہوتا ہی مگر اس خبر پر یقین نہیں آتا۔

متقدمین کی اس تصریح اور آیت مذکورہ کی قید کو پیش نظر رکھنے سے وہ تمام مباحث فیصل ہو جاتے ہیں جن میں ان دونوں اکثر علماء اسلام کسی ایسی حدیث کی مخالفت پر کفر کا فتویٰ دیدی ہیں جسکو وہ یقینی سمجھتے ہیں لیکن مخالف اسے حدیث ہی نہیں مانتا اور واقع میں بھی وہ حدیث خبر واحد ہوتی ہی یا زیادہ سے زیادہ مشہور کیونکہ احادیث متواترہ کی تعداد بعض کے نزدیک تو ایک سو دو نہیں ہوتی اور بعض جو بہت خوش کرتے ہیں وہ بھی ایک دہائی تک نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر متواتر کی تعداد زیادہ مان لی جائے جسکا ثبوت انصاف کو دوسرے بہت مشکل ہوگا تو بھی جن احادیث کو وہ خود یا نہ خبر واحد یا مشہور سمجھتی ہیں انکو منکر کو کا فر نہیں کہے جو باوازلہ بلند کہتا ہو کہ میں قول رسول سے انکار نہیں کرتا مگر اس قول کے قول رسول ہونے میں شک رکھتا ہوں یا یقیناً اسے قول رسول نہیں سمجھتا اور اس لٹی نہیں مانتا اور واقع میں وہ اسوقت تصور دار ہے تو اس امر کا کہ رواۃ حدیث یا انکی روایت کو تسلیم کرنے والے مصنفین صحاح و سنن وغیرہ یا انکی حمایت کر نیوالوں کہ رسول اللہ کی طرف اس قول کو منسوب سمجھنے میں خطا کا رادر فریب خود سمجھتا ہی اور گو وہ ایسا خیال کر نہیں خود غلطی پر ہو۔ لیکن رسول کے سوا کسی اور کو خطا کار یا فریب خورد سمجھنا کفر کی تعریف میں غل نہیں ہے۔

ایمان بالکتاب

کسی کلام کو کلام خدا سمجھنا اور اس پر ایمان لانا جب ہی ثابت ہو سکتا ہو کہ اسکے ہر حصے ہر جملے اور ہر لفظ کو حق اور صدق سمجھے۔ اور اگر کسی ایک فقری یا لفظ کو بھی غلط سمجھے گا تو کتاب پر ایمان لانے والوں میں شمار نہ ہوگا کیونکہ اس فقری کو غلط سمجھنا اسکے کلام الہی ہونے سے انکار کرنا ہی اور اس صورت میں اس کتاب کو کلام خدا سمجھنا غلط ہوگا بلکہ کلام الہی اور دیگر غلط کاروں کی کلام کا مجموعہ سمجھا گیا حالانکہ پہلے محض کلام ہی سمجھنے کا دعویٰ تھا اور اس استدلال کی نوعیت اگرچہ کلام خدا پر ایمان لانا کا حکم بعینہ اسکی تمام اجزاء اور حصوں کو برحق ماننے کا حکم ہی مگر خداوند کریم نے اس حکم کی تصریح ہی کر دی ہو اور ایک جگہ تمام کتاب کو خدا کی طرف سے

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ
تُحْكَمُ مِنْهُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأَحْرَمَتُهَا
فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا
تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ
تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالْغَاثِ
الضَّخْخِ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ
مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ٥

(يَا رُفَعَاءُ نَبْرَسَ - سورۃ آل عمران ۱۸۴)

وَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمْ فَهُمْ أَكْفَرُونَ ۖ (پارہ نمبر ۶۔ سورہ مائدہ ص ۷)

اور جو خدا کی آٹا ری ہوئی (کتاب) کے موافق حکم نہ دے تو یہی لوگ کافر ہیں۔

لَمَّا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْسِمُونَ أَنْتُمْ كَذِبُونَ
 نَزَّلْنَا بِكُم مِّنْ دُونِهَا نَارًا مُّزْجَةً لِّغُلَامٍ
 عَلَيْهَا بِلَابُ الْقَوْمِ وَالْعِذَابِ وَإِن يَأْتِ
 أَهْلَ مَدْيَنَ فَجَادُوا وَهُمْ وَهُمْ عَلَيْكُمْ
 أَخْرَجَهُمْ أَفْئُومُونَ بَعْضُ الْكُفَّارِ
 تَكْفُرُ بَعْضُهُمْ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلْ ذَلِكَ
 مِّنْكُمْ إِلَّا آخِرَةُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ
 يُرَدُّونَ إِلَى أشدِّ الْعَذَابِ هُوَ اللَّهُ بِمَا فَعَلَ
 عَمَلُهُم تَعَالَى (پارہ نمبر سورہ بقرہ - ح ۱۰)

پیغمبر ہی تم ہو کہ اپنوں کو مارتے اور نیز اپنوں میں کچھ لوگوں کی
 میں نازل ہو اور برستی ایک سو کروڑ کا ہنگامہ انکو کچھ شہر میں بھیجنا
 دیتی ہو اور وہی لوگ اگر کہیں قیدیہ کر تہا ری پاس نہ آجائی
 آئیں تو تم جی پر ہر ایک کو چڑھائیے ہو مالا نکہ درسی انکا حال دنیا
 شکوہ نہ تھا تو کیا کتاب الہی کی بعض باتوں کو تم ہو اور بعض کو نہیں
 تو جو لوگ تم میں ایسا کریں سکی سوا انکا اور کیا بدلا ہو سکتا ہے دنیا
 کی زندگی میں (راکھی) رسوائی ہو اور (آخر کار) قیامت کے دن شر
 ہی سخت عذاب کی طرف لوٹا دئی جائیں گے۔ (اور جو کچھ بھی تم
 لوگ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔

اور کسی وہ مہول بوجھ سے حرام کو حلال سمجھنے والا اور حلال کو حرام جاننے والا کا فرق کیا کیونکہ جب تک علم خدا

یا ارشاد رسول سے کسی چیز کی حلت یا حرمت بالیقین ثابت ہوگئی تو پھر اس کے خلاف اعتقاد رکھنا اس حکم خدا یا فرمودہ رسول سے انکار کرنا ہی اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں اور خدا نے یہ مسئلہ کئی جگہ بیان فرمایا ہے تحریم حلال کی نسبت ارشاد ہے :-

وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ أَمْوَالِ اللَّهِ فَإِنَّ هَٰذَا هِيَ الْفِتْنَةُ الَّتِي كُنْتُمْ تُبْغُونَ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِلَّ مِنْ رَبِّهِ فَمِنْ حَسَنَاتٍ ۚ وَمَنْ يَتْلُكْ حِلَّ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۚ (سورہ نحل ۵)

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم ہی اسکو سوا کسی اور چیز کی پیش کرتے اور نہ ہماری بطور دی کرتے اور نہ ہم اسکو حکم کی بدولت (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہراتے ہو لوگ ان کی پیروی ہو گزری ہیں انہوں نے ہی ایسا ہی رحیمہ حوالہ کیا تھا تو بغیر سوا اس کے کہ حکام خدا کی متابعت پر بیوقوف اور کچھ دماغی ہیں

اور تحلیل حرام کی نسبت فرمایا ہے :-

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ
مُتَّعِفُونَ ۚ (پارہ نمبر ۱ - سورہ توبہ ۲۹)

اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہیں (عیسائی یا یوحنا کی ہی اور زور آخرت کو اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوسنی چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں (مشرکوں کے علاوہ) ان (لوگوں) سے دہی لڑو۔ یہاں تک کہ ذلیل ہو کر (پڑ) ہاتھوں سے جزیہ لیں۔

اور نیز ارشاد ہے :-

أَمَّا زَيْنٌ لَهُ مَوَدَّةٌ عَلَيْهِمْ وَأَمَّا هَٰؤُلَاءِ فَاذْكُرُوا
الْيَوْمَ الَّذِي كُنْتُمْ تُشَاكُّوْنَ فِيهِمْ أَفَلَا تَعْلَمُونَ
فَعَسَىٰ أَعْتَابُكُمْ عَلَيْكُمْ حَسْرَاتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
بِالْغُفْوِ ۚ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ فاطر ۲۲)

تو کیا وہ شخص جسکو مساعل بد (خو اور شیطان کیونچ) اچھا کر دیا گیا اور وہ (خو اور فغانی) اسکو اچھا سمجھتا ہے کہ میں یا غدار کو کار کو برابر ہو سکتا ہوں بات یہ ہو کہ اگر عکس چاہتا ہو اگر کرتا ہو اور عکس چاہتا ہو سید راستہ دکھاتا ہو تو راز غیر ان لوگوں کو حال پر ان سے کر کے لاکھیں، تمہاری جان بچانی ہو تم میری ٹیٹھے ہو کیونکہ جیسے جیسی عمل لوگ کرتے ہیں امدان (سج) کا نتیجہ

اور ایک اور جگہ فرمایا ہے :-

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۚ الَّذِينَ

(راہی غیر فافوں) کہہ کہہ تو ہم مکوہ لوگ یا میں جو اچھا کرتے ہیں

<p>ضَلَّ سَبِيلَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُخْسِنُونَ صُنْعَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاءِ رَبِّهِمْ أَعْمَاءَ لَهُمْ فَلَا يَقْضِيهِمْ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ذُرِّيَّةٌ</p> <p>دیارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف - (۱۳ ع)</p>	<p>گھاڑیں ہیں (دُن تو یہ) وہ لوگ (ہیں) جنکی دنیاوی زندگی کی خوش (سب) گئی گزری ہوئی اور وہ (اپنی غلط فہمی سے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی پروردگار کی آیتوں کو اور (قیامت کے دن) اُسکی حضور میں حاضر ہو نہ کرنا تو انکے عمل کا رتہ ہوگئی تو قیامت کے دن ہم (انکی اعمال نیک) کا (دتی برابر) وزن (یہی حسابیں) قائم نہ رکھیں گے۔</p>
---	--

اس آیت سے صوفی مشرب حضرات دنیا میں منہمک رہنے کے کفر ہونیکا استدلال کر سکتے ہیں جو
انکا دلچسپ مسلک ہو اور بیشک اُن جیسی میکشان خجنا نہ اعدیت اور مد ہوشان جلوہ صمدیت کی شان کے
یہی لائق ہو کہ دنیا کی طرف توجہ کر نیکو ایسا برا سمجھیں کہ ایک مہلے یا خدا رہنے کو کفر جانیں لیکن ہم جیسے
بابلکان و غیر علان اور عقیدان زندان ہوا و ہوس کے لے کر دنیا سے نفور رہنا ایسا فرض ہو کہ اسکی
جانب توجہ کرنا بھی کفر ٹھہری تو نہ اس حکم کی تعمیل ممکن ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے :-

<p>لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ؕ</p> <p>(پارہ نمبر ۳ - سورہ بقرہ - ۲۰۷ ع)</p>	<p>اور کسی شخص پر جو بھہ نہیں ڈالتا مگر اس قدر جس (کے اٹھانے) کی اسکو طاقت ہو۔</p>
--	--

اور نہ ایسا کرنے سے نظام عالم قائم رہ سکتا ہو اور اسی لے خداوند ذوالانعام نے یہاں دو قیدیں لگائی
ہیں ایک تو ضَلَّ سَبِيلَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا یعنی دنیا کی جانب ایسی توجہ ہو کہ تمام کوشش اسی میں صرف ہو جائے
اور ظاہر ہو کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہو اور ان کے احکام کو حق و صدق مانا ہو گو تمام عمر ارتکاب
منہیات میں صرف کر دی۔ مگر انکی کوشش کا کچھ حصہ انکی یہ ضروری خیر ہو ہو اور اس لے نہیں کہ کسکو کہ انکی
تمام کوشش دنیا کی طرف مبذول رہی اور دوسری دھم تجسبون انہم تجسبون صُنْعًا اور وہ یہ گمان رکھتے
ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں) کی شرط لگائی ہو اور بیشک معامی کو دخل خزن سمجھنے والا کافر ہو لیکن وہ گرفتار
قبضہ نفس و شیطان جو اگرچہ غلبہ شہوت نفسانی سے منہا ہی میں منہمک ہوتے ہیں۔ مگر انہیں دل سے برا سمجھتے ہیں
اور اپنی قصور کا اعتراف کرتے ہیں اس پر از رحمت فرمان کے مطابق کافر نہیں ٹھہرتے اور اسکے فضل و کرم
سے محروم نہیں ہوتے کہ مستحق کرامت گناہگار اند۔

اور نیز اسی اصول مذکورہ سے ثابت ہوتا ہو کہ کسی گناہ کبیر پر ہرار کرنا یعنی باوجودہ لائل حصہ

پیش کر کے باز نہ آنا اور اپنی قصور کا اعتراف نہ کرنا کفر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا ان احکام خدا و رسول سے انکار کرنا ہی جن سے اس فعل کی قباحت ثابت ہوتی ہے اور خداوند کرم نے اس سلسلہ کو بھی بہت جگہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

اِنَّا يَوْمَئِذٍ بَآيَاتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرُوا بِهَا
خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ
هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝
(پارہ نمبر ۲۱- سورہ سجدہ - ۲۷)

ہماری آیتوں پر تو بس ہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انکو وہ
(آیتیں) یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدہ میں گر پڑتے اور اپنی پوز کا
کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و تہلیل کرتے لگتے ہیں۔ اور وہ
دکھی طرح کا تکبر نہیں کرتے۔

یہاں ایماندار ان ہی کو کہا ہے جو احکام خدا وندی کو شکر تسلیم خرم کریں اور تکبر کو کام میں لائیں اور شاہد

لَعَنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرٰٓءِٓلَ عَلٰٓى لِسٰنِ
دَاوُدَ وَعِيسٰى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا
وَكَاوَا يَتَّبِعُوْنَ ۝ كَاوَا لَا يَتَّقُوْنَ عَن
مِّنْكَ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَاوَا يَفْعَلُوْنَ ۝
(پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ - ۱۱)

بنی اسرائیل میں سے جو لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ
علیہ السلام کی (بد) دعا کی گئی کہ تم اپنی پستی سے نہ بڑھنا اور اس سے
دستی نہ کرنا فرمائی کرتے تھے اور عیسے سے بڑھتی جا رہی تھی (اور) جو ہر اک
ایک بار کہہ بیٹھتے تھے اس سے باز نہ آتے تھے۔ البتہ دہشت ہی
بڑی فعل تھی جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

یہاں کفار بنی اسرائیل کے ملعون ہونے کی وجہ میں فرمایا ہے کہ وہ میری سوزنا نہیں آتے تھے اور ان کے علاوہ
اور چند آیتوں میں بھی یہ حکم ہے۔ مثلاً

وَجٰٓئَ كُلُّ اَقَاۡمٍ اَتَيْنَهُمُ لِسْمَاعِۃِ اَيٰتِ اللّٰهِ
فَتَلٰٓى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَن لَّمْ
يَسْمَعْهَا فِلْٓسَفَةٌ بِعَذَابِ اٰلِیْمٍ ۝
(پارہ نمبر ۲۵ سورہ جاثیہ - ۱۷)

ہر ایک جھوٹے بدکار کا کھڑا جاتی کہ جب خدا کی آیتیں انکو دکھائی
پڑتی جاتی ہیں (اور وہ) انہیں سننا بھی، دیکھنا بھی، مانتے ہوئے
دکھ پر اطمینان، اڑا رہا ہے کہ گویا اس نے ان (آیتوں) کو سنا
نہیں تو راسخ و پختہ ایسے لائق کو عذاب و عذاب کا کیونکر بخیر ہو۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لِكُلِّ دَهْرٍ اَرٰهٖ
فَلَمْ یَزِدْهُمْ عِآلِیْ اِلَّا فِرَارًا وَاِنِّیْ كَلَّمْتُهُمْ
لَاَعُوْثُهُمْ لَیْخَفَرُنَّ حَتّٰی اَصَابَ اَعْمٰهُمُ
غٰی اِذَا نَهَمُوْا وَاسْتَشْخَشُوْا اٰثِمًا لَّهُمْ وَاصْرٰهُمُ

دعویٰ خدا سے عرض کیا کہ ہر دور میں ہر دور کا میری قوم کو
راکھتے وقت ہی بلایا اور ہر وقت ہی قیام پلائیگا ان پر انہوں نے
رضیا زیادہ بلایا اتنا ہی زیادہ بھگا اور جب میں نے انکو بلایا کہ قریبی
طرف جمع کریں اور تو انکو گناہی کے تو انہوں نے اپنی کانٹوں کی

<p>وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (پارہ نمبر ۲۹ - سورہ نوح - ع ۱)</p>	<p>مٹونس ٹونس لیں اور ادا ہے اپنی کپڑے اڈرہ اڈرہ لے اور کی اور شیخی میں آکر اکڑ بیٹھے۔</p>
<p>اور قصہ شیطان سے بھی جو قرآن میں بہت جگہ آیا ہے مسئلہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن خدا کو مانتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔</p>	<p>اور قصہ شیطان سے بھی جو قرآن میں بہت جگہ آیا ہے مسئلہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن خدا کو مانتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔</p>
<p>كُنْزِلَ الشَّيْطَانِ اِذَا قَالَ لِلْاِنْسَانِ اَنْفِرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّى بَرِئٌ مِّنْكَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر - ع ۲)</p>	<p>دنیا میں منافقوں کی مثال شیطان کی ہے مثال ہے کہ وہ دیکھ کر تلاش میں نہیں آتا ہے ہر جہت کفر کی جھٹکا ہے (اگر کوئی کافر کو بال پرش ہے اور وہ شیطان کی مدد مانگتا ہے تو شیطان، کہتا ہے مجھے تجھے سوکا نہیں میں تو خدا رب العالمین (کو غضب) سے ڈرتا ہوں۔</p>
<p>اور پیغمبروں کو بھی مانتا ہے۔ کیونکہ انکی زبان سے کہا گیا ہے۔ فَبِعِزَّتِكَ لَا اُخَوِّنُكُمْ اَجْعَلِيْنَ ۝ اَلَا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۳ - سورہ ص - ع ۵)</p>	<p>(مجھے بھی، تیری رہی، عزت کی قسم ہے کہ ان (بنی آدم) میں جو تیری خالص بندی ہیں انکو چھوڑ کر اور سب کو گمراہ کر کے رہوں۔</p>
<p>یہاں سے معلوم ہوا کہ وہ انھیں نہ آنے والے مخلص بندوں کو جانتا ہے اور انبیاء بھی انہی میں سے ہیں اور نیز احکام خداوندی سے بصراحت انکار بھی نہیں کرتا کیونکہ جب اسی کو چھوڑ گیا کہ:- مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ (اِذَا مَرَّتْكَ) ۝ (پارہ نمبر - سورہ اعراف - ع ۲۷)</p>	<p>جب ہم نے حکم دیا تو (آدم کو آگے) جھکنے سے کون بیز تھکوان ہوئی؟</p>
<p>تو اس نے نہیں کہا کہ میں تیری حکم نہیں مانتا بلکہ آگے چل کر خود ہی کہتا ہے۔ فَبِمَا اَخَوِّنُكَ لَا اُخَدِّتُكَ لَهْوَ حِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمُ ۝</p>	<p>جیسی تو نے میری ماہ ماری ہے میں بھی تیری سیدھی رہتے پر بنی آدم کی تاک میں بیٹھوں تو سہی۔</p>
<p>جس سے معلوم ہوا کہ وہ انہو شرعیت کو صراطِ مستقیم سمجھتا ہے پس باوجود ان تمام ارکانِ ایمان کو ماننے کے جو اسکی نسبت کفر کا حکم ہے اور ارشاد ہے:-</p>	<p>جس سے معلوم ہوا کہ وہ انہو شرعیت کو صراطِ مستقیم سمجھتا ہے پس باوجود ان تمام ارکانِ ایمان کو ماننے کے جو اسکی نسبت کفر کا حکم ہے اور ارشاد ہے:-</p>
<p>وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْ لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا الْبَلٰٓئِسَ اٰلِیْ فَاَسْتَكْبَرُوْا وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِيْنَ ۝</p>	<p>اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے آگے جھک کر سودا رکھے سب جھک پڑے اس نے نہ مانا اور شیخی میں</p>

(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ح ۴)	آگیا اور نافرمان بن بیٹھا -
تو اسکی وجہ یہی ہے جو یہاں بیان ہوئی کہ اس نے تعمیل سے انکار کیا اور تکبر کیا - اور دوسری جگہ اس تکبر کی تشریح کی گئی ہے کہ اُس نے کہا :-	
أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (پارہ نمبر ۲ سورہ اعراف ح ۱۸)	میں اس سے بہتر ہوں (کیونکہ) تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو خاک سے پیدا کیا -
پس معلوم ہوا کہ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ خدا ایسا حکم دیا ہے مگر اپنی برتری اور فضیلت کا دعویٰ کر کے کہ مجھ سے اس حکم کی تعمیل نہیں کروانی چاہئے گویا اُس حکم سے جو خدا نے سب کے لئے دیا تھا اپنی تمسخری کر کے خاص کرنا چاہا اور اسکے ایسے عوم کو جس میں خود بھی شامل ہو غلط سمجھا اور یہ اگرچہ حکم کے واجب العمل ہونے سے انکار نہیں لیکن اسکے قاعدہ کلیہ ہونے سے انکار ہی اور اس لئے وہ کا فر فطریہ اور یہی صورت ان اصرار کرنے والوں کی ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ خدا کو حکم سے انکار نہیں کرتے مگر اپنی تئیں بوجہ تکبر کے اسکی تعمیل سے بالاتر سمجھتے ہیں اور اپنی نسبت اس عام حکم کا عاید ہونا غلط سمجھتے ہیں اور اس لئے اس حکم کی اکثر آیتوں میں جیسا معلوم ہوا تکبر کا ذکر کیا گیا ہے -	
مگر کیا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اصرار اس بنا پر نہیں ہوتا بلکہ کبھی ناصح کی جانب سے پہلے سے دل میں کچھ کاوش ہوتی ہے یا اسکی تقریر و تحریر میں برخلاف حکم ربانی	
ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْقُوَّةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (پارہ نمبر ۱۷ - سورہ نحل - ۱۶۷)	راہی بغیر لوگوں کے عقل کی قبل درجہ اپنی نصیحتوں سے اپنی جڑ کا کے رستہ کی طرف بلاؤ اور انکو ساتھ بحث دیجیے، کرو دلی ایٹھے پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو -
کچھ ایسے دل شکن الفاظ اور اشارات ہوتی ہیں جن سے مخاطب کی قوہ غضبہ جوش میں آجاتی ہے اور اس تحریک یا پہلی رنجش کو اپنے مغلوب ہو کر وہ کہہ اٹھتا ہے کہ میں تیرا کہنا نہیں مانتا - تو اس صورت میں چونکہ اسکے دل میں خدا و رسول سے انکار یا انکے تعمیل حکم سے اپنی تئیں برتر جانی کا خیال نہیں ہوتا - اس ضد غصتی کے مجنونہ الفاظ سے جن میں صرف اُسن ناصح کی ذات خاص سے برتری کا احتمال ہے وہ شخص غالباً اپنی تئیں حکم خدا و رسول سے برتر جاننے والوں میں شمار نہ ہوگا - اور مذکورہ بالا تکبر کی حد میں نہ آئیگا - گویا حکام الہی کو سننے کو وقت ذاتی کا دشمن سے متاثر نہ ہوا یا ان سخت الفاظ کا خیال کرنا جن میں اس سے جو حکم کو ادا کیا گیا ہے اور اس لئے	

تو ہرگز قابل التفات نہ ہوگی اور اگر قرآن سے اس کے متعلق فیصلہ نہ ہو سکتا تب بھی جو ظنی الحکم ہونے کے
 یہ یا یہ نہیں رکھتی کہ اسکا انکار کفر ہو مگر چونکہ یہ حدیث صحیح مسلمے بالکل نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتی۔
 پس اگر من قال فی القرآن برأیہ فلیتبعوا مقعدہ من النار (جو قرآن میں اپنی رائے کو خوں زد وہ اپنا ٹھکانہ دونوں میں سے
 سے یہ مراد ہو کہ کوئی شخص الفاظ قرآنی سے حسب قاعدہ زبانذاتی اور دلالت محاورہ لسانی مطلب سمجھنے کے
 لائق نہیں۔ اور صرف جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطالب قرآنیہ کو سمجھتے تھے۔ اور اس لئے جو
 شخص اپنی لیاقت سے قرآن کا مطلب نکالے وہ کافر ہے تو اقل تو یہ قباح لازم آتی ہے کہ احادیث
 رسول کی تحقیق و تصحیح کا پہلا اصول یہ ہے کہ انہیں کتاب اللہ پر پیش کیا جائے اور جو کلام الہی کے
 مخالف یا معارض پائی جائے اسے موضوع سمجھا جائے کیونکہ کلام خدا کلام رسول پر مقدم ہے خدا فرماتا ہے:-

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ اُنِيبُ	اور جن باتوں میں تم لوگ اختلاف دیکھتے ہو انکا فیصلہ خدا ہی کی حوالہ ہے دو کو ای ہی اللہ تو میرا پروردگار ہے میں اسی پر ہر سوسہ رکھتا ہوں اور (ہزبات میں) اسی کی طرف جمع کرتا ہوں۔
--	---

(پارہ نمبر ۲۰ - سورہ شوری - ۲۸)

اور نیز وہ بتواتر ثابت ہے اور احادیث رسول میں سے اگر متواتر ہیں تو صرف دو چار اور انکو بھی قرآن جیسا
 تواتر نصیب نہیں۔ پس اگر کلام الہی کا سمجھنا حدیث پر موقوف ہو تو در لازم آتا ہے اور دوسرے تفسیر کلام اللہ متعلق
 بحقد احادیث تو اقد تصحیح و تعدیل کے موافق صحیح مانکر صحابہ صحاح نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں قرآن کے
 بہت ہی قلیل حصہ کے متعلق ہیں اور انکی علاوہ جس قدر حدیثیں صحابہ تفسیر نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اگرچہ انہیں صحیح
 و تعدیل کی بہت کچھ گنجائش ہے مگر انکو صحیح مانکر ہی تمام کلام الہی کی تفسیر ہر پہلو سے کامل نہیں ہو سکتی اور لفظ
 صرف خود اور نکات محاورہ اور تحقیق لغات کی فوائد مفسرین کو ضرورت پڑتی ہے اور اگرچہ یہ تمام قواعد و ضوابط
 اہل علم کے نزدیک پیش با افتادہ ہیں لیکن کسی عبارت پر ان قواعد کی تطبیق کرنا جسے کہ فاعل و مفعول وغیرہ اقسام
 کلام کو سمجھنا بھی عقل ہی پر موقوف ہے اور جب عقل کو قرآن کی بارہ میں بالکل معطل کر دیا گیا تو بالضرورت ان باتوں کی
 یہی کسی حدیث ہی کی ضرورت ہوگی۔ اور قطع نظر ان آسان قواعد کے تمام مطالب قرآنیہ ہی تو بالاسیاق احادیث
 میں نہیں مل سکتی۔ مثلاً آیت تظہیر کی تفسیر میں ایک حدیث بیان کی جاتی ہے جس میں جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے آل جہا کو اہلیت کہا ہے اور حضرت ام سلمہؓ کے دریافت کرنے پر ارشاد کیا ہے کہ ہاں انشاء اللہ تم بھی ہو
 لیکن اس ایک حدیث سے لفظ تظہیر اور جس کا مطلب اور ان لوگوں کی تیسین جنکے حق میں خدا نے اہلیت

کہر تفسیر کا ارادہ ظاہر کیا ہو کہ آیا وہ صرف آل عبا اور حضرت ام سلمہؓ ہی ہیں یا دیگر ازواج مطہرات اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جس پر صدقہ حرام ہے اور اس امر کا فیصلہ کہ اس آیت کی مؤنث ضمیروں اور کلمہ کی مذکر ضمیر کی ایک ہی جماعت مراد ہے یا الگ الگ غرض سوا ایک امر کے اور کوئی مطلب نہیں ظاہر ہوتا اور مخالفین تفسیر بالرائے کو کوئی حدیث صحیح مرفوعہ ان تمام امور کے فیصلہ کے لیے نہیں لاتے۔ بجز اسکے کہ کوئی بات قتادہ کی رائے سے بیان ہوگی اور کوئی مقاتل کی قیاس سے اور کوئی مجاہد وغیرہ مفسرین کی تصریح سے۔ اور باقی اپنی قیاس اور لیاقت سے اور جب حدیث مذکور میں ”من قال“ کا حکم عام ہے تو قتادہ اور مجاہد وغیرہ بھی اپنی رائے کو فعل نہیں دے سکتے۔ اور اس لئے لازم آئیگا کہ بجز چند مضامین کے جسکی حدیثیں تصریح ہیں تمام مضامین قرآنہ غیر معلوم اور پردہ اختفاء میں ستور ہیں اور تیسری جس زبان اور محاورہ میں قرآن نازل ہوا ہے اسی زبان اور محاورہ میں عادت رسول ہیں۔ پس تعجب ہے کہ قرآن کو تو کوئی نہ سمجھ سکے اور احادیث کو لیا سمجھ جائے کہ ان میں مطالب قرآنہ کو حل کرے اور قطع نظر ان قباحاتوں کی جنکو عقل باور نہیں کرتی جب ہم اس غرض کیلئے کلام اللہ کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں تو اس کلام پاک کی نسبت دعویٰ ہے کہ ہر طرح سے مشعر اور مفصل ہے۔ اور تشریح تفصیل اس لئے ہے کہ لوگ اسی سمجھیں چنانچہ ارشاد ہے۔

الْأَنبَاءُ أَحْكَمُ آيَاتِهِ ثُمَّ فَصَّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ دِارُ نَمْرِ السُّودِ (ع ۱)	اگر۔ دینے قرآن الیٰہی ہے حکمت الٰہیہ باخبر خدا کی طرف سے اسکی مضامین (بخوبی) سمجھ سکے ہیں اور ہر خوب تفصیل قرآن پاک کے لیے ہے۔
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (پارہ نمبر ۱۲۔ سورہ یوسف۔ ع ۱)	اس قرآن کو ہم نے عربی میں (اسکی) انما ہے کہ تم (اسکو بخوبی) سمجھ سکو۔
بِمَنَاجِ فَصَّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (پارہ نمبر ۲۷۔ سورہ صافات۔ ع ۱)	یہ قرآن کتابت ہے جسکی باتیں زبان عربی میں سمجھ دار لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں۔
وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبِيًّا لَقَالُوا لَكُنْ فَصَّلَتْ آيَاتُهُ عَجَبِيًّا وَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ (پارہ نمبر ۲۷۔ سورہ صافات۔ ع ۵)	اور اگر ہم اسکو عربی کر سواد سے دینی زبان کا قرآن بناتے تو یہ کفار کہ ضرور کہیں کہ اسکی آیتیں دہلوی کھوکھلی کیوں نہیں سمجھائی گئیں کیا تعجب کی بات ہے قرآن کی زبان عجیبی اور دہلوی (عربی)۔
إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (پارہ نمبر ۲۷۔ سورہ صافات۔ ع ۱)	ہم نے اسکو (مناجات) عربی (زبان) کا قرآن اس کو بنایا ہے تاکہ تم (اسکو باسانی) سمجھو۔

پس اگر قرآن ایسا مثل ہو کہ اپنی رائے سے ہم اسے نہ سمجھ سکیں تو اسکو مفصل کہنا اور اسکے نازل فرمانے اور عربی جیسی فصیح زبان میں نازل فرمانے کی غرض یہ بیان کرنا کہ تم اسے سمجھو معاذ اللہ غلط ہوگا۔ اور کہیں ارشاد ہے کہ ہم قرآن کو آسان کر دیا ہے تاکہ کوئی سمجھ سکے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ (پارہ نمبر ۲۰ - چار ج ۱ از سورہ قمر)
اور ہم نے قرآن کو (لوگوں کی) نصیحت کی طرح آسان کر دیا ہے تاکہ کوئی اس کی نصیحت نہ کرے۔

پس اگر انسان کی رائے اس میں کام ہی نہیں دے سکتی تو وہ آسان کیونکر ہوگا اور کوئی اس سے نصیحت کیونکر کرے گا۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ قرآن میں کوئی پیچیدگی نہیں اور وہ سیدھا اور صاف ہے ارشاد ہوتا ہے:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قِيمًا لِيُذْكَرَ بَأْسَ شَدِيدٍ (پارہ نمبر ۱۵ - سورہ کہف ع)
ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو در سزاوار ہے جس نے اپنے بند پر کتاب قرآن اتار دیا اور اس میں کسب طبع کی کجی نہ تھی بلکہ سیدھی سی بات ہی تھی تا خدا کی طرف سے (جو) عذاب شدید کا فروز ہو بلا کجی کوں اس سے ڈرا کہ

پس اگر وہ ایسی جیتان ہو کہ عقل انسانی اس میں ششدر رہ جائے تو غیر پیچیدہ اور صاف کیونکر ہوگا اور ایک جگہ قرآن کو سمجھنا اور اس پر سمجھ بوجھ نہ کرنا عباد الرحمن کے نیک اور صاف میں شامل کیا ہے اور فرمایا ہے:-

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْفَوْا عَلَيْهَا حُمْمًا وَخَمِيمًا (پارہ نمبر ۱۹ سورہ فرقان ع)
اور (یہ) وہ لوگ کہ جب انکو انکی پروردگار کی آیتیں پڑھ نصیحت کی جائے تو انھیں اندھ اور بہرے ہو کر ان پر نہ لگیں۔

اور سب سے بڑھ کر ایک جگہ قرآن کو نہ سمجھنا علامت کفر کہا ہے اور فرمایا ہے:-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدْ مَتَّ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ (پارہ نمبر ۱۵ - سورہ کہف ع)
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسکو خدا کی آیتیں یاد دلائی جائیں اور وہ ان سے روگردانی کرے اور اپنی پہلی کثرت کو بھول جائے اور نسی کرے کہ ہم نے ان کے دل پر پردہ ڈال دیا ہے تاکہ وہ نہ سمجھ سکیں اور انکی کانوں میں ایک طعنی لگائی پیدا کر دی ہے۔

پس اسے سمجھنے سے قاصر بننے والوں کے واسطی اس سے زیادہ وعید اور کیا ہوگا۔

اور الکتاب المبین کا لقب اس پاک کلام کے لئے قرآن میں بکثرت مستعمل ہے لیکن حدیث مذکور

کا مذکورہ بالا مطلب قرار دیکر بیان کرنے والی یا واضح صرف امدادیت ہیں نہ آیات قرآنی۔

غرض ان متعدد شہادتوں سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید بالکل قریب الفہم ہی اور انسان اپنی عقل خدا داد کو کام میں لائے تو اس سے ہر طرح کی ہدایت اور نصیحت لے سکتا ہے لیکن چونکہ عقل انسانیت باہم متفاوت ہیں اور ان کی ذہنی کی وقت عقلاً باہم ضرور اختلاف کرتے ہیں اس لئے مطالب قرآنہ کو سمجھنے میں بھی اختلاف ہونا چاہئے۔ اور یہی پس اختلاف کرنیوالوں کی خطا اور ثواب یا ایمان و کفر کے بارے میں ہی قرآن نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ جو اختلاف باوجود جاننے اور سمجھنے کے محض بغاوت اور بدعتی سے ہو۔ وہ تحریف اور کفر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-

اَنْتُمْ مَشْرُوعُونَ اَنْ تَتَّبِعُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِثْلُهُمْ لِيُعْلَمَ مِنْ اَللّٰهِ تَعَالٰی مَنْ يَنْتَهِىْ عَنْ عَقْلُوْهُ وَهُمۡ يَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ قمر - ۹)

(مسلمانوں) کیا تم کو توقع ہو کہ (یہود) تمہاری بات تسلیم کر لیں گے اور (کافروں) کا حال یہ ہو کہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہی ہو گئے ہیں کہ کلام خدا سنتے ہی - پھر اس کے سمجھنے کی دیر نہ دے سکتے اس کو کچھ کچھ کر دیتی تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عٰمَلُوْا لِلّٰهِ الْاِسْلَامَ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اَوْفَوْا الْكِتٰبَ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاؤَهُمُ الْحُكْمُ بِغَيْبٍ لِّبَنِيْهِمْ وَمَنْ يَكْفُرۡ بِآيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ۲۷)

(دین حق) تو خدا کے نزدیک ہی اسلام ہی اور اس (مذہب) کا کتاب جو (دین حق سے) مخالفت کی تو حق بات معلوم ہونے کی وجہ سے (دین حق) آپس کی ضد سے (دین حق) اور بعض شخص خدا کی آیتوں کی منکر ہو تو خدا کو اس سے حساب لیتا اور اس کو نافرمانی کی سزا دیتے) کچھ دیر نہیں لگتی۔

وَمَا تَفَرَّقَ قَوْلَ الْاَمْرِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاؤَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا لِّبَنِيْهِمْ (پارہ نمبر ۲ - سورہ شوریٰ - ۲۷)

(اور اہل کتاب جو) خدا کے بعد آخرتے (ہوئے) سمجھ آئے کچھ اپنی باہمی ضد سے ہوئے۔

وَاٰتَيْنَا هُمۡ بَنِيّٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاؤَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا لِّبَنِيْهِمْ اِنَّ رَبَّنَا يَفۡضِلُ يَنۡفَعُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَا كَاۡفَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (پارہ نمبر ۲ - سورہ سجدہ - ۲۷)

(اور ہم نے دین کے کھلے کھلے کام کو دے دیا، دینی سوالوں کو لے کر جو ایک دوسرے سے اختلاف کیا تو ابھی ہوئے پھر آپس کی ضد سے (دین حق) اور بعض شخص خدا کی آیتوں کی منکر ہو تو خدا کو اس سے حساب لیتا اور اس کو نافرمانی کی سزا دیتے) کچھ دیر نہیں لگتی۔

پس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے کلام الہی میں غور و تدبر کرنا ہرگز کفر نہیں بلکہ خدا کی نیک بندگی و محبت ہی

گو تصور عقل سے کسی جگہ خطا ہو جائے۔ اور اس مطلب تک رسائی نہ ہو جو واقع میں قرآن شریف کا ہی
 اور مطالعہ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ منصب تفسیر کو زبان رسالت پناہی تک محدود رکھنی کا دعویٰ
 صرف زبان کو کیا جاتا ہے اور علما اسکا مطلق ثبوت نہیں بلکہ ہر مسئلہ میں علما نے اسلام رائے زنی
 کرتے رہی ہیں اور اکثر آیات کی تفسیر میں باہم کچھ اختلاف رکھتی ہیں۔ مثلاً آیت

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ - ع ۱۱) اور رَدُّوْا زَكَاتَكُمْ اِلَىٰ اَهْلِهَا (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ - ع ۱۱)

میں وارث کو بارہ میں علما کے بہت مختلف اقوال ہیں (تفسیر کبیر جلد دوم) اور آیت

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۱۱) دسلاؤ تمام نمازوں کا دعویٰ اور بیچ کی نماز کا تحفظ
 کو قوم و اللہ قائلین (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۱۱) تفسیر رکھو اور (نمازیں) اللہ کے آگے ادب کھڑی رہو۔

میں صلوٰۃ وسطیٰ کے بارہ میں قریب الہم احتمالات سے بھی زاید یعنی سات اقوال ہیں حالانکہ نمازیں
 صرف پانچ ہیں اور اسی آیت میں قنوت کی معنوں میں بھی چھ اقوال ہیں (تفسیر کبیر جلد دوم) اور

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَنكُم مِّنْ زَوْجَاتٍ اَزْوَاجًا (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۱۱) اور جو لوگ تم میں سے مرد جائیں اور بیویاں چھوڑیں تو اپنی
 بیویوں کو حق میں ایک برس تک کی سلوک (یعنی نان نفقہ) اور گھری (نہ نکالنے کی وجہیت) کریں۔

عام مفسرین اس آیت کو نسخ سمجھتے ہیں صرف مجاہد اور ابو مسلم صہبانی اسے نسخ نہیں مانتے اور اپنی
 اپنی رائے پر اس کے دو جدا جدا مطلب نکالتے ہیں جن میں سے ابو مسلم کے پیش کردہ معنوں کو امام زہری نے
 بیروہی غایۃ الصحیح لکھا ہے (تفسیر کبیر جلد دوم) علیٰ ہذا تمام قرآن کی تفسیر میں مختلف مطالبات
 معانی بیان کی جاتی ہیں حالانکہ اگر انکو نزدیک صرف جناب رسلکاب سے شک کی ہی مطلب بیان کرنا
 ہوتا تو ہر آیت کی صرف ایک طرح پر تفسیر ہوتی اور کوئی شخص اختلاف کی جرأت نہ کرتا۔

اگر کہا جائے کہ گذشتہ مفسرین اسی جگہ اختلاف کرتے ہیں جہاں اوںکو اُس آیت کا مطلب
 بیان کرنیوالی حدیثیں باہم مختلف ملتی ہیں تو اسکے جواب میں اول تو یہ عرض ہو کہ یہ صرف حسن ظن
 ہے ورنہ اختلاف کرنے والے دلائل اختلاف میں بناؤی دعویٰ اُس حدیث پر اور اسکے قوت و ایت اور
 جانبانی کی پیش کردہ حدیث کی ضعف اور جمع یہ کہا کرتے حالانکہ ایسا بہت ہی کم جگہ دیکھا جاتا ہے اور
 اپنی رائے پر عقلی دلائل اور اجتہادی قیاسات پیش کی جاتی ہیں مثلاً صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں ہر اختلاف

کرنے والا جس نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ سمجھتا ہے اُس کے وسط ہونیکے عقلی قرآن اور نیز اس کے وقت کے فضائل بیان کرتا ہے اور حدیث کو پیش کر نیکاً شاید ہی کوئی نام لیتا ہو اور دوسرے کسی ایک مسئلہ میں مختلف حکم دینے والی حدیثیں بیان افعال و حرکات جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور انھما سننے و نفل میں تو ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ممکن ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر حاضرین نے آمین بالجہر اور فرض میں کیا ہو۔ اور ایک وقت نہ کیا ہو۔ اور اسلئے دو مختلف دیکھنے والوں میں سے یا نئے شاہد کے رو سے ایک اُس فعل کا کرنا روایت کرے اور ایک کرنا لیکن مطالب قرآنیکہ بیان میں یا اختلاف ممکن ہیں کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خدا کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اور دوسرے وقت ارشاد ہو کہ خدا نے مغرب کی نسبت حکم دیا ہے اور کچھ کبھی حشاء اور کبھی شرکاً نام لیں پس ضرور ہے کہ جو قرآن زبانِ رسالت بنا ہے وہی مساکینا ہوگا وہ صرف ایک ہوگا اور اُس میں مختلف احادیث نہیں ہو سکتیں۔

غرض گذشتہ بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کا اس طرح مطلب نکالنا کہ قرآن کو عقل سے سمجھنا کہ قرآن کی متعدد آیات کی رو سے عقل کے رو سے اور نیز سلف صالحین کے طرز عمل کے رو سے یقیناً غلط ہے اور ضرور ہے کہ اُس حدیث کا مطلب کچھ اور ہوگا اور دوسرا مطلب جو ہو سکتا ہے وہی ہے جو ہی حدیث دوسرے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ایک روایت میں

من قال في القرآن بعينه علم فليتبوأ مقعده من النار جو قرآن میں بے جا بوجھ و دخل کر دے یا نہ ٹھکانا دوزخ میں سمجھو۔

وارد ہے اور بیشک جو شخص قرآن کو سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا یا رکھتا ہے لیکن تدبر اور تامل کی تکلیف نہیں گوارا کرتا اور مبضمون کی نسبت راوی زنی کرتا ہے اُس کے متعلق تمام آیات اور دلائل کو نہیں دیکھتا اور جو جہ میں آتا ہے قرآن کا مطلب بیان کرتا ہے تو وہ شخص قرآن کو اپنی خواہشوں کے پورا کر سکا ذرا بنانے اور محض گمان و ہم کی بیروی کرنے کے سبب بے شک فریب اور اُس کے کفر کے لہو نہ صرف یہی حدیث سے بلکہ خدا فرماتا ہے:-

وَمَنْ هَؤُلَاءِ يَتَّبِعُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْإِثْمِ وَالْعَدْوِ ۖ أَتَبِعُونَ ۚ إِنَّ هُمْ هَؤُلَاءِ لَظَنُونَ ۚ (پارہ نمبر اسو و بقرہ ص ۷)

اور ایضاً ان میں ان بڑے ہیں جو دوزخ و غفلتوں کے پڑھنے کے سوا کتاب الہی کے مطلب کو کچھ نہیں سمجھتے اور فقط الفاظ کی بازیگری کرتے ہیں۔

اور ایشاد ہے وَإِنْ أَطَعْتُم بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ فِى الْآدَمِ ۖ لَيُصْلَحَنَّ مِنْكُمْ بَسْبِيلَ اللَّهِ ۚ إِنَّ يَتَّبِعُونَ

اور اگر تم میں سے جو لوگ توبہ دنیاں میں ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے حکم سے توبہ کرو گے تو ان سے بھلا ہو گا یہ تو صرف اپنے ہی خیالات پر مبنی ہے۔

إِنَّمَا الظَّنُّ وَإِنْ هُمُ إِلَّا خَيْرٌ مِّنْ الظَّنِّ رَدِّ مَذْهَبِ سَوِّفِي (۱) اٹکیں بیٹھے دوڑتے ہیں۔

پس اگر کوئی شخص مثلاً لفظ سماء سے وہ اجسام مراد نہیں لیتا جو کہ ارض کو محیط ہیں اور ایک دوسری سی چسپیدہ یا کسی قدر فاصلہ سے بہتہ واقع ہیں بلکہ بالائی گرتے اور بلند عوالم مراد لیتا ہی بالفاظ جن سے کسی قائم بالذات مخلوق کا جو انسانوں سے علیحدہ ہو قائل نہیں ہو تو اگر وہ ان آیات کو جن سے متعارف آسمانوں کا یا جنات کا وجود ثابت ہوتا ہے غلط کہتا ہے تو بیشک کافر ہے لیکن اگر حسن نیت کیساتھ غور کرنے اور اپنی تمام کوشش خرچ کرنے کے بعد ان آیات کا وہ مطلب غلط سمجھتا ہے جو دیگر مفسرین نے لیا ہے اور آیات کو صحیح اور من عند اللہ مانکر اور طرہ پر انکی تاویل کرتا ہے تو اس صورت میں گو اسکی رائے غلط ہو لیکن جب عطاء اور ضحاک وغیرہ متقدمین اور زحشری اور رازی وغیرہ مفسرین باوجود اپنی اپنی رائے الگ رکھنے کے اور باوجود ایک دوسرے کی تغلیط یا تضعیف کرنے کے خدا نخواستہ کافر نہیں ہیں بلکہ معتزلہ اور خوارج وغیرہ فرقتی اسلامیہ بھی باوجود یقیناً غلط مطلب نکالنے کے تحقیق اہل سنت کے نزدیک ائمہ اسلام سے نہیں نکلتے تو وہ غریب اس قصور پر کہ تدبر و تفکر کے بعد غلط نتیجہ تک پہنچا ہے کیونکہ کافر گواہ ہیں وہ حدیثیں جو بعض مطالب کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں سوچو کہ وہ اخبار احاد ہیں اس کو انہیں جرح کرنا اور روایت یا روایت کے رو سے ضعیف ٹھہرا کر ناقابل عمل کہنا کفر نہیں اور گذشتہ مفسرین ہی اپنی رائے کے خلاف جو اخبار احاد پاتے ہیں اکثر انکی جرح و تعدیل میں گفتگو کرتے ہیں اور ایک شخص جس حدیث کو صحیح مانتا ہے دوسرا اسی کو وضعی یا ضعیف کہہ کر اپنی قول کو ترجیح دیتا ہے بلکہ نیک نیتی کے ساتھ اہل حدیث کی ثبوت اور قوت و ضعف میں گفتگو کرینا بھی مضائقہ نہیں جسکو مخالف اپنی خیال میں متواتر باللفظ یا متواتر بالمعنی کہتا ہے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ حسب اشارہ بانی کلام رسول کی تعمیل اسی وقت واجب ہوتی ہے جب اسکے ثبوت کا یقین ہو جائے اور یقین کے لئے متواتر کہدنی کا دعویٰ ہی کافی نہیں جو فریق ثانی کی طرف سے پیش کیا جائے بلکہ اپنا ذاتی اطمینان ضروری ہے اور اسی کو احادیث متواترہ کی تعداد میں قدیم سے اختلاف ہے ایک فریق جسکو متواتر کہتا ہے۔ دوسرا اُسے خبر واحد کہتا ہے۔

غرض زیادہ سے زیادہ اعتراض جو سماء اور جنات وغیرہ مطالب میں اختلاف کرنے والی پر عاید ہوتا ہے یہ ہے کہ اس نے سلف صالحین کے خلاف اعتقاد کیا ہے مگر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلہ کوئی شخص کسی کے نزدیک ایسا معصوم نہیں ہے کہ اسکی ہر بات کا لاوی ہو اور غلطی کا احتمال نہ رکھے اور رسول اللہ

بعد کسی اور پر ایمان لانا تعریف ایمان میں داخل ہی نہ تاسلف سے اختلاف کرنا والا کا فرق قرار پائی بلکہ خداوند کریم نے اپنی کلام پاک کی نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہی اور فرمایا ہے :-

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ
مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ
وَنُزِّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَمْيِيزًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
هُدًى وَرَحْمَةً وَلِتُبَيِّنَ لِّلْمُسْلِمِينَ
(پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۱۲)

اور دلو گوس و ز قیامت کو کیا کرد) جب ہم ہر ایک ملت سے اس
دبغی کی گواہ بنا کر ملکر نکلے اور (راہ پیغمبر) حکموں (تہار و زانی کے)
ان (کافروں) کو مقابلیں بنا کر لائیں گے اور ہمیں تمہارے کتبہ
نازل کی ہو (ہمیں) ہر چیز کا بیان (شافی) ہو اور (ملائکو
کیلئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری -

اور کلاشی میں کلماتِ اسدی بھی داخل ہیں جنکی نسبت ارشاد ہے کہ وہ کسی طرح ختم نہیں ہو سکتی اور فرمایا ہے:-

وَلَوْ أَنَّ سَائِفِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ
يَمْدٌ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ آبِحِرٍ قَاتِلِدَاتٍ
كَلِمَتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
(پاره نمبر ۲۱- سورہ لقمان - ع ۳)

اور زمین میں جتنی دولت ہے اگر (ان سب کے) قلم ہوں اور سونے کی سیاہی (اور وہ ہوا سطرچہ کہ اس کی دھوکہ پیچھے (دوسری سی) (اور اس کی مدد کریں) غرض ان تمام مخلوق اور ساری ہوش خدا کی تائید (میں نہیں) تو خدا کی باتیں تمام ہوں بیشک العز و دست اور حکمت الہی

پس کیونکر ممکن ہو کہ اسرار کلام ربانی کی تفصیل اور کلمات الہی کی تشریح ایک محدود زمانے میں چند مفسرین نے کامل کر دی ہو اور ان کی ہی نکتہ اور کوئی دقیقہ کوئی اور شخص ظاہر کر سکتا ہو اور نیز خدا فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ
فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُنِيفِينَ اعْتَدِ عَلَى الْكَافِرِينَ
يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ
لَا يَوْمَهُمْ ذَلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ تَوْتِيَهُ مِنْ لِقَا
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (يَا مَعْزُومُ سُوْرَةُ مَائِدَةٍ ٥٤)

مسلمانوں میں سے کوئی پانچویں (اسلام) سے پہلے جاتی تو خدا
 کو اسکی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے) ایسے لوگ موجود کر دیئے جکوں
 دوست لکھا ہوا اور انکو دوست سمجھتے ہوں گے مسلمانوں کو تو یہ قافروں
 کے ساتھ کرے اور انکے ساتھ اپنی جانیں اٹا دینگے اور کسی طاقت کی نیوالی
 کی طاقت کا کچھ باک نہیں رکھیں گے یہ (دینی) خدا کا (ایک) فضل ہے
 جسکو چاہے اور ارادہ کی رحمت بڑی) کو یہ ہوا اور اس کے حال کو

یہاں جن اہل ایمان کو مخاطب کیا ہے اگر ان میں صرف جنابِ رسالت پناہی کو نہ مانے کی مسلمان مراد ہوں اور بعد میں آنے والی قوم میں دیگر گزشتہ اہل اسلام تو جس غرض کیلئے یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ غرض یہ ہے کہ اہل اسلام اس بات پر غرور نہ ہوں کہ ہمیں سوائے اشاعت اسلام ہوتی ہے اور

اگر ہم اس بات کا بیڑا نہ اٹھائیں تو دین حق معاذ اللہ نیست و نابود ہو جائے کیونکہ آئندہ خدا ایسے لوگ اور پیدا کر دیکر جو امر حق کے اظہار میں کسی قسم کا باک نہ رکھیں گے اور جس بات کو سرت اور صدق سمجھیں گے بید ہر ظاہر کریں گے۔ پس اگر وہ بید ہر ظاہر کریں گے تو زمانہ سلف میں ہو چکی تو وہ لوگ یہ فخر کر سکتے ہیں کہ ہم نے جسے خدا کا بول بالا ہوا اور آئندہ زمانہ میں تو کوئی پیدا ہی نہ ہو گا جو اظہار حق کر سکے۔ پس مذکور بالا غرض اسی صورت میں چل ہوتی ہے کہ یہ خطاب عام اہل ایمان کو ہو چاہے وہ کسی زمانے میں ہوں کہ تم اگر دین اسلام سے پہر جاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں ہم اور لوگ تم سے بہتر کام کر نیوالی پیدا کر دیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں گے جو اسرار کلام ربانی کو ظاہر کر سکیں گے اور کسی کی طعن و ملامت کو خیال میں نہ لائیں گے اور یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے تقدیم و تاخیر کچھ مختصر بعض اوقات کسی مسئلہ میں کفر کا فتویٰ اسلئے دیا جاتا ہے کہ تمام گذشتہ اہل الرائے اسکے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں اسلئے یقیناً وہی منشا خداوندی ہے جو وہ کہتے ہیں اور اسلئے اسکا انکار حکم خدا کا انکار ہے مگر یہ مسئلہ انکار کلام الہی کا مسئلہ نہیں بلکہ خرق اجماع کی بحث ہے تاہم اسکی نسبت بھی غور کرنا ضرور ہے اور اگرچہ کسی مسئلہ میں تمام امت کے اجماع کا ثبوت بہت مشکل ہے اور اگر یہ سبب منزل تسلیم بھی کیا جائے تو شاید ضروریات دین ہی میں ثابت ہو گا جنہیں اجماع سے قطع نظر قرآن و حدیث سے بھی ثبوت دیا جاسکتا ہے اور اس لئے اس صورت میں اگر کہیں کفر لازم آسکا تو اسکی وجہ انکار خدا و رسول بھی قرار پاسکتی ہے نہ محض انکار اجماع مثلاً اگر کہا جائے کہ خدا کو تمام مسلمان اولیٰ آخر تک ایک مانے ہیں اسلئے خدا ماننے والا اس اجماع کا انکار کرے کسی کافر ہو گا تو کہا جاسکتا ہے کہ خدا کو ایک ماننا صرف اجماع ہی سے ثابت نہیں بلکہ خود قرآن قوی دلائل کے ساتھ اسکا ثبوت دیتا ہے اور اسکے منکر کو کافر کہتا ہے اسلئے ایسے شخص کافر انکار اجماع ہی نہیں بلکہ انکار قرآن یا انکار خدا ہی ہے۔ لیکن سر درست اجماع کو کسی ایسے مسئلہ میں بھی ممکن مانکر جس میں خدا اور رسول کی طرف سے تصحیح نہ ہو اسکی دلائل میں فکر کیا جاتا ہے۔

اجماع کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ وہ امت محمدیہ کے اہل الرائے علماء کا ایک زمانے میں کسی ایسے امر پر اتفاق کرنا ہے جس میں کتاب سنت سے بصراحت حکم نہ پایا جائے اور یہ اتفاق یا تو تمام اہل علم کی ربانی قرار ہے ہو یا بعض کے اقرار اور بعض کے سکوت سے اور یا بغیر اظہار لسانی کے سب کے عمل کی ہے اور پہرا سکو محبت شرعی قرار دینے میں بہت اختلاف ہے شیخ محمد بن عیسیٰ بن عروہ کی نزدیک امام احمد بن

حنبلی کی ایک روایت میں صرف صحابہ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا اجماع کو نزدیک صرف اہلبیتؑ۔ سالت کا اجماع حجت ہی اور بعض افراد امت اگرچہ کم ہیں مگر سری سے اجماع کو حجت ہی نہیں سمجھتے اور امام شافعیؒ صرف اُس اجماع کو حجت قرار دیتے ہیں جس میں تمام اہل الرائی فرداً فرداً زبانی اقرار کریں اور ایسا نہ ہو کہ بعض اعتراف کریں اور بعض خاموش رہیں۔

اور یہ اختلاف بہشتیہ و شیعہ اور متکثرین اجماع کے چونکہ اہل سنت کے بڑی بڑی علیٰ قول اور ائمہ مجتہدین کو درمیان ہوا مسئلے مطلقاً اجماع کو ماننے والوں میں بھی اس کے انکار کو ہر جگہ کفر نہیں تسلیم کیا گیا اور نہایت احتیاط سے اسکی تفریق کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں چونکہ سب اہل سنت کا بظاہر اتفاق تھا اسلئے انکے ایسی اجماع کو جس میں سب کی طرف سے زبانی اقرار ثابت ہو اور آئندہ ہر زمانے میں اسکو اس قدر جماعت بیان کرتی آئے جو تواتر کی حد میں آسکے تو ایسی اجماع حجت یقینی اور اسکے انکار کو کفر کہا گیا ہے اور اگر نقل کر نیوالی جماعت کسی ایک مانی میں ہی تواتر کے درجہ کی کم ہو جائی تو یقین کی جگہ اسکو مورت ظن سمجھا گیا ہے اور اسکا انکار کفر نہیں مانا گیا اور علیٰ ہذا اصحاب کا ایسا اجماع جس میں بعض کی جانب سے زبانی اظہار ہوا اور بعض کی جانب سے سکوت وہ بھی اگرچہ دلیل قطعی کہا گیا ہے مگر اسکا انکار کفر نہیں سمجھا گیا اور صحابہ کے بعد کے لوگوں کا کسی ایسی امر پر اجماع جس میں ہی پہلے علماء کا اختلاف ثابت نہ ہوا ہو۔ حدیث مشہور کے مساوی مانا گیا ہے اور انکار پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا اور اگر انکا کسی ایسے مسئلے میں اتفاق ہو جائی جس میں گذشتہ علماء سے اختلاف رائے مروی ہو تو اسکو صرف قیاس مجتہد پر ترجیح دی گئی ہے اور انکار اسکو کفر یا ضلالت کا جرم نہیں عائد کیا گیا۔

یہ وہ تفصیل ہے جو مکتوبین اجماع کی جانب سے عام کتب مہول میں لکھا گیا ہے اور اس قدر تو اس میں سے ہی ثابت ہو گیا کہ جن قدر مسائل میں اجماع کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور بعض نیکدل مگر عجول پسند حضرات انکی مخالفت پر کفر کا فتویٰ دیدیتے ہیں متقدمین کو نزدیک ان میں سے کسی کے انکار پر یہی کفر لازم نہیں آتا و تنیکہ صحابہ کی جانب سے فرداً فرداً ہر ایک کے زبانی اقرار کے ساتھ اتفاق کر نیکا ثبوت اور ثبوت ہی بعد تواتر نہ دیا جاتی اور یہ ایسا مشکل دعویٰ ہے کہ اسکی مثال میں صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کو پیش کیا جاسکتا ہے کہ اس میں انکی وجہ ہی ہر شخص نے کی تھی اور اسکی روایت ہی ہر زمانے میں تواتر ثابت ہو سکتی ہے اور اسلئے اس مہول کو انکا میں مسئلہ سو انکار کر نیوالی کو کفر کہا جاسکتا ہے

لیکن دیکھا جا تا رہی تو عللاً یہ کفر بھی عام طور پر نہیں تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ شیعہ کا سب سے بڑا اختلافی مسئلہ ہی خلافت کا ہی اور شیعہ دیکھ کر کوئی شخص ہی حضرت صدیق کو جائز خلیفہ نہیں مان سکتا۔ پس چاہی کہ وہ سب کفر ہوں حالانکہ یہ بزرگوار خدا انکو جزا کی خریدی شیعہ کو کیسا ہی خلاف حق سمجھتے ہوں مگر کافر نہیں کہتے جس سے ثابت ہوا کہ ایسے اجماع کا انکار بھی آنکھ سے نزدیک قطعاً وجہ کفر نہیں۔

یہ وہ اعتقاد طبری جو بزرگان دین (شکر اللہ علیہم) ایمان کفر کے باری میں مبذول فرماتے تھے لیکن آج کل کسی مسئلہ میں صرف سلف صالح کے خلاف ہونا کو قرآن و سنت سے کوئی یقینی فیصلہ نہ ہو سکتا ہو کفر کے لئے کافی سمجھا گیا ہے اور استشہاد میں فلاں علامہ یا فلاں محقق کا ایسے شخص کو کافر کہنا قطعی ہوتا مانا گیا ہے حالانکہ جناب رسل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعد کوئی شخص معصوم اور خطائی لاجہاد ہی پاک نہیں ہو سکتا اور اس لئے ایسا اہم فیصلہ بغیر حکم قطعی کے نہایت زبردستی ہی لیکن تاہم اجماع کی باری میں جو سید پیش کیجاتی ہیں ان میں غور کرنا ضرور ہے۔ چنانچہ انکی سب سے قوی دلیل آیت ہے:-

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
فَلَا تَزِرُ وَازِرَتُهُمْ وَلَا تَكُنْ لَهُمْ
مُصِيرًا ۚ (پارہ نمبر - سورہ نساء - ۱۰۷)

اور جو شخص راہِ درست کی تلاش ہو چکے پیغمبر کی راہ نہ لے کر
اور مسلمانوں کی راہ سے گمراہ ہو کر دوسروں کو (ہو) تو جو درستہ اس نے
انتخاب کر لیا ہو ہم اسکو اسی راستہ چلاؤ جائیں گے اور اگر خطا
اسکو ہم میں (لیجا) داخل کریں گی اور وہ بہت ہی بُری گئی ہو

یہاں غیر مؤمنین کے اتباع کو مخالفت رسول کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دونوں پر عذاب جہنم کی سزا مقرر کی ہے امام رازی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی سے اجماع کا ثبوت قرآن ہی پوچھا گیا تو انے فرمایا وہ فقہ تمام کلام اللہ کی تلاوت کی اور یہ آیت دریافت کی۔ اس طے سے آتا تو ثابت ہوا کہ اگر قرآن سے استدلال ہو سکتا ہے تو صرف اسی ایک آیت سے مگر ایک اعتراض تو اس استشہاد پر خود امام رازی نے کیا کہ اس میں صرف مؤمنین کی سوا اور لوگوں کے اتباع کرنے اور انکی ہم خیال ہونی کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں عام مؤمنین کی راہ کو بھی متابعت جائے اور خیال رکھے ہم خیال نہ ہو بلکہ اپنی الگ راہ دکھاتا ہو یا اس بارے میں ساکت ہو اور اس آیت سے ایسے شخص کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ اور اس اعتراض کو امام رازی نے بہت سی اٹل پیر کے بعد غرض حال مانا ہے۔ اور دوسرا اعتراض جتنا توضیح کی گیا ہے کہ یہاں ہی مخالفت رسول ہو چکو اتباع غیر سبیل المؤمنین کے

لفظ سی تعبیر کیا گیا ہے اور اصل میں دونوں فقروں کا ایک ہی مطلب ہے اور چونکہ عنوان مختلف ہیں اس لئے عطف جائز ہوگا۔ جیسے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
 مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۔

میں اطاعت رسول بعینہ اطاعت خدا ہے اور صرف تبدل الفاظ سی عطف جائز ہو گیا ہے۔ حسب تلویح اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس معنی سے بھی عطف صحیح ہوتا ہے لیکن بسبب مؤمنین عام ہے پس اسے فرمودہ رسول کیساتھ خاص کر نیکی کوئی وجہ نہیں۔ اور نیز نے لفظ سی نیا مطلب لینا بہتر ہوتا ہے۔ حسب تلویح نے جو فرمایا بجا ہے لیکن صاحب توضیح کا اعتراض اس طرح دُور نہیں ہوتا۔ کیونکہ غرض یہ ہے کہ اس آیت کا مذکور بالا مطلب بھی ہو سکتا ہے اور صاحب تلویح اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ پس جب دونوں طرح تفسیر ہو سکتی ہے تو ایک طرح انسب ہو اور دوسری طرح صرف مناسب تو استصحاب واقعی نہیں رہتا اور انکار سی کفر کا فتوے نہیں دیا جاسکتا۔

لیکن ان اعتراضوں سے قطع نظر ہی جب دیکھا جاتا ہے تو اس آیت میں خداوند کریم نے مخالفت رسول کے بعد مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى (راہ راستے ظاہر ہوئی پیچھے) کی قید لگائی ہے اور فرمایا ہے کہ باوجود ہدایت ظاہر ہونے اور اسباب یقین کامل ہونیکے پہر ہی رسول کی مخالفت کرنا باعث عذاب الیم اور موجب غضب خداوندی ہے اور ہدایت واضح کر نیکی غرض سے ہمیشہ اپنی رسولوں کو آیات و بیانات اور معجزات باہرات دیکر معوث فرمایا ہے اور اپنی کلام میں طرح طرح کے دلائل رسول کی صداقت اور حقانیت کے دئیے ہیں پس جب مخالفت رسول کو بغیر اظہار حقانیت کے باعث عذاب نہ ٹھہرایا اور اسکی رسالت بلکہ اسکی ایک فرما کیلئے دلائل یقینیہ کا بیدار ہتام کیا گیا تو عام مؤمنین کی مخالفت بھی اُسی صورت میں باعث عذاب ہوگی جبکہ انکی رائے کی حقیقت ثابت ہو جائے اور یہ کیسے سمجھ میں نہیں آتا کہ رسول کی بات تو دلائل و معجزات سے سمجھنے کی ضرورت ہو اور عام مؤمنین کی فصل کوئی سمجھے و بھی ماننا پڑی اور جب انکی اعتقاد کے دلائل کو بھی دیکھنا ضرور ہو تو جس سبب اور قوت کی دلائل ہونگی اُسی کے موافق یقین کرنا اور ماننا ضرور ہوگا۔ یعنی اگر دلائل قطعیہ ہونگی مثلاً اجماع و حدیث باری یا رسالت ختمی یا یہی تو بیشک ایسے عقائد میں مسلمانوں کے خلاف چلنی والا کفر ہوگا اور اگر دلائل چلنی ہونگی جیسے عام اجتہادی مسائل میں اور اجماع سے سندین کی ضرورت بھی ایسی ہی مسئلوں میں پڑتی ہے۔ تو انکا منکر کسی طرح کافر نہیں ہو سکتا۔

اور یہ ہدایت ظاہر ہوئی قیدیوں مخالفی رسول جیسی خوفناک مجرم پر لگائی گئی ایسی ہو جس نے اس آیت کو بجاؤ دلیل اجماع ہوئی غیر مقبولیت اجماع کا ثبوت بنا دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ مار لیتے محض ثبوت کی قوت اور منفع پر ہونے ماننے والوں کی وجاہت یا کثرت پر البتہ جو شخص تدبر و تفکر کا مادہ نہیں رکھتا اور دلائل کے قوت و منفع کے نہیں پرکھ سکتا اسکے لئے ضرور ہے کہ جو بات عام مسلمانوں کے نزدیک یا اکثر کے نزدیک مسلم ہو اس پر عمل کرے اور ایسا شخص اگر بے راہ روی اختیار کرے گا۔ اور محض ہٹ دہرمی سے اپنے تئیں جاعت سے الگ کر لیا تو وہ یقیناً گمراہی کے گڑھے میں گر گیا اور یہ جناب باری عزوجل کی غایت رحمت ہے کہ جہاں عقلاء کو دلائل باہرہ اور آیات ظاہرہ دکھائی جائیں اور کہتا ہے کہ باوجود اس تبیان اور اظہار کے تمہارا انحراف محض گمراہی ہے وہاں عام جہلاء کو یوں ہدایت کرتا ہے کہ تم دیگر عقلاء سے مومنین کو جس راہ چلتے دیکھو ہو اس طرف آ جاؤ۔ پس صاحب توضیح کی مذکورہ بالا رائے بالکل بجا ہے اور اس آیت سے غرض امور شریعت یا بالفاظ دیگر فرمودہ خدا و رسول پر لوگوں کو چٹہ کرنا ہے جسکو وہ پیرائوں میں ظاہر کیا گیا ہے اور تبیان ہدایت اور ضرورت دلائل کی قیدیوں سبیل مومنین اور اتباع رسول کے متحد ہو چکی وجہ یہی پیدا کر دی گئی ہے کیونکہ جب اتباع مومنین کی واسطی ہی دلیل کی ضرورت ہوئی جیسے اتباع رسول کے لئے اور دلیل لامحالہ قرآن و سنت سے ہوگی تو اس صورت میں اتباع مومنین اصل میں اُسی فرمودہ رسول کا اتباع ہوا جو دلیل میں پیش کیا گیا ہے اور اس طرح صاحب تلویح کا اعتراض بھی جاتا رہا جو کہتے ہو کہ سبیل مومنین اتباع رسول سے عام ہے اور چونکہ بنی نوع عاقل اور جاہل دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور ایک ذلیل کے لئے دلیل سے رستہ صاف کر دینے کے بعد دوسری گروہ کیلئے جو پیچیدہ مسائل اور مشکل معاملات میں رائے زنی نہیں کر سکتا کوئی سبیل کا رستہ بتانا ایک نقص ہوتا ہے اور انکو فرما دیا گیا کہ غرض اصل صرف اس نتیجہ تک پہنچنا ہے جو دلائل سے پیدا ہوتا ہے پس تم دیکھو کہ اولیاء کے اتباع سے اس پر عمل کرو اور اس طرح اس نئے لفظ سے نیا مطلب ہی نکل آیا جسکا صاحب تلویح کو اشتیاق تھا غرض کسی ایسے مسئلہ یا ایسی تفسیر کے متعلق جس میں جمہور کے دلائل کسی شخص کی رائے سے نہیں ہیں یا اسکے نزدیک انکے خلاف دلائل موجود ہیں انکی دلائل کو خواہ نخواہ مانکر اور اپنی دلائل کو بیوجہ چھوڑ کر جمہور کی تقلید کرنا حکم اس آیت سے کسی طرح مستنبط نہیں ہوتا ہے جاسیکہ ایسا نہ کرنا اولیاء کا کفر ثابت ہو۔ اور اسکو سوا کوئی اور آیت اس راہ میں اگرچہ نہیں ملی مگر تاہم چند آیتوں سے قیاس کیا گیا ہے مثلاً

ارشاد ہے :-

وَكذلكَ لَنَجْعلنَا كَرَامَةً وَسَطًا لِّلْكُوفَةِ وَأَشْهَدُ
عَلَى النَّاسِ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ج ۱۲)

اور مسلمانوں ہی طرح ہنوی تکوینچ کی راس کی امت دیہی، بنایا کر
- تاکہ (اور) لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو -

اور فرمایا ہے :-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّتٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۖ
(پارہ نمبر ۲ - سورہ آل عمران - ج ۱۴)

لوگوں کی دنیاوی کے لئے جس قدر امتیں پیدا ہوئیں ان میں
تم (مسلمان) سب سے بہتر ہو -

اِن آیتوں میں اس امت کو وسط کہا گیا ہے جسکے معنی عدالت کی ہیں اور خیریت سے تعریف لگی ہے جو دین
میں کامل ہونیکے سبب ہو سکتی ہے - اور ایسی عادل اور کامل قوم کسی غلط بات پر اجماع نہیں کر سکتی اسلئے
انکا اجماع حجت ہوگا -

لیکن اول اگر اس استدلال کو تسلیم کر لیا جائے تو یہی دعویٰ زیر بحث کو اس سے قوت نہیں پہنچتی
اور نہیں ثابت ہوتا کہ انکی خلاف اعتقاد کھنڈ والا دین و ایمان سے بیگانہ ہو جائے گا - اور وہ سب
صاحب تلویح نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ کسی مسئلہ میں باوجود کوشش کرنے کی غلط نتیجہ پر پہنچتی
اور اجتہاد میں خطا کرنے سے نہ انسان خیر سے شر ہو جاتا ہے اور نہ عادل سے ظالم ورنہ تمام تہذیب
اور ائمہ امت اور صحابہ کرام جو ہزار مسائل میں باہم مختلف ہیں اور ہر اختلاف میں یقیناً صرف ایک ثواب پر
ہے - باقی سب خطا پر معاذ اللہ خیریت سے عاری اور عدالت سے بیہرہ ہونگے - اور چونکہ یہی وہ لوگ ہیں
جن کے توسط سے ماضی عام جہلائے قوم اور اراذل امت بھی اپنے تئیں امت و وسط اور خیر الامم میں
دخل سمجھتے ہیں اس لئے انکے کھلانے پر تمام امت اس عزت و افتخار سے محروم ہو جائیگی اور خداوند
کا انکو ایسا کہنا معاذ اللہ بے محل ہوگا پس جب خطائی الاجتہاد سے خیریت اور عدالت میں کوئی نقص نہیں
ہوتا تو کسی زمانے کے علماء کا کسی اجتہادی غلطی پر اجماع کر لینا کیونکر ان آیات کی خلاف ہوگا اور علیٰ ہذا جو
شخص ان کی خلاف راہ رکھتا ہے وہ بھی محض اجتہادی غلطی کی سطح شر و ظلم و فساد و کفر کا مورد ہوگا -
آپامہازی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں ایک اور آیت سے بھی استدلال کیا ہے جہاں خدا فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (پارہ نمبر ۲ - سورہ نساء - ج ۸)

مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم میں
سے مہیا حکومت میں (انکا بھی)

وہ فرماتے ہیں کہ یہاں پہلو اولی الامر کی اطاعت کا حتمی حکم دیا گیا ہے اور جس شخص کی اطاعت کا حکم خدا کی طرف سے دیا جائے وہ معصوم ہونا چاہئے ورنہ بصورت اسکے خطا کار ہو نیکیا اتباع خطا کا حکم ہوگا جو یقیناً ممنوع ہے اور معصوم کوئی ایک شخص یا متعدد افراد نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسے معصوم کو ہم پہچان ہی نہیں سکتے تو اتباع کیونکر کرینگے اس لئے لاعمال ایسے معصوم تمام افراد امت ہی ہو سکتے ہیں جو کسی بات پر اجماع کر لیں پس اجماع حجت قطعی ہوا۔

مگر امام موصوف اور اُنکے پیچھے بزرگواروں کی خدمت میں بادب گذارش ہے کہ کسی لفظ سے اس کے حقیقی معنی ہی صورت میں نہیں لہو جاسکتے جبکہ ایسا کر نہیں کوئی قیامت ہو۔ پس اولی الامر کے منہ اور صریح معنی یعنی اصحاب حکومت اور سلاطین مراد لینے میں اگر کچھ دقت ہو تو بیشک کوئی اور مطلب تلاش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ مگر امام مرحوم کے زود قلم نے چند قیامتیں ہی پیدا کی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ امر و سلاطین کا اہتمام ہی صورت میں واجب ہے جبکہ انکار فرمان قرآن و سنت کے مطابق ہو اور اس صورت میں انکا اتباع خود قرآن و سنت کا اتباع ہے کوئی جداگانہ اطاعت نہیں جسکو الگ ذکر کرنا ضرور ہو۔ پس یہاں اولی الامر سے امر و سلاطین مراد نہیں ہو سکتے۔

مگر دیکھا جاتا ہے تو امام صاحب کا یہ اعتراض اطاعت رسول پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول کا فرمان بھی مایوس لہو واجب العمل ہے کہ منشاء ربانی کے مطابق ہے اور جناب سالما تب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وارد ہے۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدَ خَزَائِنِ اللَّهِ وَلَا أَتْلُو الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ أَنِّي مَلَكٌ ۚ إِنِ اتَّبَعُ إِلَّا مَا يَوْحَىٰ إِلَيَّ فَلَإِيَّاسُتَوِي ۖ أَتَعْمَىٰ ۚ
الْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ

(پارہ نمبر ۷ - سورہ انفصام - ۵۷)

راوی پیغمبران لوگوں سے کہہ کر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میری پاس خدا کی سکار کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو بس ہی حکم پر چلتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے (راوی پیغمبران لوگوں سے) پوچھو کہ آیا اندھ اور سوا کچھا (دو دو) برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم (اپنی بات ہی) نہیں سوچتو۔

اور ارشاد ہے وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (پارہ نمبر ۷ - سورہ النجم - ۱)

اور نہ اپنی خواہش سے باتیں بناتے ہیں (بلکہ یہ وحی آسانی) ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے۔

پس رسول کا اتباع بھی بعینہ حکم ربّانی کا اتباع ہو کوئی جداگانہ اطاعت نہیں اسلئے اسکو بھی الگ ذکر کرنا ضرور ہوگا اگر کہا جائے کہ رسول بعض امور میں اپنی قیاس اور استنباط سے بھی حکم دیتا ہے اور ایسی حکام کی اطاعت کے لئے جداگانہ حکم دیا گیا تو یہ اجتہاد اور قیاس کی لیاقت دیگر افراد امت کو بھی دی گئی ہے اور حکام وقت بھی بعض احکام اس قسم کے استنباط سے دیکھتا ہے پس اپنی اطاعت کے لئے یہاں بھی جداگانہ حکم دینے کی ضرورت ہوگی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر جابر سلاطین کی شورہ پشتی سی جنہوں نے اپنی زبان کو قانون بنایا ہوا ہے یہ دھوکا ہوا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت جیسی صادق آتی ہے کہ جو بجا و بیجا وہ چاہے حکم دی اور دوسرے اسکے آگے تسلیم نہ کرے اور اگر بادشاہ قانون کی اندر محدود ہو تو اسکی اطاعت نہ ہوتی بلکہ قانون کی اطاعت ہوئی حالانکہ یہ خیال غلط ہے اور واقع میں قانون ایسی چیز ہے کہ بادشاہ بلکہ خود بغیر اسکے ماتحت ہوتے ہیں اور اسکے خلاف کرنا نہیں کسی طرح جائز نہیں ہوتا اور با اینہم جیسی وہ خود قانون کی ماتحت ہوتے ہیں خلق خدا انکی ماتحت ہوتی ہے اور وہ محل اور موقع کے مناسب قانونی احکام نافذ کرتے ہیں اور رعیت انہیں بجالاتی ہے اور یہ مذہب اسلام کا ایک بڑا فخر ہے کہ اُس نے ایسے تاریک زمانے میں جبکہ شاعیت کے باہمی تعلقات کے لئے دنیا کوئی قاعدہ قانون نہیں جانتی تھی جیسا سلاطین کی گردنیں بھی قانون کے آگے جھکا دیں اور بتا دیا کہ کوئی شخص محض اپنی مرضی سے جو چاہے کر سکا مجاز نہیں اور خود اس کیت میں بھی فرما دیا

<p>پس اگر کسی امر میں تم (اداکارم وقت) جھگڑا کرو تو اسکو اور دوسرے آخست پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے کہ اس امر میں اصل اور اس کے رسول کو حکم کی طرف رجوع کرو (کہ) یہ (تمہاری حق میں) بہتر ہو اور انجام کے اعتبار سے بھی (بہتر طریقہ) بہت اچھا ہے۔</p>	<p>فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ٨</p> <p>(بارہ نمبر - سورہ نسا - ۸)</p>
---	--

اور اب تو یہ مسئلہ ایسا صاف ہوا ہے کہ تمام مذہب دنیا جانتی ہے کہ بادشاہ ہی خود مختار اور مطلق العنان نہیں ہوتے اور جویا کرتے ہیں وہ اپنے فرض کی فافل ہیں پس جس طرح دینی معاملات میں لکھتے رسول ضرور ہو حالانکہ وہ حکم خداوندی سے باہر نہیں ہو سکتا اسی طرح دنیوی انتظام میں اتباع حاکم ضرور ہے گو وہ خود ایک قوی بندش میں قید ہے۔

اور امام صاحب نے اسی اعتراض کو پانچویں نمبر پر پھر ذکر کیا ہے اس طرح کہ امرا اور سلاطین کے احکام

علماء کے فتوؤں پر منحصر ہیں۔ پس حقیقت میں علما ہی اولی الامر ہوئے مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس تبدیل الفاظ سے کیا مطلب نکلا۔ اگر حکام قضاوی علما کے محتاج ہیں تو علما بھی حکم خدا و رسول کے محکوم ہیں اور پھر پھر اگر وہی بات نکلتی ہے کہ سب قانون یا حکم ربانی کے ماتحت ہیں اور کوئی اپنے اختیار اور مرضی سے ذرہ بھر حرکت نہیں کر سکتا اور باہنہ اپنے اپنے موقع پر جس قانون کو امر یا علما جاری کر سکا ماننا فرض ہے۔

دوسرا اعتراض امام صاحب یہ کرتے ہیں کہ اگر یہاں بادشاہ مراد ہوں تو ایک شرط اور ربانی پڑ گئی یعنی "بادشاہ کی اطاعت کرو اگر اس کا حکم حق اور راست ہو" اور اجماع مراد لینے میں اس شرط کی ضرورت نہیں لہذا یہ معنی ادلی ہیں اور اسی مطلب کو چوتھے نمبر پر بالفاظ دیگر یوں ظاہر کیا ہے۔ کہ طاعت خدا و رسول تو ہر حال میں ضروری ہے مگر طاعت سلاطین اسی صورت میں ضروری ہے جب عاقلانہ حکم دیں اور بصورت ظلم کے انکی اطاعت حرام ہے اور اجماع قطعاً واجب الاتباع ہے اسلئے وہی مراد ہوگا۔ مگر امام موصوف کے کون عرصہ کر رہے کہ اگر اجماع فرضاً کسی ناجائز اور غیر حق امر پر ہو جائے تو کیا جب بھی اتباع واجب ہو کر یا بادشاہ کے کسی ظالمانہ حکم سے فوراً انکار کر دینا چاہیے؟ وہ پہلے اعتراض کے شروع میں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ بادشاہ کی اطاعت صرف امر حق میں ہونی چاہئے اور یہاں کہتی ہیں کہ ہماری نزدیک اجماع کا اتباع ہر حال میں ہونا چاہئے لیکن حیرت ہے کہ اجماع کا ثبوت پیش کرتے ہوئے خدا و اجماع ہی کو دلیل گردانا جاتا ہے جو کسی طرح قابل تسلیم نہیں اور حقیقت میں حق اور راست ہونیکے بشرط ہر جگہ ہے۔ خود خدا کا حکم اس لئے واجب الاتباع ہے کہ وہ عین حق اور صدق ہے۔ رسول کی اطاعت اس لئے فرض ہے کہ وہ محض عدل و انصاف ہے پس اہل اجماع کا اتباع بھی جب ہی فرض ہونا چاہئے کہ وہ صواب پر ہوں۔ اور اس بارہ میں کسی قدر عموم ہو سکتا ہے تو بادشاہ ہی کے احکام میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کے کسی ظالمانہ حکم کا اتباع نہ کیا جائے تو وہ جبکہ ظالمانہ حکم دینے سے پرہیز نہیں کرتا تو انکار پر سزا دینے سے کب باز رہیگا۔ اور اس صورت میں انکار کرنا والا اس انکار سے اپنی تئیں ہلاکت میں ڈالے گا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے

اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ماتحتوں لینے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَتْلُوا بآذَانِكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٦﴾ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ ص ۲۸) احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور نیز بادشاہوں کے حکم منت خوشامد سے نہیں ہوا کرتے کہ ہم انہیں نہ بجالائیں بلکہ وہ جبری احکام ہوتے ہیں اور خصوصاً ظالموں کے مزاج میں تو اور بھی زیادہ جبر ہوتا ہے اور خدا نے جبر کی صورت میں کلمات کفر تک کو جائز کر دیا ہے تو اور کوئی ناجائز فعل اس صورت میں کیونکر جائز ہو گا۔ پس امام صاحب کیونکر فتوے دیتے ہیں کہ ظالم کے حکم کا اتباع حرام ہے نظر میں حالات اگر شرط نہ کہہ کے بغیر کوئی حکم ہو سکتا ہے تو وہ بھی طاعت سلاطین و حکام ہے۔

غرض کسی دلیل سے نہیں ثابت ہوتا کہ اولی الامر سے سلاطین اور حکام مراد نہیں ہیں بلکہ اسی آیت کے آئندہ کلمات سے کہ اگر کچھ اختلاف ہو تو خدا و رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو، معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اہل اجماع مراد نہیں ہیں کیونکہ جیسا کہ امام صاحب فرماتے ہیں انکو خطا سے محفوظ اور انکے حکم کو قطعاً واجب الاتباع مانا جاتا ہے۔ پس انکی اتباع کا یوں حکم ہونا چاہئے تھا کہ اختلاف ہرگز نہ کیا جائے اور انکا حکم بچوں و چہر مانا جائے اور اختلاف کے وقت منصف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے فیصلہ لینے کی ضرورت اسی صورت میں ہے کہ اختلاف کرنے والو خطا اور غلطی سے محفوظ نہ ہوں اور امر اور سلاطین بیشک اسی طرح کے لوگ ہیں پس ان لفظوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہاں یہی لوگ مراد ہیں اور انہی کے کسی مشتبہ حکم پر اگر اختلاف پیدا ہوا اور کچھ اہل اثر لوگ بادشاہ کو راہ راست دکھانے کی جرات کریں تو کتاب و سنت سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔

اور ان آخری الفاظ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولی الامر کے لئے معصوم ہونا ضرور نہیں جیسا کہ امام صاحب نے ابتداء دلیل میں فرمایا ہے کیونکہ اس صورت میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں اور اسکے واسطے فیصلہ کی سبیل بتانی محض بے محل ہے۔

اور اگر امام صاحب کا فرمانا بجا سمجھا جائے اور اولی الامر سے اہل اجماع مراد لئے جائیں تب بھی ان آخری الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ انے اختلاف کرنا اور انکے حکم کو نہ ماننا کفر نہیں بلکہ ایسے وقت جو حکم کتاب و سنت سے ثابت ہو قطعی یا ظنی یا اجتہادی اسی کے موافق منکر کے ایمان کفر کا فیصلہ ہو گا۔ پس اس آیت سے بھی اگر اجماع مراد لیا جائے تو وہی بات ثابت ہوئی جو و یَقْبَلُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ (اور جو مسلمانوں کے رستہ کے سوا کسی اور کے پیچھے چلے) سے ثابت ہوتی ہے

یعنی جس شخص میں اختلاف کی لیاقت نہ ہو یا وہ اتفاق رائے رکھتا ہو تو اس پر اتباع واجب ہے اور اگر کوئی وجہ اختلاف کی ہو سکے تو پہر اتباع ضرور نہیں بلکہ اس وقت یقین کا مدار دلیل کی قوت اور ضعف پر ہوگا اور اس معنی سے یہ آیت بھی بجائے ثبوت اجماع کے اسکی تردید کی دلیل ہوئی اور انصاف سے دیکھیں تو ان آخری الفاظ نے محض اختلاف سلف سے کافر کہنے والوں کی زبان و لہجہ ہے اور فیصلہ کے لئے نہایت صاف رستہ بتا دیا ہے۔ **والحمد للہ الحکیم الخبیر**۔

علاوہ آیات مذکورہ کے دو ایک حدیثوں سے بھی اجماع کی تائید اور منکرین کی تکفیر کی جاتی ہے چنانچہ ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:-

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْعَلُ أُمَّةً قَالَتْ مَعَنَا عَلَى الضَّلَالَةِ وَدَلَّ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّاسِ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ خدا میری امت کو یا جمع امتی اور قائل امتہ محمد علی الضلالۃ ویدلہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی الناس
راوی کہتا ہے کہ فرمایا محمد کی امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اور جو اس سے ٹھیکہ آگ میں گرے گا۔	

اور ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:-

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوا السُّلُوكَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مِنَ الشَّذِّ شَذَّ فِي النَّاسِ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی گروہ کی پڑی کرو۔ کیونکہ جو اس سے ٹھیکہ آگ میں گرے گا۔
--	--

پہلی حدیث کو مؤیدین متواتر بالمعنی کہتے ہیں اگرچہ تواتر کو ثابت کرنا جسکا انکار کفر تک پہنچائی کاروائی مگر اس سے قطع نظر بھی اس استدلال کا جواب ہی ہے جو صاحب تلویح نے آیات مذکورہ کی بحث میں دیا ہے کہ اجتہاد میں خطا کرنا ضلالت نہیں ورنہ تمام ائمہ مجتہدین معاذ اللہ ضلال اور گمراہ ہو گئے لہذا انہیں ثابت ہوتا کہ نادانستہ غلطی پر بھی اجماع نہیں ہو سکتا۔ پس اس حدیث سے منکر اجماع کی تکفیر ہرگز نہیں ثابت ہوتی۔ اور دوسری حدیث کا اگر یہ مطلب ہو کہ باوجود سواد اعظم کی خطا اجتہادی کو دریافت کرنے اور انکے خلاف قوی استدلال لمجانے کو بھی انہی کا اتباع ضرور ہے ورنہ فعل جہنم ہوگا تو یہ مطلب گذشتہ آیات اور تمام کلام اللہ کی ہدایات کے خلاف ہے جس میں نظر و استدلال اور اتباع یقین کا حکم ہے۔ خدا فرماتا ہے:-

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَكْفُرْ	یہ کہ جو شخص ہلاک ہو گیا ہے وہ حجت تمام ہو چکی ہے
عَنْ بَيِّنَةٍ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ	اور جو زندہ رہی وہ بھی حجت تمام ہو چکی ہے

عَلَيْهِمْ ؕ (پارہ نمبر ۱۔ سورہ انفال - ع ۵) اور بیشک اندر سب کی سنت اور سب کچھ جانتا ہے۔

اور جب یہ مطلب حدیث کا نہ ہو سکا تو حسب قاعدہ درایت وہی مطلب ہوگا جو آیات سے مستنبط ہوتا ہو کہ بصورت نہ ملنے دلیل کے سوا عظیم کا اتباع کیا جائے اور اس صورت میں بیشک سوا انکے اتباع کی اور کوئی چارہ نہیں اور اس سے اوپر افسوسناک حالہ دیکھیں میں گرتا ہے۔

غرض اجماع کے بارہ میں قرآن و سنت سے کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکتی جو اسے قطعی حجت ثابت کرے۔ اور اسکے انکار کو کفر ٹھہرائے اگرچہ اسمیں شک نہیں کہ سلف صالحین نے خدا انہیں جزائے خیر دی احکام ربانی اور فرامین رسالت پناہی کی تحقیق و تنقید میں کوئی دقیقہ جو انسانی کوشش اور سعی دریافت کر سکتی ہو باقی نہیں چھوڑا۔ مگر اس ظلم و جہول کے فطری ضعف سے وہ بزرگوار بھی پاک نہیں تھے اور خداوند کریم نے بجز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات بابرکات کے کسی کو خطا اور سہو سے محفوظ اور معصوم نہیں رکھا۔ پس انکو خطا سے ایسا پاک اور انکی رائی کو ہر بات میں ایسی صائب سمجھنا کہ انسان اختلاف کرتے ہی راندہ درگاہ ایزدی ہو جائے شان اسلام سے بہت بعید ہے اور بعینہ یہود و نصاریٰ کا اعتقاد ہے جسکی نسبت ارشاد ہے۔

اَتَّخَذُوا اَاجَارَهُمْ وَرَبَّهُانَهُمْ اَرِبًا بَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ ۚ وَمَا اُرْسِلُوا اِلَّا لِيُعَلِّمُوا الْاَلْفَا حِدَةً ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ (پارہ نمبر ۱۔ سورہ توبہ - ع ۵)

ان لوگوں نے اند کو چھوڑ کر اپنی عالموں اور شاؤن کو اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا کر کیا حالانکہ ہماری ہمت) انکی ہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

وہ لوگ اپنے مقتداؤں میں سے حضرت مسیح علیہ السلام کو تو بیشک خدا جانتے ہیں مگر دیگر پیشواؤں کو خدا نہیں مانتے صرف انکی نسبت خطا سے پاک ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں اور انکے ہر حکم کو کالوخی سمجھتے ہیں اور یہی اعتقاد رکھنے کے سبب خدا نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی اجار اور رہبان کو خدا مانا ہوا ہے۔

ترمذی میں حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے :-

اِنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقْرَءُ اَتَّخَذُوا اَاجَارَهُمْ وَرَبَّهُانَهُمْ اَرِبًا بَا مِنْ دُونِ اللّٰہِ تَالِی اَنھُمْ لَمْ یُکُوْنُوْا

وہ کہتے ہیں میں نے سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی کہ ان لوگوں نے اند کو چھوڑ کر اپنی عالموں اور شاؤن کو خدا بنا کر کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ لوگ

یعبد وہم ولکنہم کاوا اذا احلوا لہم شیئاً استحلوا واذا حرموا علیہم شیئاً حرموہ ۛ	انکی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ یہ بات تھی کہ اگر وہ انکے لئے کوئی چیز حلال کرتے تو وہ اُسے حلال سمجھتے اور اگر حرام تھی تو حرام سمجھتے۔
---	--

پس سلف کی رائے کو تفسیر میں ہو یا دیگر احکام میں قطعی ماننے اور منکر کو کافر کہنے میں اور یہود و نصاریٰ کے اس خیال میں وہی لوگ جواب دیں کہ کیا فرق ہے۔

مگر خدا کا احسان ہو کہ جس قدر تشدد اس بارہ میں زمانہ حال میں برتا جاتا ہے گذشتہ زمانے میں ایسا نہیں تھا اور مختلف مسائل میں ایک ایک دود و علماء کا جھپڑی اختلاف کرنا بکثرت مروی ہے مثلاً قیام عرفات حج میں سب کے نزدیک فرض ہے۔ مگر حضرت حسن بصری مطلق حرم میں قیام کر سکیو کافی سمجھتے ہیں۔ زن غیرہ غلہ کے لئے وفات کی عدت برخلاف جہو حضرت ابن عباسؓ مزدوری نہیں سمجھتے۔ وفات کی عدت چار مہینہ دس دن کے بعد گو حیض نہ آئے سب کے نزدیک پوری ہو جاتی ہے لیکن حضرت امام مالکؒ کے نزدیک حیض آنا مزدوری ہے اور ان سب سے بڑا مگر حضرت ابن عباسؓ کا عول کے بارے میں اختلاف ہے جبکہ بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اور تمام فقہاء اور اصولی نقل کرتے ہیں اور جہیں یہ سب مانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے اختلاف کیا حالانکہ یہ اجماع انکی تصریح کے مطابق وہی اجماع ہے جبکہ مؤیدین باستثنائے امام شافعیؒ قطعی اور اُسکے منکر کو کافر نہیں تو ضلال اور گمراہ ضرور کہتے ہیں۔ پس ان بزرگواروں کا باوجود اس انکار کے اجلہ علمائے ملت اور ائمہ فقہائے امت میں داخل رہنا اور خدا نخواستہ ضلالت اور گمراہی کا ہدف نہ بننا ثابت کر تلے کہ ایسا اختلاف جو عباد اور نفسانیت سے نہ ہو بلکہ دلیل کی بنا پر ہو۔ اس میں گوا اختلاف کرنے والا غلطی کرے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس رائے کی نسبت آج تک تمام علماء کا خیال ہے مگر وہ نہ کافر سمجھا جاتا ہے اور نہ گمراہ بلکہ حسب قاعدہ اجتہاد باوجود خطا کے ثواب کا مستحق رہتا ہے۔

ایمان بالقیامۃ والملائکہ

چونکہ تحقیق مطالب قرآنی اور تسلیم احادیث رسالت پناہی کے بارے میں حتی الوسع فکر و تامل

کیا جا چکا ہے اور ان دونوں مذکورہ عنوان امور پر جس طرح ایمان لانا ضرور ہے وہ قرآن و حدیث ہی سے مستنبط ہو سکتا ہے اس لئے ان کے بارے میں جو اختلاف ہو اس کے کفر یا ایمان ہونیکا فیصلہ بھی گذشتہ تحقیق سے ہو سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص قیامت کے آنے سے منکر ہے یا ملائکہ کو موجود نہیں مانتا اور ان دونوں کے متعلق جو قرآنی آیات اور احادیث ہیں ان کو غلط کہتا ہے تو بیشک حسب تصریح آیات قرآنی کافر ہوگا لیکن اگر وہ حشر حیوانی کا قائل نہیں اور صرف روحانی جزا و سزا کا اعتقاد رکھتا ہے یا ملائکہ کو اجسام قائم بالذات اور جدا گانہ مخلوق نہیں مانتا۔ بلکہ اس لفظ سے ملکہ نبوت اور دیگر قوائے مدبرہ مراد لیتا ہے تو اسے ان دونوں کے وجود سے انکار نہیں بلکہ اس مطلب سے انکار ہی جو دیگر اہل اسلام لفظ قیامت اور ملائکہ سے لیتے ہیں پس اسے قیامت اور ملائکہ کا منکر اور اسوجہ سے کافر نہیں کہہ سکتے البتہ اس صورت میں جن آیات سے حشر اجساد یا ملائکہ کا جدا گانہ مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے اگر وہ ان آیات کو غلط کہتا ہے تو کلام الہی سے انکار کرنیکی وجہ سے کافر ہوگا اور اگر انکی تفسیر کو جو دیگر اہل اسلام کرتے ہیں غلط کہتا ہے اور اپنی نزدیک ان سے اور مطلب نکالتا ہے تو گو اسکا مطلب غلط ہو لیکن حسب تحقیق ملائکہ کافر نہ ہوگا۔ اور علی ہذا اگر ان احادیث کو جو اس مطلب کے متعلق وارد ہیں کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مان کر غلط کہتا ہے تو جناب رسالت پناہی کو صادق نہ جاننے سے کافر ہوگا۔ اور اگر ان کے ارشاد رسول ہونیکا یقین نہیں رکھتا اور طغی الثبوت ہو سکی وجہ سے انکار کرتا ہے تو نور و کفر نہ ہوگا۔

ایمان و کفر کی تحقیق و تحدید کے بارے میں جس قدر کوشش ہو سکتی تھی لکھی اور اس تعریف سے جو ایمان و کفر کے لفظ قرآنی علاوہ ان مسائل اختلافیہ کے جنکا ذکر ضمیمہ آچکا دیگر تمام مسائل اختلافیہ میں جن سے ایمان و کفر کا تعلق ہو۔ فیصلہ ہو سکتا ہے۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہے۔ تحقیق میں وہ اسکا مستوجب نہ ہو تو کہنے والا کافر ہوتا ہے اور اسکے ثبوت میں دو تین دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرخص لك رجل بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا استحل عليه ان لم يكن صاحبه كذلك -	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں الزام دیتا کوئی شخص کسی کو فسق کا اور نہیں الزام دیتا کسی کو کفر کا مگر یہ ایسی پرکشتہ ہو اگر وہ شخص حشر الزام لگایا گیا ہو ایسا نہ ہو۔
--	--

لیکن گذشتہ تحقیق سے جو آیات قرآنی اور احادیث رسالت پناہی سے کی گئی معلوم ہوتا ہے کہ صرف پانچ چیزیں ہیں جن میں سے کسی کو نہ ماننے سے آدمی کافر ہوتا ہے اور ان کثیر القواد آیات اور احادیث کے مقابلہ میں ایسی اجزاء احاد سے کفر و ایمان کی تعریف میں جہاں نص قطعی کی ضرورت ہی کوئی اور قید ایذا نہیں کیا جاسکتی۔ پس ان احکام قطعیہ کو پیش نظر رکھ کر اس حدیث کو تطبیق دیں گے اسطرح ہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کافر کہنے والے کے نزدیک کوئی وجہ تکفیر نہیں تو اس صورت میں کافر اور ناقابل نجات کہنا بیشک کفر ہے کیونکہ اب ایسا کہنا اسکے ایمان کو کفر ٹھیرانا ہے اور یہ وہی کر سکتا ہے جو خود کافر ہو لیکن جو شخص ایمانیات پر ایمان رکھتا ہے اور کسی مسئلہ میں اپنے مخالف کو کسی وجہ سے کافر کہتا ہے تو گو کفر کی وہ وجہ غلط ہو اور اس اجتہاد میں وہ خطا کرے لیکن چونکہ ایمان کی تعریف اس پر صادق آتی ہے اس لئے کافر نہ ہوگا۔ خصوصاً جبکہ وہ اپنے مخالف کو کافر اسی لئے کہتا ہے کہ اسکے نزدیک وہ خدا و رسول کا دشمن ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خدا و رسول کی دشمنی کو برا جاننے والا خود خدا و رسول کا دشمن اور کافر ہے اور اسی طرح جو مسلمان دیگر مذہب والوں کو صرف خدا پر ایمان لانے سے قابل نجات ٹھیر گیا اور رسول و کتاب پر ایمان لانا انکے لئے ضروری نہ سمجھیں وہ بھی جہنم خود ان سب ضروریات پر ایمان رکھتے اور انکو ماننے میں کافر نہ ہونگے کیونکہ وہ دیگر مومنین کی نسبت ایسا اعتقاد خود و فرمان خدا و رسول کے مطابق سمجھتے ہیں پس گو اس استدلال میں غلطی کریں لیکن چونکہ خدا و رسول ہی کے خوف سے وہ ان لوگوں کو برا نہیں کہتے اس لئے خدا و رسول کے منکر نہیں کہے جاسکتے اور ایمان کی حدیں داخل ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب و بالظاہر و بالباطن والصلوة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وجمعہم اللہم آمین۔



تقریظ جناب مولانا شبلی صاحب مرحوم نعمانی

ناظم علوم و فنون ریاست حیدرآباد و سکریٹری انجمن ترقی اُردو
میں نے مولوی محمود علی صاحب پروفیسر کوہ قلعہ رندہ پیر کالج کار سالہ ایمان خورشید کیجا
میں اعتراف کرتا ہوں کہ فائت دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ نہایت معتدل طریقہ اختیار
کیا گیا ہے اور موجودہ زمانہ میں ہر حیثیت سے مفید اور سودمند ہے۔ اس رسالہ نے اردو زبان میں
ایک مفید اضافہ کیا ہے۔

شبلی نعمانی ناظم علوم و فنون ریاست حیدرآباد و سکریٹری انجمن ترقی اُردو

۶ جون ۱۳۱۷ھ